تکافل کی شرعی حیثیت

مروجہ انشورنس کا جائز متبادل

ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ صاحب

تقریظ
حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

ادارۃ المعارف کراچی

تکافل کی شرعی حیثیت

مروّجہ انشورنس کا جائز متبادل

ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ صاحب

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ

پاک قطر فیملی اور جنرل تکافل

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

جدید نظرِ ثانی واضافہ شدہ ایڈیشن

باہتمام : محمد مشتاق سنی

طبع جدید : رمضان ۱۴۳۱ھ - اگست ۲۰۱۰ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : اِدارۃ المعارف کراچی

ملنے کے پتے:

اِدارۃ المعارف کراچی

فون: 021-35123161 ,021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

Pak-Qatar Family
& General Takaful Ltd.

فون: 021 - 34311747 - 56

* مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
* دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
* ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور
* بیت الکتب گلشن اقبال، کراچی
* مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن، کراچی

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
(۳)تقبلی طریقہ (Accepting Risk)	۵۹
(۴)انتقالی طریقہ (Trasferring Risk)	۵۹
(۵)اشتراکی طریقہ (Risk sharing)	۶۰
رسک شریعت کی نظر میں	۶۰
ضمان خطر الطریق	۶۱
ضمان الدرک	۶۱
عاقلہ	۶۲
عاقلہ کا ثبوت	۶۲
عاقلہ سے کیا مراد ہے؟	۶۳
عقدِ موالات	۶۳
ثبوت	۶۴
مروّجہ انشورنس کا مختصر تعارف	۶۵
انشورنس کا مفہوم	۶۵
انشورنس کا آغاز	۶۵
مروّجہ بیمہ سے متعلق چند اصطلاحات اور اس کی قسمیں	۶۶
عام بیمہ اور زندگی کا بیمہ (General Insurance & Life Insurance)	۶۷
مروّجہ بیمہ کا شرعی حکم	۶۸
مروّجہ بیمہ کے ناجائز ہونے کے اسباب	۶۸
تکافل	۷۳
تکافل کے لغوی معنی (Lexicon)	۷۳
تکافل کی اصطلاحی تعریف (Terminology)	۷۳

عنوان	صفحہ نمبر

Mohammad Rafi Usmani

Mufti & President Darul-Uloom Karachi, Pakistan
Ex-Member Council of Islamic Ideology Pakistan

محمد رفیع عثمانی

رئیس الجامعۃ دار العلوم کراتشی والمفتی بہا
عضو مجلس الفکر الاسلامی بجمہوریۃ پاکستان الاسلامیۃ سابقاً

الرقم ____________ التاریخ ۸؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲؍جون ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

جامعہ دار العلوم کراچی کے ہونہار فاضل اور قابل قدر رفیق دار الافتاء مولانا ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فقہی مسائل میں تحقیق ومطالعہ کا امید افزا ذوق وشوق عطا فرمایا ہے۔ ماشاء اللہ ان کی علمی کاوشیں پہلے بھی بار بار برسوں سے دیکھ رہا ہوں، اور اب ان کی نئی قابل قدر تصنیف ''تکافل کی شرعی حیثیت'' میرے سامنے ہے، اس کتاب کی تو فی الحال صرف ورق گردانی ہی کر سکا ہوں، لیکن اس کا جامع خلاصہ انہوں نے کچھ عرصہ قبل میری فرمائش پر تیار کیا تھا، اسے میں نے تفصیل سے دیکھا ہے، اور ماشاء اللہ اس موضوع پر کافی، وافی اور بہت مفید پایا ہے، جس سے قوی امید ہے کہ یہ کتاب بھی علمی وزن کے اعتبار سے اس سے کم نہ ہوگی۔

ان کی علمی کاوشیں دیکھ دیکھ کر پہلے بھی دل سے دعائیں نکلتی رہی ہیں، اب پھر دعا کر رہا ہوں: اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے، مسلمانوں کے لئے اسے نافع بنائے، اور مصنف کے لئے صدقۂ جاریہ بنا دے۔ آمین۔

وھو المستعان وعلیہ التکلان

(محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ)
رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی

Jamia Darul Uloom Karachi Pakistan P.C: 75180 جامعۃ دار العلوم کراتشی باکستان الرمز البریدی ۷۵۱۸۰

Ph: 0092-21-5049774 - 5031733 - Fax: 5032366 - 5041923

Email: jamiadarulolumkhi@hotmail.com Website: www.darululoomkhi.edu.pk

باسمہٖ تعالیٰ

کلماتِ تشکر

موجودہ حالات میں انشورنس کی ضرورت مخفی نہیں، بلکہ بعض ملکوں میں لائف انشورنس کی بہت سی صورتیں ہر شہری کے لئے قانونی طور پر بھی لازمی ہیں، لیکن چونکہ انشورنس نظام میں کئی غیر شرعی عناصر تھے، جس کی وجہ سے علماء کرام نے ہر دور میں مسلمانوں کو اس نظام کا حصہ بننے سے منع فرمایا۔ ضرورت چونکہ اپنی جگہ مسلّم تھی، لہٰذا اس نظام کے جائز متبادل کی کوششیں ہوئیں اور الحمدللہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے جید مفتیانِ کرام کی نگرانی میں انشورنس نظام کا جائز متبادل نظام ''تکافل'' وجود میں آیا۔

پاکستان میں تکافل وقف ماڈل پر سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) نے تکافل کمپنی قائم کرنے کے لئے تکافل قوانین وضع کیے اور ان کی بنیاد پر تکافل کمپنی قائم کرنے کی اجازت دی، آج پاکستان میں کئی تکافل کمپنیاں قائم ہوچکی ہیں اور اپنی خدمات پیش کررہی ہیں جن میں پاک قطر تکافل گروپ (فیملی وجنرل) بھی شامل ہیں، جہاں پاک قطر فیملی تکافل کو ملک کی پہلی فیملی تکافل کمپنی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

اس پس منظر میں اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ عوام الناس اور اہل علم کے سامنے روایتی انشورنس کی خرابیوں کی نشاندہی کی جائے، اور متبادل نظام کے خدوخال سمجھے جائیں تاکہ حقیقتِ حال واضح ہو۔ اسی سلسلے میں بندہ نے پاک قطر فیملی تکافل لمیٹڈ کے قیام کے بعد کمپنی کے شریعہ بورڈ ممبر ڈاکٹر مفتی عصمت اللہ صاحب سے

درخواست کی تھی کہ کوئی ایسا رسالہ یا کتاب ہونی چاہیے جس سے تکافل نظام کے بارے میں رہنمائی حاصل کی جاسکے، مفتی صاحب نے نہ صرف میری درخواست کو قبول کر کے سعادت بخشی، بلکہ بہت ہی مختصر سے عرصہ میں تکافل پر ایک رسالہ لکھ دیا، بعد میں اس میں ترامیم واضافہ ہوتا رہا۔ اب الحمدللہ! یہ رسالہ کتابی شکل میں ہمارے سامنے ہے جس پر جتنا شکرادا کیا جائے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

والسلام

پی احمد

چیف ایگزیکٹیو آفیسر

پاک قطر فیملی تکافل لمیٹڈ

جولائی ۲۰۰۹ء

حرفِ مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، امابعد:

قرآن وسنت بالفاظِ دیگر اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، کیونکہ ہمارے عقیدۂ مسلّمہ واجماعیہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اور آپ کی شریعت تمام شرائع کے لئے ناسخ ہے اور یہی شریعت تا قیامت آنے والے لوگوں کے لئے دینِ رہنما اور راہِ نجات ہے۔

ہم جب کہتے ہیں کہ ''اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے''، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اسلام میں ہر مسئلہ، ہر واقعہ اور ہر حادثہ کا مکمل حل موجود ہے، کسی بھی زمانہ میں کوئی بھی مسئلہ یا حادثہ پیش آئے، خواہ وہ انفرادی اور شخصی مسئلہ ہو، یا اجتماعی مسئلہ ہو، قرآن وحدیث کی نصوص اور ان نصوص سے مستخرج قواعد وضوابط کی روشنی میں اس زمانہ کے ماہر علماءِ کرام اس کا حل نکال سکتے ہیں اور وہ حل قرآن وحدیث کی طرف ہی منسوب ہوگا، بعض اوقات حکم کے دقیق ہونے کی وجہ سے وہ اجتماعی غور وخوض کا محتاج ہوگا۔

جو حل نکالا گیا ہے، اس کے بارے میں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ قرآن وحدیث کے کسی ''اصولِ مقررہ'' کے خلاف تو نہیں اور اس میں ایسا کوئی عنصر تو نہیں پایا جاتا، جو قرآن وحدیث سے متصادم ہو، اگر اس حل میں ایسی کوئی بات موجود نہ ہو، اور حل قواعدِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو، تو وہ جائز حل ہوگا اور اس کے مطابق عمل کرنا جائز ہوگا، جسے آج کل کی زبان

میں "Shariah Compliant" بھی کہا جاتا ہے، اس کے معنی یہی ہے کہ یہ قرآن وسنت اور اس سے مستخرج ومستنبط قواعد وضوابط اور اصول کے خلاف نہیں، اگر چہ اس کے لئے منتخب اصطلاح نئی ہو اور قرآن وحدیث یا فقہ کی متداول کتب میں وہ اصطلاح موجود نہ ہو، کیونکہ "اصطلاح" کے جدید یا قدیم ہونے، منصوص یا منصوص نہ ہونے سے اصل حکم یا اصل ساخت یا طریقۂ کار کے جائز یا ناجائز ہونے کا کوئی تعلق نہیں۔

"تکافل" کی اصطلاح بھی اسی قبیل سے ہے، کہ یہ جس نظام کے لئے وضع کی گئی ہے، اس نظام کی اساس، اس کا تصور فی نفسہ قرآن وحدیث، فقہ اور سیر کی کتب میں موجود ہے۔ اساسِ تکافل مثلاً: وقف، تصورِ تکافل مثلاً: تناصر وتعاون یا تبرع، یہ شریعت میں موجود ہے، نیز اس کا طریقہ کار اور پورا نظام قرآن وحدیث کے اصول سے متصادم نہیں، لہٰذا اس طریقہ کار کو حلال کہا جائے گا، اگر چہ "تکافل" کے خاص نام اور خاص اصطلاح کی شکل میں یہ ہمیں نصوص میں نہ مل سکے۔

"تکافل" درحقیقت ایک اجتماعی مسئلہ کا جائز یا مباح متبادل یا حل ہے، اجتماعی مسئلہ سے مراد مروجہ انشورنس یا بیمہ ہے، جس کی بلاشبہ ہر زمانہ میں ضرورت رہی ہے اور بالخصوص اس زمانہ میں اس کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے، خاص طور پر جنرل انشورنس کی، لیکن چونکہ مروجہ انشورنس کو جمہور علماء امت نے ناجائز قرار دیا، جس کے بارے میں "مجمع الفقہ الاسلامی جدہ" یا جدہ فقہ اکیڈمی کی قرارداد موجود ہے، جس میں اکثر علماءِ کرام نے اس نظام کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس سے قبل بھی علماء اس کو ناجائز ہی کہتے تھے، چنانچہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کا اس سلسلہ میں "بیمۂ زندگی" کے نام سے پہلے سے ہی رسالہ موجود ہے، جس میں اس کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔

مروجہ انشورنس کے ناجائز ہونے کی وجہ اس میں موجود ربا، قمار اور غرر جیسے ناجائز عناصر ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو انشورنس پالیسیاں لینے سے منع کیا گیا، لیکن چونکہ ضرورت اپنی جگہ مسلّم ہے، اور مسئلہ کا تعلق پوری سوسائٹی اور مجتمع سے ہے، اس لئے علماء

کرام نے اس مسئلہ کے حل کے لئے سوچا، اس پر اجتماعات کیئے، جامعہ دار العلوم کراچی میں بھی کئی سال قبل اس موضوع پر ایک اجتماع منعقد کیا گیا اور اس کے جائز حل پر غور کیا گیا اور الحمدللہ تعالیٰ چند سالوں سے پاکستان میں تکافل کے نظام کے تحت چند کمپنیاں قائم ہوئی ہیں اور بڑی کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہیں، ۲۰۰۵ء میں '' تکافل رولز'' بھی جاری کیے اور ایس ای سی پی یعنی سیکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے تکافل کمپنیوں کو لائسنس دینا شروع کیا۔

تکافل رولز کی رُو سے ہر کمپنی کیلئے '' شریعہ بورڈ'' ضروری قرار دیا گیا ہے، جو کم سے کم تین علماء کرام پر مشتمل ہو، اسی کے تحت پاک قطر تکافل گروپ کی '' جنرل اور فیملی تکافل'' کے شریعہ بورڈ کے لئے ممبر کے طور پر بندہ کا نام بھی حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے تجویز فرمایا اور بندہ نے حضرت مدظلہم کی ہدایات کے مطابق کام شروع کیا، اسی کام کے دوران جب کراچی میں مذکورہ کمپنی کا ہیڈ آفس وجود میں آیا، تو بندہ نے کمپنی کے ملازمین کے لئے '' درسِ جمعہ'' کا اہتمام کیا، جو الحمدللہ تا حال جاری ہے، پاک قطر فیملی تکافل کے سی ای او جناب پی احمد صاحب نے بندہ کو تکافل کے موضوع پر اُردو میں رسالہ یا کتابچہ لکھنے کے لئے کہا، جس پر بندہ نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے کام شروع کیا اور ایک رسالہ تیار ہو گیا، لیکن بعد میں تدریجاً اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید ترمیم اور اضافے کیئے گئے، اور کوشش کی گئی کہ تکافل کی جامع صورتحال اور تکافل پر علماء یا عوام کے اشکالات سامنے آجائیں، تو ان کے جوابات کو بھی حتی الامکان اس رسالہ میں شامل کیا جائے، جو الحمدللہ کافی حد تک اس رسالہ میں آ گیا، تاہم چونکہ کوئی بھی علمی سلسلہ ختم ہوتا نہیں، تو اس سلسلہ میں مزید کام کی گنجائش ہے، لہٰذا کوئی اہم بات، اشکال یا مفید مشورہ سامنے آیا، تو اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایڈیشنوں میں شامل کر دیا جائے گا۔

اس تحریر میں جناب پی احمد صاحب اور مولوی زاہد سانگھڑوی صاحب کی کاوشوں

کا معتد بہ حصہ شامل ہے، مولوی زاہد صاحب نے اس میں ترتیب اور تخریج کا کام بھی کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کو جزائے دارین عطاء فرمائیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چھوٹی سی کاوش کو قبول فرمائے اور ہم سب کو ناجائز اور حرام سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اللّٰھم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔ آمین ثم آمین۔

عصمت اللہ عصمہ اللہ
جامعہ دارالعلوم کراچی
۵/۶/۱۴۳۰ھ
بمطابق ۳۰ مئی ۲۰۰۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

اصل بحث کو شروع کرنے سے پہلے شریعت کے مآخذ (Sources) اور اصول (Principles) سمجھنا نہایت ضروری ہے، تاکہ کسی حکم کے شرعی ہونے میں کسی کو تردد یا شبہ نہ ہو، کیونکہ کسی بھی موضوع پر بحث کرنے سے قبل شریعت کے اصول اور مآخذ کو ذکر کرنا مناسب ہے، تاکہ قارئین کرام بصیرت کے ساتھ اس بحث کو سمجھ سکیں۔

مآخذِ شریعت (Sources of Shariah)

قرآن وسنت میں جو احکام دیئے گئے ہیں، اُن میں سے بعض کا تعلق عقائد (Beliefs) سے ہے، اور بعض کا تعلق اعمال (Deeds) سے ہے۔ اعمال میں سے بعض کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے، اور بعض کا تعلق انسان کے باطن سے ہے، ظاہر سے جن احکام کا تعلق ہے، ان کی بھی مختلف قسمیں ہیں، مثلاً عبادات، معاملات، معاشرت، اور باطن سے جن احکام کا تعلق ہے، وہ اخلاق ہے، جس کی دو قسمیں ہیں، فضائل یعنی اچھی خصلتیں، اور رذائل یعنی بری خصلتیں۔

عقائد سے جس علم میں بحث ہوتی ہے، اس کو ''علم الکلام'' کہتے ہیں، اعمال ظاہرہ سے جس علم میں بحث ہوتی ہے اس کو ''علم الفقہ'' کہتے ہیں، اور اعمال باطنہ سے جس علم میں بحث ہوتی ہے اس کو ''علم التصوف'' کہتے ہیں۔ گویا کہ احکامِ شرعیہ سے متعلق کل علوم تین ہو گئے:

۱......علم الکلام

۲......علم الفقہ

۳......علم التصوف

اَحکامِ شرعیہ

- عقائد — علم الکلام
- اعمال
  - اعمال ظاہرہ — علم الفقہ
    - عبادات
    - معاملات
    - معاشرت
  - اخلاق
  - اعمال باطنہ
    - فضائل
    - رذائل
    - علم التصوف
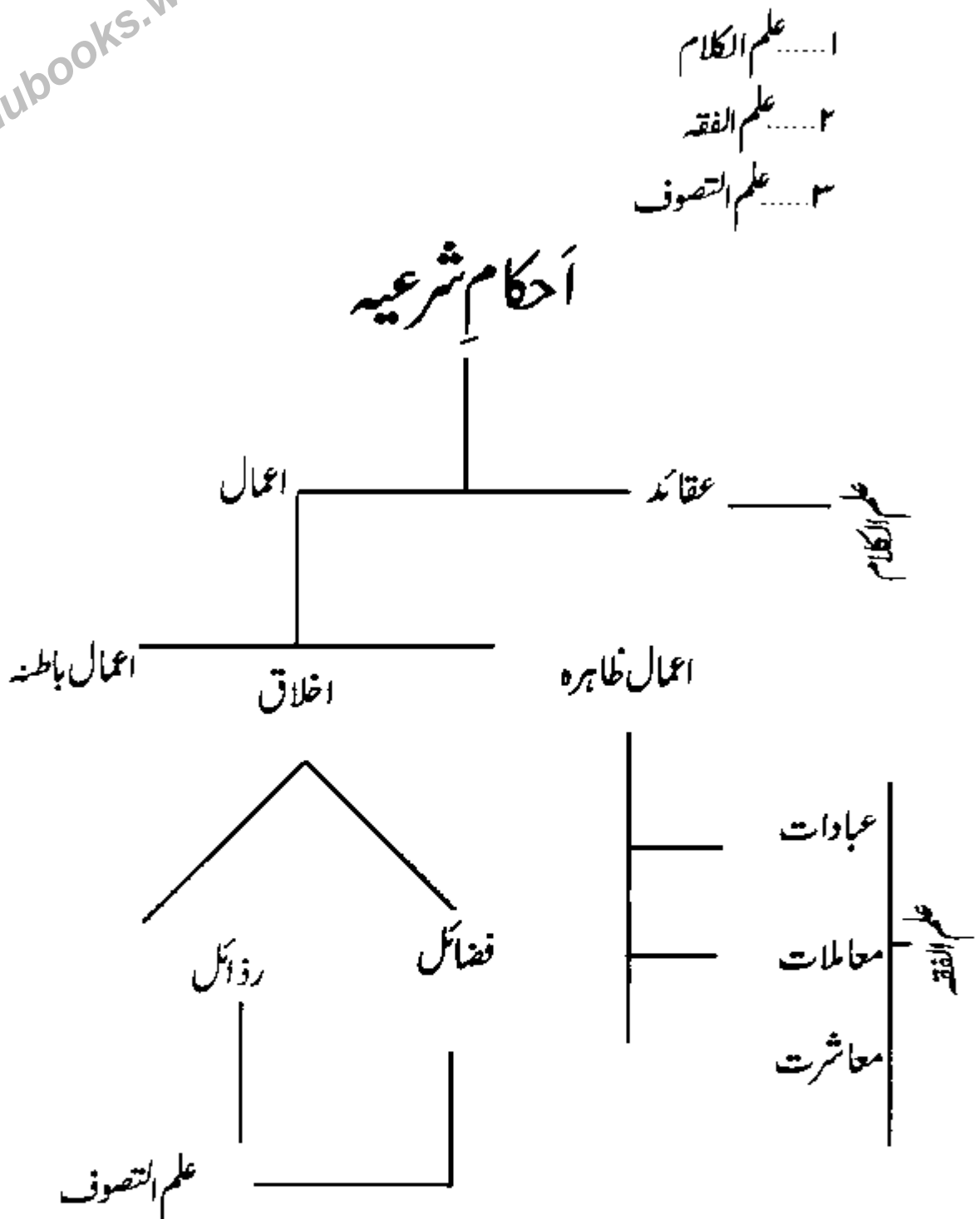
یہ سب علومِ شرعیہ ہیں، ہر علم سے متعلق کتابیں مدون ہو چکی ہی اور ان میں مشائخ نے متعلقہ احکام کی تفصیلات، اقسام، فضائل، رذائل، دلائل شرعیہ اور مصالح و حکمتیں (Goodness and Virtue) بیان فرمائی ہیں۔

ان تمام احکام کو "شریعت" کہتے ہیں اور یہ سب احکام اور ان کی تفصیلات چار دلائل سے ثابت ہیں، جن کو "اصولِ شرع" یا "مآخذِ شرع" کہتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱......قرآنِ کریم

۲......سنت

۳......اجماع (Consensus)

۴......قیاس (Analogy)

ہم یہاں اختصار کے ساتھ ہر ایک کا تعارف پیش کرتے ہیں:

پہلا مأخذ: القرآنُ الکریم

قرآن کریم شریعت یا احکام شرعیہ کا اوّل اور اصل مأخذ ہے، جس کا مأخذ ہونا مسلمانوں کے ہاں متفق علیہ ہے، کیونکہ قرآن کی مأخذیت کا انکار بالاتفاق کفر ہے۔

قرآن کا لفظ اللہ جل شانہٗ نے اپنی اس کتاب میں اکسٹھ (۶۱) مقامات پر ذکر کیا ہے۔

دوسرا مأخذ: سنّۃُ النّبی ﷺ

اَحکامِ شرعیہ کا دوسرا اجماعی مأخذ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ ہے۔

وحی (Revelation) کی دو قسمیں:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......وحی متلو (Recited)

(۲)......وحی غیر متلو (That which is not recited)

وحی متلو:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی بھیجی گئی وہ دو قسم کی تھی، ایک تو یہی قرآن حکیم جس کے الفاظ اور معنی دونوں اللہ جل شانہ کی طرف سے ہیں، یعنی جس طرح اس کے مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اسی طرح اس کے الفاظ بھی بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں، الفاظ کے انتخاب، ترکیب یا اسلوب وغیرہ میں نہ حضرت جبریل علیہ

السلام نے کوئی تصرف کیا ہے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کسی قسم کا کوئی تصرف کیا ہے، اس کو ''وحی متلو'' کہتے ہیں۔

وحی غیر متلو:

دوسری قسم وحی کی وہ ہے جو قرآنِ کریم کا جزو بنا کر نازل نہیں کی گئی، اس کے ذریعہ آپ کو بہت سی تعلیمات اور شریعت کے احکام اس طرح بتائے گئے ہیں، کہ آپ کے قلب مبارک پر صرف معانی و مضامین کا القاء ہوتا تھا، الفاظ اس کے ساتھ نہ ہوتے تھے، ان معانی و مضامین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے کبھی اپنے الفاظ میں سے، کبھی اپنے افعال سے اور کبھی دونوں سے بیان فرماتے، اس کو ''وحی غیر متلو'' کہتے ہیں، اور اسی وحی کو ''سنت'' یا ''حدیث'' کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کے مضامین اور معانی بھی اصلاً اللہ تعالی کی طرف ہیں، البتہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

لہٰذا اصطلاح میں سنت اور حدیث حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کو کہتے ہیں۔ سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے کہ حدیث تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اقوال کا نام ہے جبکہ سنت اقوال وافعال دونوں کا نام ہے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل ہر حال میں حجت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال تو ہر حال میں حجت ہیں، البتہ آپ علیہ السلام کے فعل کے حجت ہونے میں کچھ تفصیل ہے، کیونکہ آپ کے بعض افعال ایسے ہیں جو آپ کے ساتھ ہی خاص ہیں، دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ مثلاً آپ علیہ السلام نے چار سے زیادہ شادیاں کیں، یہ آپ کا فعل ہے، لیکن چونکہ یہ فعل آپ کے ساتھ ہی خاص تھا، اس لئے حجت نہیں، مثلاً اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام نے چار سے زیادہ شادیاں کی ہیں، لہٰذا میں بھی چار سے زیادہ شادیاں کروں گا، تو یہ جائز نہ ہوگا، کیونکہ دیگر دلائل سے

یہ بات ثابت ہے کہ یہ آپ علیہ السلام ہی کی خصوصیت تھی۔

اسی طرح تہجد کی نماز بھی آپ علیہ السلام کے لئے ضروری تھی، جیسا کہ سورہ مزمل میں اس کا ذکر ہے، لیکن امت کے لئے اس کو ہلکا کر دیا گیا کہ پڑھنا ضروری نہیں، زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، بہت ثواب کا کام ہے۔

کچھ کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طبعاً کیے ہیں اور کچھ کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھول کر ہوئے جسے ''سہو'' کہتے ہیں، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چار رکعت والی نماز میں بھول کر دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا، چونکہ وہ زمانہ وحی کا زمانہ تھا، احکامات میں تبدیلی ہوتی رہتی تھی، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شک ہوا کہ کہیں کوئی تبدیلی تو واقع نہیں ہوئی، لہٰذا ایک صحابی نے پوچھا کہ: "قَصُرَتِ الصَّلاۃُ اَمْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللہِ!" یعنی اے اللہ کے رسول! نماز میں کمی کی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سہو ہوا تھا۔

تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ چونکہ آپ علیہ السلام نے بھی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیرا تھا، اس لئے آج میں بھی دو رکعت پر سلام پھیروں گا، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ آپ کا فعل سہوا تھا۔

سنت کا حجت ہونا بھی اجماعی مسئلہ ہے، صرف گمراہ ہی اس کا انکار کر سکتا ہے، اور سنت کا بالکلیہ انکار کفر ہے۔ سنت کی حجیت خود قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ سے ثابت ہے، مثلاً:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم:۳)

ترجمہ:- ''آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں نہیں کرتے، ان کا ارشاد صرف وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''

اس آیت کریمہ نے یہ واضح کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین کے بارے میں جو کچھ فرماتے ہیں، وہ وحی ہی ہے، خواہ وحی متلو ہو، یا غیر متلو۔

اسی طرح قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: ۵۹)

ترجمہ:- ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔''

اس کے علاوہ بھی حدیث کے حجت اور واجب الاتباع ہونے کے بہت سے دلائل ہیں، جن کی تفصیل کتبِ حدیث میں دیکھی جاسکتی ہے۔

تیسرا ماخذ: اجماع (Consensus)

احکام شرعیہ یا شریعت کا تیسرا ماخذ اجماع ہے، لغت میں اجماع ''متفق ہونے'' کو کہتے ہیں، اصطلاح شریعت میں اجماع کی تعریف یہ ہے:

"اِتِّفَاقُ رَأْيِ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم فِيْ عَصْرٍ مَا عَلٰى حُكْمٍ شَرْعِيٍّ" (القاموس الفقهي ۱/۲۲)

ترجمہ:- ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زمانہ کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔''

اجماع احکام شرعیہ کا تیسرا ماخذ ہے، جس مسئلہ کے شرعی حکم پر اجماع منعقد ہو گیا ہو، اسے اجماعی مسئلہ یا فیصلہ کہتے ہیں، جس پر عمل کرنا واجب ہے۔

اجماع کا حجت ہونا قرآن کریم کی متعدد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

حجیتِ اجماع پر آیات واحادیث

آیت کریمہ:

"وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا" (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ:- ”اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر ظاہر ہو چکا ہو، اور سب مسلمانوں کے دینی راستہ کے خلاف چلے گا، تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ بہت بری جگہ ہے۔“

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اُمت کے متفقہ فیصلہ (اجماع) کی مخالفت گناہِ عظیم ہے، جس کی سزا جہنم ہے۔

آیت کریمہ:

”وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا“ (بقرہ: ۱۴۳)

ترجمہ:- ”اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنا دیا ہے جو ہر پہلو سے اعتدال پر ہے تاکہ تم مخالف لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول ﷺ گواہ ہوں۔“

اس آیتِ کریمہ نے اس امت کو معتدل کہا، جس کا مطلب یہ ہے کہ امت کا اتفاق غلط بات پر نہیں ہوگا، ورنہ صفت اعتدال کے پھر کوئی معنی نہیں ہوں گے۔

حدیث:

علماء کی تحقیق کے مطابق وہ احادیث مبارکہ جو اجماع کی حجیت کو ثابت کرتی ہیں، تقریباً بیالیس صحابہؓ ان کے راوی (Narrators) ہیں، جن میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت انس رضی اللہ عنہم جیسے کبارِ صحابہ بھی شامل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ نَزَلَ بِنَا اَمْرٌ لَيْسَ فِيْهِ بَيَانُ اَمْرٍ

وَلَا نَهْيٍ فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: شَاوِرُوا فِيهِ الْفُقَهَاءَ الْعَابِدِيْنَ وَلَا تُمْضُوا فِيهِ رَأْيَ خَاصَّةٍ۔ (مجمع الزوائد ۱/۱۷۸ وغیرہ)

ترجمہ:- ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جس کے متعلق کوئی صریح حکم یا ممانعت قرآن وسنت میں موجود نہ ہو، تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اس سلسلہ میں عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کرو، خود اس میں کوئی خاص رائے قائم نہ کرو۔''

اسی طرح ایک حدیث میں فرمایا کہ:

حدیث:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ اَوْ قَالَ: اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ عَلَى النَّارِ"

(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ ۱/۴۹۱، وغیرہ)

ترجمہ:- ''اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہے، اور جو اُمت سے الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم کی طرف جائے گا۔''

یہ حدیث مبارک اجماع کے حجت ہونے پر سب سے زیادہ واضح اور صریح ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

حدیث:

مَنْ خَرَجَ عَنِ الطَّاعَةِ وَ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (صحیح المسلم، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین، رقم الحدیث: ۳۴۳۶)

ترجمہ:- ''جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی الگ ہوا، اور مر گیا،

تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

واضح رہے کہ اجماع کے حجت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اجماع کرنے والوں کو شرعی احکام میں خدائی اختیارات مل گئے، جس طرح چاہیں کریں، نہیں، بلکہ جو بھی اجماعی مسئلہ ہوگا اس کی بنیاد قرآن یا سنت یا قیاس میں ضرور ہوگی، جس کو اصطلاح میں "سندِ اجماع" کہتے ہیں۔

اجماع صحابہ کرامؓ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کسی بھی زمانہ کے تمام متبع السنت فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہوجانا اجماع کے لئے کافی ہے۔ عوام، بدعتی اور فاسق کی موافقت ومخالفت کا اعتبار نہیں۔

اجماع کی اقسام

بنیادی طور پر اجماع کی تین قسمیں ہیں:

۱......اجماع قولی (Consensus by Expression)

۲......اجماع عملی (Consensus by Practice)

۳......اجماع سکوتی (Consensus by Silence)

اجماعِ قولی کا مطلب یہ ہے کہ تمام حضرات کسی حکم پر باقاعدہ زبان سے موافقت کا اظہار کریں۔

اجماعِ عملی کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات کسی زمانہ میں کسی عمل کو جائز یا سنت وغیرہ سمجھ کر کریں، یعنی عملی مظاہرہ کریں، زبان سے کچھ نہ کہیں۔

اجماعِ سکوتی کا مطلب یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بعض حضرات زبان یا عمل سے کسی حکم کا اظہار کریں، اور اس کی شہرت بھی ہوجائے، باقی مجتہدین کو اس کی خبر ہوجائے، لیکن وہ سکوت اختیار کریں اور اس فیصلے کی مخالفت نہ کریں۔

اِجماع کے مراتب

اجماع کی اہمیت (Status) کے اعتبار سے اجماع کے تین مراتب ہیں:

اولؔ: صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا صریح اجماع: یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب کسی حکم کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے زبان سے اس کو برقرار رکھا۔

دومؔ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سکوتی اجماع: یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب کسی حکم کے بارے میں معلوم ہوا، تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔

سومؔ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد کے زمانوں میں کیا ہوا اجماع۔

چوتھا ماخذ: قیاس (Analogy)

''قیاس'' احکام شرعیہ کا چوتھا ماخذ ہے، جس کے لغوی معنی ''اندازہ'' کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی حکم قرآنِ کریم، سنتِ طیبہ میں صراحۃً نہ پایا جائے، تو مجتہد اجتہاد کرتا ہے، اور قرآن کریم، یا حدیث یا اجماع کے کسی حکم کی علتِ مشترکہ (Common Cause) کی بنیاد پر شرعی حکم کو منصوص (جو حکم قرآنِ کریم یا سنت میں موجود ہو) سے غیر منصوص (جو قرآن کریم یا حدیث میں صراحۃً مذکور نہ ہو) میں منتقل کردیتا ہے، اس کو ''قیاس'' کہتے ہیں۔

قیاس کے اجزاء

قیاس کے چار ارکان یا اجزاء (Ingredients) ہیں:

(۱)......اصل یا مقیس علیہ (Source, Nature of Transaction)

(۲)......فرع یا مقیس (Subsidiary)

(۳)......علت (Effective Cause)

(۴)......حکم (Judgement)

اصلؔ: اس حکم کو کہتے ہیں جو قرآنِ کریم یا سنت میں صراحۃً مذکور ہو۔

فرعؔ: اس حکم کو کہتے ہیں جو دوسری جگہ ثابت کیا گیا ہو۔

علت: اس معنی کو کہتے ہیں جو دونوں میں مشترک ہو، اور اس پر حکم کا مدار ہو۔
حکم: قیاس کے نتیجہ میں جو حکم ثابت کیا جائے۔

مثال:

حدیث شریف میں ہے کہ گندم کو گندم کے مقابلہ میں اگر بیچنا ہو، تو برابر برابر ہونا چاہیئے اور مجلس میں دونوں پر قبضہ بھی ضروری ہے، یہ تو حدیث سے صراحۃً ثابت ہوگیا، اسی طرح جو، نمک، کھجور، سونے اور چاندی کا حکم بھی حدیث میں مذکور ہے، لیکن چاول کا کیا حکم ہے؟ چاول سے متعلق حکم قرآن یا حدیث میں صراحۃً موجود نہیں، تو ہم نے کہا کہ چاول کا بھی وہی حکم ہے جو گندم وغیرہ کا ہے، کیونکہ جو علت گندم میں پائی جاتی ہے، وہ چاول میں بھی پائی جاتی ہے، یعنی یہ کہ دونوں، چاول بمقابلہ چاول میں "جنسیت" (Similar Kind) بھی پائی جاتی ہے کہ دونوں ہم جنس ہیں، اور "قدر" بھی پایا جاتا ہے کہ دونوں مکیلات (Measurable) کی قبیل (Category) سے ہیں، یعنی ان کی بیع پیمانہ (Standard) سے ہوتی ہے، لہٰذا گندم اور چاول کا حکم ایک ہوا کہ اس میں برابری بھی ضروری ہے اور مجلس میں قبضہ بھی ضروری ہے، اس طریقہ سے چاول میں مذکورہ حکم قیاس سے ثابت ہوگیا۔ اس مثال میں گندم مقیس علیہ، چاول مقیس، زیادتی کا حرام ہونا حکم اور قدر و جنس علت ہے۔

قیاس مآخذ شرع میں چوتھے درجہ میں ہے یعنی جب پہلے تین مآخذ سے حکم ثابت نہ ہو تو قیاس کی ضرورت پڑتی ہے۔ قیاس کی بہت سی شرائط اور مباحث فقہاء کرام نے ذکر فرمائی ہیں، جنہیں متعلقہ کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

قرآن و حدیث میں قیاس کے حجت ہونے کے بہت سے دلائل موجود ہیں، بطورِ نمونہ مندرجہ ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ کریم سے قیاس کے حجت ہونے کی دلیل

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"فَاعْتَبِرُوْا يٰأُولِي الْاَبْصَارِ" (الحشر: ۲)

ترجمہ:- "پس عبرت پکڑو اے بصارت والو!"

اس آیت کریمہ میں ہمیں اللہ جل شانہ نے "اعتبار" کا حکم دیا ہے، اور اعتبار کے معنی یہ ہیں کہ دو ایک جیسی چیزوں کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا، یعنی ایک نظیر دوسری نظیر پر قیاس کرنا۔

یہ آیت کریمہ ایک طویل آیت کا حصہ ہے، جس کا پس منظر بنو قریظہ کی جلا وطنی سے متعلق ہے، جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو معاملہ فرمایا اس کے آخر میں آنکھوں والوں کو اللہ تعالیٰ نے دعوتِ فکر دی کہ دیکھو تم اپنے حالات ان کے حالات پر قیاس کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال بھی ان کے اعمال کی طرح ہو جائیں، اور اس اشتراک کی وجہ سے تمہیں بھی وہی سزا دی جائے جو ان لوگوں کو ملی۔

قیاس کے حدیث سے حجت ہونے کا ثبوت

"عَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ قَالَ: كَيْفَ تَقْضِيْ؟ قَالَ: اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، قَالَ: فَاِنْ لَمْ يَكُنْ كِتَابٌ؟ قَالَ: اَقْضِيْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَاِنْ لَمْ تَكُنْ سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَجْتَهِدُ بِرَاْيِيْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ" (مصنف ابن ابی شیبة رقم الحدیث: ۵۹)

ترجمہ:- "حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یمن کا قاضی بنا کر بھیج رہے تھے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: (اگر تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو) کس چیز سے فیصلہ کرو گے اے معاذ! عرض کیا: قرآنِ کریم سے، فرمایا: اگر یہ حکم قرآنِ کریم میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: سنت سے، فرمایا: اگر سنت

میں بھی نہ پاؤ تو؟ عرض کیا: "اجتهد برأيي"، یعنی اجتہاد کروں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو (اس چیز کی) توفیق دی (جس سے وہ راضی ہوتا ہے)"۔

شرعی اصطلاحات (Shariah Terms)

تکافل کی شرعی توجیہ (Categorization)، اور تکییف (Classification) جاننا اور اس کا طریقہ کار سمجھنا چند شرعی اصطلاحات پر موقوف ہے، اس لئے ان کو اختصار کے ساتھ جاننا ضروری ہے:

(۱)......ربا (Interest)
(۲)......قمار/میسر (Gambling)
(۳)......غرر (Uncertainty)
(۴)......عقد (Contract)
(۵)......ھبہ (Gift)
(۶)......وقف (Endowment)
(۷)......مضاربہ
(۸)......وکالہ (Agency)

ربا (Interest / Usury)

ربا کے لغوی معنی:

ربا لغوی معنی کے اعتبار سے "زیادتی" اور "بڑھوتری" کو کہتے ہیں۔

ربا کے اصطلاحی معنی:

اصطلاحی معنی کے اعتبار سے اس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے:

(۱)......رِبا النَّسِیْئَة (۲)...... رِبا الفَضْل

"ربا النسیئہ" کو "ربا القرآن"، "ربا الجاہلیہ" اور "ربا القرض" بھی کہتے ہیں، اور "ربا الفضل" کو "ربا الحدیث" اور "ربا البیع" بھی کہتے ہیں۔

"ربا النسیئۃ" کو "ربا القرآن"، "ربا الجاہلیہ" اور "ربا القرض" کہنے کی وجہ

ربا النسیئہ کو "ربا القرآن" اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات نے اس کو براہ راست ممنوع قرار دیا ہے، اور اس کو "ربا الجاہلیہ" اس لئے کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اس کا رواج تھا، اور اہل جاہلیت بھی اس کو ربا ہی کہتے تھے، اور اس کو "ربا القرض" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق قرض سے ہے، کیوں کہ نسیئہ کے معنی اُدھار کے ہیں۔

"ربا الفضل" کو "ربا الحدیث" اور "ربا البیع" کہنے کی وجہ

"ربا الفضل" کو "ربا الحدیث" اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قسم صرف الفاظِ قرآن سے نہیں سمجھی گئی، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوئی، جیسا کہ "دلائلِ حرمت" سے واضح ہو جائے گا، اور اس کو "ربا البیع" اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق بیع سے ہے، کیوں کہ فضل کے معنی "زیادت" کے ہیں۔

چنانچہ ابن العربی احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

"الرِّبَا فِي اللُّغَةِ هُوَ الزِّيَادَةُ، وَالْمُرَادُ فِي الآيَةِ كُلُّ زِيَادَةٍ لَا يُقَابِلُهَا عِوَضٌ"۔ (احکام القرآن لابن العربی ۱/۳۸۵)

ترجمہ:- "ربا لغت میں "زیادتی" کو کہتے ہیں، اور آیتِ کریمہ میں اس سے مراد ہر وہ زیادتی ہے، جس کے مقابلہ میں کوئی عوض نہ ہو۔"

ابن العربیؒ کی یہ تعریف "ربا النسیئہ" اور "ربا الفضل" دونوں کو جامع ہے، کیونکہ

ایسا اضافہ جو کسی عوض کے مقابلہ میں نہ ہو، یہ ربا النسیئہ میں بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں اپنا قرض پورا پورا لیا جاتا ہے، اور اس پر سود کے نام سے جو اضافہ ملتا ہے، وہ بلا معاوضہ ہوتا ہے اور ربا الفضل میں بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں دو چیزوں کا مبادلہ ہوتا ہے اور کسی ایک جانب میں ایسی زیادتی پائی جاتی ہے، جو کسی عوض کے بدلے میں نہیں ہوتی، لہٰذا ابن العربیؒ کی تعریف اپنی جامعیت کی بناء پر عمدہ تعریفات میں شمار کی جاتی ہے۔

امام ابوبکر جصاصؒ "احکام القرآن" میں ربا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَهُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِيْهِ الْاَجَلُ وَزِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ"

ترجمہ:- "قرض کا وہ معاملہ جس میں ایک مخصوص مدتِ ادائیگی اور مقروض پر مال کی کوئی زیادتی متعین کر لی گئی ہو۔"

علامہ جصاص نے "القرض" کی قید لگا کر اس تعریف کو "ربا النسیئہ" کے ساتھ خاص کر دیا۔

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم علامہ جصاص رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تعریف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وإِنَّ هٰذَا التَّعْرِيْفَ يَشْمُلُ سَائِرَ اَنْوَاعِ رِبَا النَّسِيْئَةِ وَكَانَ هٰذَا الرِّبَا مُحَرَّمًا فِي سَائِرِ الْاَدْيَانِ السَّمَاوِيَّةِ، وَتُوْجَدُ نُصُوْصُ تَحْرِيْمِهٖ"

ترجمہ:- "یہ تعریف ربا النسیئہ کی تمام اقسام کو شامل ہے اور ربا کی یہ قسم تمام آسمانی ادیان میں حرام رہی ہے، چنانچہ اس کی حرمت کی نصوص ابھی تک کتاب مقدس میں موجود ہیں۔"(۱)

---

(۱) اس کے لئے ملاحظہ ہوں:

خروج: ۲۲: ۲۵، احبار: ۲۵: ۳۵، استثناء: ۲۳: ۲۰، زبور داؤدی: ۱۵: ۵، سفر امثال سلیمان علیہ السلام: ۲۸: ۸، سفر نحمیاہ: ۵: ۷، اور اسفار حضرت حزقیل علیہ السلام: ۱۸: ۸، ۱۳، ۱۷، ۲۲: ۱۲۔"

''ربا النسیئہ'' کی تعریف پر مشتمل ایک مشہور حدیث کی تشریح و تحقیق

حارث بن ابی اُسامہ نے اپنی ''مسند'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے :

" كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعاً فَهُوَ رِباً " (کنز العمال، رقم:١٥٥١٦)

ترجمہ:-'' جس قرض پر بڑھوتری ہو، وہ ربا ہے۔''

اس حدیث شریف میں '' قرض'' کا لفظ موجود ہے، اس لئے اس کا تعلق ربا النسیئہ سے ہی ہے۔

نیز یاد رکھنا چاہئے کہ جمہور فقہاء ومحدثین نے اس حدیث کو ایک اُصول کے طور پر قبول کیا ہے، اور فقہاء و محدثین کی یہ "تَلَقِّي بِالْقَبُوْلِ" (یعنی ہر زمانہ میں اس حدیث سے استدلال کرنا اور اس کو بطور ماخذ اختیار کرنا) اس بات کی بذات خود ایک مستقل دلیل ہے کہ یہ اصول قرآن وسنت کے عین مطابق ہے، لہٰذا بعض عربی مصنفین اور علماء کا اس حدیث کو دیگر احادیث کے معارض قرار دینا یا اس کی صحت سے بالکل انکار کرنا درست نہیں۔

مذکورہ حدیث میں '' منفعت'' (Gain) سے مراد ہر وہ منفعت ہے، جو مشروط (Conditional) یا معروف (Understood) ہو، کیوں کہ '' معروف'' بھی بیشتر احکام شرعیہ میں '' مشروط'' کے حکم میں ہے، چنانچہ امام ابوبکر جصاص وغیرہ نے جو تعریف بیان فرمائی ہے، اس میں "المشروط" کی قید اس لئے لگائی ہے، نیز منفعت عام ہے، خواہ مال کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں ہو، لہٰذا اب مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ:

'' قرض کی وجہ سے جو بھی مشروط یا معروف نفع خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، حاصل ہو، وہ سود ہے، اور اس سے بچنا واجب ہے۔''

مذکورہ بالا تشریح میں دو باتیں آگئیں:

۱..... حدیث میں نفع سے مراد "مشروط" یا "معروف" نفع ہے۔
۲..... نفع عام ہے، خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔

پہلی بات کی دلیل وہ تمام احادیث وروایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کئی واقعات میں قرض لیکر ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ عطا فرمایا۔

اور دوسری بات کی دلیل یہ ہے کہ ائمہ اربعہؒ نے بہت سی ایسی صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے، جن میں مقرض کو اپنے دیئے ہوئے قرض پر کچھ نفع حاصل ہو رہا ہوتا ہے، حالانکہ وہ نفع "مال" کی شکل میں نہیں ہوتا، اور ممانعت کی بنیاد یہی حدیث شریف ہے، مثلاً:

۱)..... شئ مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) سے مشروط یا معروف فائدہ حاصل کرنا حرام ہے۔ (حاشیة ردّ المحتار ۵/۲۹۲)

۲)..... قرض خواہ کے لئے مقروض کی سواری پر سوار ہونا یا قرض کی وجہ سے اس کے گھر میں کھانا کھانا جائز نہیں، البتہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سے قبل اس قسم کا تعلق یا معمول نہ ہو۔ (کنز العمال، رقم: ۱۵۵۱۶)

۳)..... اگر کوئی کسی کو اس شرط پر قرض دے کہ مقروض اس کو اپنا مکان فروخت کریگا، تو یہ ناجائز ہے۔ (حاشیة ردّ المحتار، باب في شراء المستقرض القرض ۵/۲۹۱)

۴)..... "سفتجہ" کو اسی حدیث کی بناء پر فقہاء کرامؒ نے ممنوع قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں کوئی زیادتِ مال نہیں۔ (شامی ۵/۳۸۸)

واضح رہے کہ "سفتجہ" میں ایک آدمی دوسرے شخص کی رقم کو کسی دوسری جگہ پہنچاتا ہے، جس میں صاحبِ مال راستہ کے خطرہ سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے۔ (شامی ۵/۳۸۸)

نوٹ:- واضح رہے کہ منی آرڈر اور بینک ڈرافٹ وغیرہ کے ذریعہ رقوم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا اور اس پر اُجرت لینا جائز ہے اور "سفتجہ" میں داخل نہیں، کیونکہ یہاں اصل مقصود رقوم کو پہنچانا ہے نہ کہ راستہ کے خطرہ سے محفوظ و مامون رکھنا، یہ الگ بات

بے تبعا راستہ کے خطرہ سے انسان مأمون ہو جاتا ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ منفعت جو ''حرام'' ہے، اس سے مراد صرف ''زیادتِ مال'' ہے، درست نہیں، جیسا کہ ماضی قریب کے ایک ماہر اقتصادیات (Economist) شیخ محمود احمد مرحوم نے علامہ جصاصؒ وغیرہ کی تعریفات کے ظاہر کو دیکھ کر اپنی کتاب ''سود کی شرعی اساس'' میں یہ بات کی ہے، کیونکہ ان تعریفات میں ''مال'' کا لفظ موجود ہے۔

حالانکہ ان تعریفات میں ''مال'' کی قید تغلیبا (عام معمول کے مطابق) ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں زیادہ تر اسی طرح ہوتا تھا، تو یہ کوئی قید احترازی (Restrictive) نہیں، کیوں کہ اس صورت میں علامہ جصاص کی تعریف خود مذکورہ حدیث (جس میں منفعت عام ہے) کی معارض ہو جائے گی، نیز بہت سارے علمائے اسلام نے ربا کی تعریف میں ''مال'' کی کوئی قید نہیں لگائی۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ حدیث کی رُو سے قرض پر ''ہر مشروط یا معروف نفع'' حاصل کرنا خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، ''ربا النسیئہ'' ہے، اور قرآن وحدیث کی روشنی میں حرام اور ممنوع ہے، اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

ربا الفضل: ربا الفضل سے مراد وہ اضافہ ہے جو کچھ مخصوص اجناس کے باہمی تبادلہ پر حاصل ہو۔

ربا الفضل کے سلسلہ میں حدیث مشہور ہے، جسے ''اشیاء ستہ'' والی حدیث کہتے ہیں، کیونکہ اس میں چھ چیزوں کا ذکر موجود ہے، اس حدیث کے الفاظ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

''عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ تعالىٰ عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ، وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ مِثْلاً بِمِثْلٍ فَمَنْ

زَادَ اَوِازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰی، بِیعُوا الذَّھَبَ بِالْفِضَّۃِ کَیْفَ شِئْتُمْ یَداً بِیَدٍ وبِیعُوا البرَّ بِالتَّمَرِ کَیْفَ شِئْتُمْ یَداً بِیَدٍ وَبِیعُوا الشَّعِیرَ بِالتَّمَرِ کَیْفَ شِئْتُمْ یَداً بِیَدٍ۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء ان الحنطة بالحنطة مثلا بمثل)

ترجمہ:۔ ''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سونے کو سونے کے بدلہ میں، چاندی کو چاندی کے بدلہ میں، کھجور کو کھجور کے بدلہ میں، گندم کو گندم کے بدلہ میں، نمک کو نمک کے بدلہ میں اور جو کو جو کے بدلہ میں برابر سرابر فروخت کرو، پس جو شخص اضافے کا لین دین کرے، وہ ''ربا'' کا معاملہ کرے گا، البتہ سونے کو چاندی کے بدلہ میں جس طرح چاہے، فروخت کرو، بشرطیکہ دست در دست (at spot) ہو، اور گندم کو کھجور کے بدلہ میں جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ دست در دست ہو اور جو کو کھجور کے بدلہ میں جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ دست در دست ہو۔''

یہ حدیث مختلف کتابوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ آئی ہے، لیکن حاصل سب کا ایک ہی ہے، اور وہ یہ کہ مخصوص اجناس کے باہمی تبادلہ کے وقت کسی ایک جانب اضافہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

اس حدیث شریف میں صرف چھ چیزوں کا ذکر ہے، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ ربا صرف ان چھ چیزوں کے تبادلہ میں منحصر نہیں بلکہ اور چیزیں بھی اس ممانعت میں آسکتی ہیں، اب یہ کس طرح معلوم ہوگا؟ اس کے لئے مجتہدین نے ''تعلیل'' (علت نکالنا) کا سہارا لیا، یعنی اس حدیث میں سوچا گیا کہ ان چھ چیزوں کے باہمی تبادلہ میں اضافہ کو کس علت کی بنیاد پر ممنوع قرار دیا ہے؟ چنانچہ ہر مجتہد نے اجتہاد کر کے اپنے اجتہاد کے مطابق

علت نکالی اور اس علت پر مزید احکام نکالے، حنفیہ کے ہاں ''ربا الفضل'' کی علت ''قدر وجنس'' ہے، قدر سے مراد کیل (Measurement) یا وزن (Weight) ہے، اور جنس سے مراد ہم جنس ہونا ہے، یعنی اگر کوئی شئی موزونات (جو تولی جائے) یا مکیلات (جو کسی پیمانہ سے ناپی جائے) میں ہو اور دونوں ہم جنس بھی ہوں، تو اس میں ''ربا'' پایا جاسکتا ہے، اب اگر دونوں اجزاء موجود ہوں، یعنی ''قدر'' بھی ایک ہو، اور ''جنس'' بھی ایک ہو، تو کسی ایک جانب اضافہ بھی ناجائز ہوگا اور نسأ (تاخیر سے حوالگی) بھی حرام ہوگا۔

مثلاً اگر دونوں طرف سونا ہے تو اس میں اضافہ اور نسأ دونوں حرام ہوں گے، اور اگر دونوں اجزا معدوم ہوں، تو اضافہ اور نسأ دونوں جائز ہوں گے، مثلاً ایک طرف گندم ہے، اور دوسری طرف انڈے ہیں، تو اس میں دونوں جائز ہیں، یعنی اضافہ بھی جائز ہے، اور کسی بدل پر اگر مجلس میں قبضہ نہ ہو، تو یہ بھی جائز ہے، لیکن اگر قدر ایک ہو اور جنس مختلف ہو تو اضافہ جائز ہوگا، لیکن نسأ جائز نہ ہوگا، مثلاً ایک طرف سونا ہے اور دوسری طرف چاندی، تو اس میں اضافہ جائز ہے لیکن نسأ جائز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ اسی مجلس میں بدلین پر قبضہ ہو۔ مزید تفصیل کیلئے کتبِ فقہ میں مراجعت کی جائے۔

قمار / میسر (Gambling)

علامہ حطابؒ قمار کی تعریف درج ذیل الفاظ میں فرماتے ہیں:

إِنَّمَا هُوَ مُوَاضَعَةٌ بَيْنَ اِثْنَيْنِ عَلَى مَالٍ يَدُوْرُ بَيْنَهُمَا فِي الشَّقَّيْنِ فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِمَّا غَانِماً أَوْ غَارِماً۔

ترجمہ:- ''دو آدمیوں کے درمیان کسی ایسے مال پر معاہدہ ہے جو ان دونوں کے درمیان دائر ہو، ان میں سے ہر ایک جیت بھی سکتا ہے اور ہار بھی سکتا ہے۔''

واضح رہے کہ ''قمار'' اور ''میسر'' ہم معنی یعنی مترادف ہیں۔

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ نے جواہر الفقہ میں قمار کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے:

"ہر وہ معاملہ جو نفع اور نقصان کے درمیان دائر اور مبہم (غیر واضح) ہو، اصطلاحِ شرع میں قمار اور میسر کہلاتا ہے"۔

قمار کو اُردو زبان میں "جوا" کہا جاتا ہے، جیسے دو شخص آپس میں بازی لگائیں کہ تم آگے بڑھ گئے تو میں تم کو ایک ہزار روپے دوں گا، اور میں بڑھ گیا تو تمہیں ایک ہزار روپے دینے پڑیں گے، یا اس طرح کہ آج اگر بارش ہوگئی، تو تم ایک ہزار روپیہ مجھے دینا اور اگر نہ ہوئی تو میں تم کو دوں گا۔

یعنی قمار کی حقیقت یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد فریق آپس میں اس طرح کا کوئی معاملہ طے کریں جس کے نتیجے میں ہر فریق کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر اپنا کوئی مال (فوری ادائیگی کر کے یا ادائیگی کا وعدہ کر کے) اس طرح داؤ پر لگائے کہ وہ یا تو بلا معاوضہ دوسرے فریق کے پاس چلا جائے یا دوسرے فریق کا مال پہلے فریق کے پاس بلا معاوضہ آجائے۔ اسی کو "مخاطرہ" کہا جاتا ہے کہ جس میں یا تو اصل رقم بھی ڈوب جاتی ہے اور یا مزید رقم کھینچ کر لے آتی ہے اور یہی "قمار" ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اپنی عربی تصنیف "بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة" میں قمار کے اجزاء کے بارے میں فرماتے ہیں:

قرآنِ کریم، حدیث اور فقہِ اسلامی کے احکام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قمار چار اجزا سے مرکب ہے۔

۱...... یہ جانبین سے عقدِ معاوضہ ہے۔

۲...... ہر فریق اپنی ملکیت خطرہ میں ڈالتا ہے۔

۳...... مالِ زائد کا حصول ایسے واقعہ پر موقوف ہوتا ہے کہ جس میں دونوں احتمالات ہوتے ہیں کہ ہو یا نہ ہو۔

۴......مال معلق علی الخطر ہو کہ یا تو ضائع ہو جائے گا یا مزید مال کھینچ کر لائے گا۔

غرر (Uncertainty)

غرر کے لغوی معنی

غرر کے لغوی معنی ''دھوکہ دہی''(Cheat,Deceive) ، ''غلط امید دلانا'' (lure, Entice) اور ''خطر''(Risk, Danger, Hazard) کے ہیں۔

غرر کے اصطلاحی معنی

اصطلاحِ شرع میں غرر کی مختلف تعریفات کی گئی ہیں، صاحبِ بدائع نے غرر کی یہ تعریف فرمائی ہے:

"الْغَرَرُ هُوَ الْخَطَرُ الَّذِي اِسْتَوَى فِيهِ طَرَفُ الْوُجُودِ وَالْعَدَمِ بِمَنْزِلَةِ الشَّكِّ۔" (بدائع، فصل فی شرائط صحة البیوع: ۱۱/۱۸۶)

ترجمہ:- ''غرر اس خطر کو کہتے ہیں کہ جس میں شک کی طرح وجود اور عدم برابر ہوں۔''

یعنی ہوسکتا ہے کہ وہ شئ حاصل ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ شئ حاصل نہ ہو۔

بعض علماء کرام نے غرر کی یہ تعریف فرمائی ہے:

"الغرر هو مجهول العاقبة"

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ۱۰/۴۳۶)

ترجمہ:- ''جس کا انجام معلوم نہ ہو۔''

اس تعریف کا حاصل بھی یہی ہے کہ انجام معلوم نہیں کہ وہ شئ حاصل ہوگی، یا حاصل نہیں ہوگی۔

غرر کا حکم

غرر شریعت میں ممنوع ہے، جس کے بارے میں یہ مشہور حدیث پیش کی جاتی

ہے، جو مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہے:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللہ عَنْهُ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللہِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ۔"

ترجمہ:۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر کی بیع اور غرر کی بیع سے منع فرمایا ہے۔"

غرر کے مؤثر ہونے کی شرائط

غرر کے مؤثر (Effective) ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱.....غرر کثیر ہو۔ (اسکی تشریح آگے آرہی ہے)

۲.....عقد میں اِصالتہً (یعنی اصلِ عقد میں ہو، عقد کے ضمن میں نہ ہو) پایا جاتا ہو۔

۳.....عقد ضروری (ضروری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس میں غرر کو مؤثر مان کر عقد کو غیر معتبر قرار دیں، تو لوگ تنگی اور حرج میں مبتلا ہو جائیں) نہ ہو۔

۴.....عقد عقود مالیہ (عقدِ معاوضہ) میں سے ہو۔

غرر کے کثیر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ قابلِ تسامح (Ignorable) نہ ہو، جو بعد میں نزاع (Dispute) اور اختلاف کا سبب ہوسکتا ہو۔ لہٰذا غرر اگر کثیر نہ ہو، بلکہ یسیر ہو، یعنی عام طور پر وہ قابلِ تسامح ہو، اور وہ مفضی الی النزاع بھی نہ ہو، تو وہ مؤثر نہ ہوگا۔

عقد میں اصالتہً پائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ ضمناً نہ ہو، یعنی اصل عقد میں تو غرر نہیں لیکن عقد کے ضمن میں غرر پایا جاتا ہے، مثلاً جانور کے تھن میں دودھ کی مقدار، جبکہ جانور دودھ کے لئے خریدا جائے۔

عقد اگر ضروری ہو یعنی اس میں ابتلاء عام ہو، جیسا کہ عقدِ سلم یا عقدِ استصناع، تو اس میں غرر مؤثر نہیں ہوگا۔

غرر عقدِ معاوضہ میں پایا جائے کیونکہ عقدِ تبرع میں غرر مضر نہیں، جیسا کہ آگے تفصیل آئیگی۔

غرر کی مشہور صورتیں (Forms)

غرر کی موٹی موٹی صورتیں درج ذیل ہیں:

۱......مبیع (Subject Matter) کے نفس وجود (Existence) میں غرر ہو، جیسا کہ مبیع معدوم (Non-existent) ہو، یا غیر مملوک ہو (یعنی ملکیت میں نہ ہو) یا غیر مقبوض ہو (یعنی قبضہ میں نہ ہو) وغیرہ۔

۲......مبیع کی تسلیم (سپردگی) میں غرر ہو، جسے فقہاء کرام "غیر مقدور التسلیم" کہتے ہیں، جس کی بہت سی مثالیں ہوسکتی ہیں، مثلاً ہوا میں پرندہ کی بیع اور پانی میں مچھلی کی بیع وغیرہ۔

۳......نفسِ عقد میں جہالت ہو، مثلاً یہ چیز نقد اتنے میں اور اُدھار اتنے میں اور طے کیے بغیر مجلس برخاست کردی، تو یہ یہاں عقد متردد ہے (یعنی عقد میں تردّد اور ابہام ہے)۔

۴......مبیع میں جہالت ہو۔

۵......ثمن (Price) میں جہالت ہو۔

۶......مدت میں جہالت ہو۔

یاد رکھیں کہ غرر وہ مضر ہوتا ہے جو عقد یا اس کے اجزاء میں ہو، ورنہ کوئی تجارت غرر بمعنی خطر سے خالی نہیں، کیونکہ ہر تجارت مجہول العاقبہ ہے (یعنی جس کا انجام معلوم نہ ہو)۔

عقد (Contract)

عقد کے لغوی واصطلاحی معنی

''عقد'' مفرد ہے اور اس کی جمع ''عقود'' آتی ہے، جس کے لغوی معنی ''گرہ

لگانے اور باندھنے" کے ہیں۔

عقد کے اصطلاحی معنی کئی بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے صرف دو معنی یہاں بیان کیے جاتے ہیں:

عام معنی کے اعتبار سے عقد کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"كُلُّ عَهْدٍ يَلْزَمُ بِهِ الشَّخْصُ۔"

ترجمہ:- "ہر عہد جسے کوئی شخص اپنے اوپر لازم کرلے۔"

اس معنی کے اعتبار سے عقد کا اطلاق اس معاملہ پر بھی ہوتا ہے جو دو شخصوں سے مکمل ہوتا ہو مثلاً بیع، اجارہ وغیرہ اور اس کا اطلاق اس معاملہ پر بھی ہوتا ہے جو ایک شخص سے مکمل ہوتا ہو مثلاً وصیت، وقف وغیرہ۔

عقد معنی خاص کے اعتبار سے

"هُوَ الإِلْتِزَامُ الصَّادِرُ مِنْ طَرَفَيْنِ مُتَقَابِلَيْنِ وَشُرِطَ فِيهِ الإِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ"

ترجمہ:- "عقد اس التزام (اپنے اوپر لازم کرنا (Undertake) کو کہتے ہیں، جو دو متقابل جانبوں سے ہو، اس میں ایجاب (Offer) اور قبول (Acceptance) شرط ہیں"۔

"اِرْتِبَاطُ الْإِيْجَابِ الصَّادِرِ مِنْ أَحَدِ الْعَاقِدَيْنِ بِقَبُوْلِ الْآخَرِ عَلَى وَجْهٍ يَثْبُتُ أَثَرُهُ فِي الْمَعْقُوْدِ عَلَيْهِ" (درر الحكام: ۱/۱۹۲)

ترجمہ:- "عاقدین (Contracting Parties) میں سے کسی ایک جانب سے جو ایجاب صادر ہوجائے، اس کا دوسری جانب کے قبول کے ساتھ اس طرح وابستہ ہونا کہ اس کا اثر معقود علیہ (Subject Matter) پر ثابت ہوجائے۔"

اس خاص معنی کے اعتبار سے عقد کے لئے جانبین کا ہونا ضروری ہے، نیز اس صورت میں عقد صرف ایجاب سے مکمل نہیں ہوگا، بلکہ عقد مکمل ہونے کے لئے ایجاب وقبول دونوں کا ہونا ضروری ہے، یعنی ایک طرف سے ایجاب ہوگا، اور دوسری طرف سے قبول ہوگا، ایجاب وقبول دونوں سے مل کر معقود علیہ (جس چیز پر عقد وارد ہو مثلاً بیع میں مبیع) ثابت ہوگا۔

فقہاء کرام کی عبارت میں ''عقد'' سے عام طور پر یہی معنی مراد ہوتے ہیں، کیونکہ معنی اول میں بہت زیادہ عموم پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا اطلاق نذر وعہد پر بھی ہوتا ہے، بلکہ قسم پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

عقد کی قسمیں

عقد کی دو قسمیں ہیں:

۱...... عقود المعاوضات (Commutative Contracts)

۲...... عقود التبرعات (Tabarru Contracts)

عقود المعاوضات (Commutative Contracts)

عقود عقد کی جمع ہے، اور معاوضات معاوضہ کی جمع ہے، معاوضہ عوض (Consideration) سے نکلا ہے جس کے معنی ''بدل'' کے ہیں۔

"عُقُوْدُ الْمُعَاوَضَاتِ : وَهِيَ مَا كَانَ التَّمْلِيْكُ فِيْهَا (عَيْنَ الْمَالِ، أَوْ مَنْفَعَتَه) بِمُقَابِلٍ سَوَاءٌ كَانَ الْمُقَابِلُ مَالاً أَوْ نَحْوَه"

ترجمہ:۔'' عقود المعاوضات ان عقود کو کہتے ہیں، جن میں کسی کو عین مال (Corpus) یا منفعت (Usufruct) کا مالک بنایا جاتا ہے کسی عوض کے بدلہ میں، خواہ وہ عوض مال ہو، یا کوئی اور چیز ہو''

اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف مال کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ منفعت بھی

بدل بن سکتی ہے۔

یعنی عقدِ معاوضہ میں ایک شخص دوسرے شخص کو مال وغیرہ کے بدلہ میں کسی مال یا مال کی منفعت کا مالک بناتا ہے۔جیسا کہ بیع اور اجارہ میں ہوتا ہے۔

ان عقود میں بیع، اجارہ، صرف، سلم، نکاح، رہن، خلع، صلح بالمال، ہبہ بشرط العوض وغیرہ داخل ہیں۔

عقود التبرعات (Tabarru Contracts)

تبرعات تبرع کی جمع ہے جس کے معنی ''احسان'' کے ہیں۔

"عُقُوْدُ التَبَرُّعَاتِ :وَهِيَ مَا كَانَ التَمْلِيْكُ فِيهَا مِنْ غَيْرِ مُقَابِلٍ مِثْلَ الْهِبَةِ وَالصَدَقَةِ، وَالْوَصِيَّةِ وَالْوَقْفِ وَالْإِعَارَةِ"

ترجمہ:-''عقود التبرعات ان عقود کو کہتے ہیں، جن میں کسی کو کسی شئی کا مفت مالک بنایا جاتا ہے......''

یعنی عقدِ تبرع میں ایک جانب سے شے ہوتی ہے، جس کا دوسرے شخص کو مالک بنایا جاتا ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی بدل نہیں ہوتا، ان عقود میں ہبہ، صدقہ، عطیہ، وصیت، وقف، عاریت وغیرہ شامل ہیں۔

عقد

عقد معاوضہ	عقد تبرع
بیع	ہبہ
اجارہ	صدقہ
نکاح	قرض
رہن	عطیہ
خلع	وصیت
صلح بالمال	وقف
مشروط ہبہ	عاریت
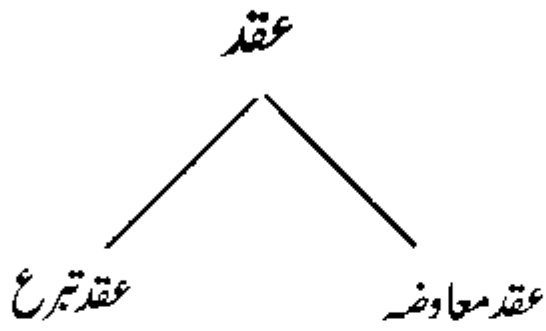
ہبہ (Gift)

ہبہ کے لغوی واصطلاحی معنی

ہبہ لغت میں غیر کے ساتھ احسان کرنے کو کہتے ہیں، اور ہبہ کی اصطلاحی تعریف درج ذیل ہے:

"تَمْلِيْكُ الْعَيْنِ مَجَّاناً أَىْ بِلَا عِوَضٍ لِلْحَالِ"

ترجمہ:- ''کسی کو کسی چیز کا حالاً مفت مالک بنانا''

ہبہ چونکہ عقدِ تبرع ہے، اس لئے اس میں مفت مالک بنایا جاتا ہے، اور حالاً (Present) بنایا جاتا ہے، کیونکہ بعض تبرعات مثلاً وصیت میں بھی کسی کو مفت مالک بنایا جاتا ہے، لیکن مرنے کے بعد۔

اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ہبہ میں ''مفت'' تملیك (مالک بنانا) ضروری ہے، لہٰذا اگر ہبہ مشروط بالعوض (Conditional) ہو تو وہ عقدِ تبرع نہیں رہے گا، بلکہ عقدِ معاوضہ بن جائے گا، جس کی تفصیل آگے آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ہبہ درست ہونے کی شرائط

واہب (ہبہ کرنے والا) کا عاقل ہونا، بالغ ہونا، اور بوقتِ ہبہ شئ موہوب (جو ہبہ کے طور پر کسی کو دی جارہی ہو) کا مالک ہونا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جو شئ ہبہ کے طور پر دی جارہی ہو، وہ اگر قابلِ تقسیم ہو تو اس کو تقسیم کرکے اور اس کو اپنے عمل ودخل سے خالی کرکے موہوب لہٗ (جس کو ہبہ شئ دی جارہی ہو) کے مالکانہ قبضہ میں دیا جائے، لہٰذا:

۱......مجنون کا ہبہ درست نہیں۔

۲......نابالغ کا ہبہ درست نہیں۔

۳......غیر مملوک شئ کا ہبہ درست نہیں۔

۴.....قابلِ تقسیم شئ جسے "مشاع" (Undivided) کہتے ہیں، کا ہبہ مشترک شکل میں درست نہیں۔

۵.....مالکانہ قبضہ دیئے بغیر محض کسی کے نام کوئی شے خریدنے یا اس کے نام کرنے سے ہبہ درست نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ آج کل عموماً کسی کے نام جائداد وغیرہ خریدی جاتی ہے، یا سرکاری کاغذات میں نام کردی جاتی ہے، تو شرعاً ایسے ہبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

ہبہ کی تکمیل کے لئے صرف ایجاب کافی ہے، یعنی واہب کے حق میں ہبہ مکمل ہونے کے لئے صرف ایجاب کافی ہے، اس میں قبول ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ ایک عقدِ تبرع ہے، اور عقدِ تبرع میں قبول ضروری نہیں ہوتا۔ (بدائع: ۱۳/۲۹۱، المبسوط: ۱۲/۲۸۴)

وقف (Endowment)

وقف کی لغوی واصطلاحی تعریف

وقف بھی عقودِ تبرعات میں سے ہے، جس کے لغوی معنی "حبس" یعنی بند کرنے کے ہیں، اور فقہی اصطلاح میں اس کی تعریف درج ذیل ہے:

"حَبْسُ الْعَيْنِ عَلٰى حُكْمِ مِلْكِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهٍ تَعُوْدُ مَنْفَعَتُه اِلَى الْعِبَادِ فَيَلْزَمُ وَلَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ۔"

(العناية شرح الهداية، كتاب الوقف: ۸/۳۲۱)

ترجمہ:- "کسی چیز کی ذات (Corpus) کو روکنا اللہ جل شانہ کی ملکیت پر اس طور پر کہ اس کی منفعت (Usufruct) بندوں کی طرف لوٹے، لہٰذا اس صورت میں وقف لازم ہوگا، موقوف شئی نہ بیچی جائے گی، نہ اس کا ہبہ درست ہوگا، اور نہ وہ واقف کے ترکہ میں شامل ہوگی"۔

یعنی وقف کے اندر شی ء کی ملکیت وقف کنندہ سے اللہ جل شانہ کی طرف منتقل

ہو جاتی ہے، نہ واقف اس کا مالک ہوتا ہے اور نہ بندے، بلکہ شئی موقوف کا اصل مالک اللہ جل شانہ ہوتا ہے، البتہ اُس شئی کے منافع سے بندے استفادہ کرتے ہیں اور چونکہ وہ شئی موقوف کسی کی ملکیت نہیں، اس لئے نہ اس کی بیع جائز ہے، نہ اس کا ہبہ درست ہے اور نہ وہ میراث اور ترکہ میں شامل ہو کر ورثاء میں تقسیم ہو گی۔

وقف سے متعلق چند اہم قواعد اور نکات

وقف سے متعلق کئی اہم قواعد اور نکات کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

۱......وقف اگر زندگی میں ہو، تو زندگی ہی میں کل مال سے سمجھا جائے گا، یعنی اس میں کسی تناسب (Proportion) کا اعتبار کرنا شرعاً ضروری نہیں۔ اور اگر مرنے کے بعد کے ساتھ معلق (Contingent) کیا، یعنی یہ کہا کہ "میرا یہ گھر فلاں مسجد پر میرے مرنے کے بعد وقف ہے"، تو یہ وقف اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کی ایک تہائی میں نافذ ہو گا۔

۲...... مفتیٰ بہ قول (جس پر فتویٰ دیا جاتا ہو) کے مطابق وقف صرف قول سے بھی مکمل ہو جاتا ہے، یعنی صرف اس طرح کہنے سے مثلاً کہ میں نے یہ زمین فقراء و مساکین پر وقف کی، وقف مکمل ہو جائے گا، متولی کے حوالہ کرنا ضروری نہیں۔

۳......مشترکہ (Undivided) چیز کا ہبہ درست نہیں، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، لیکن مشترکہ چیز کا وقف درست ہے، یعنی وقف درست ہونے کے لئے شئی موقوف کا تقسیم ہونا ضروری نہیں، بلکہ مشترکہ شکل میں بھی وقف ہو سکتی ہے۔

۴......وقف کنندہ وقف میں یہ شرط لگا سکتا ہے کہ زندگی میں وہ خود اس وقف کا متولی (Trustee) ہو گا۔

۵ ......شئی موقوف نہ واقف کی ملکیت ہوتی ہے اور نہ فقراء و مساکین کی ملکیت ہوتی ہے۔

۶......واقف کا عاقل ہونا ضروری ہے، لہٰذا مجنون کا وقف درست نہیں۔

۷......واقف کا بالغ ہونا ضروری ہے، لہٰذا نابالغ کا وقف درست نہیں۔

۸......واقف کا آزاد ہونا ضروری ہے، لہٰذا غلام کا وقف درست نہیں۔

۹......واقف کا مسلمان ہونا ضروری نہیں، بلکہ کافر بھی وقف کرسکتا ہے اور اس وقف سے حسب شرط مسلمان فقراء اور کفار فقراء سب استفادہ کر سکتے ہیں۔

۱۰......وقف کا از قسم قربت (ثواب) ہونا ضروری ہے، لہٰذا مسلمان کا کسی جائداد وغیرہ کو گرجا وغیرہ پر وقف کرنا جائز نہیں۔

۱۱......بوقتِ وقف واقف کا شئ موقوف کا مالک ہونا ضروری ہے۔

۱۲......وقف کا منجز (غیر معلق) ہونا ضروری ہے، لہٰذا کسی واقعہ کے ساتھ وقف کو معلق (Contingent) کرنا جائز نہیں، مثلاً کوئی یہ کہے کہ اگر خالد سعودی عرب سے آگیا، تو میری زمین فلاں مدرسہ پر وقف ہے، یہ وقف باطل ہے۔

۱۳......واقف نے اگر وقف میں شرط لگائی کہ بوقتِ ضرورت میں اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے استعمال میں لاوں گا، تو یہ وقف باطل ہے۔

۱۴......اسی طرح وقف کی جہتِ تصرف بھی غیر منقطع ہونا ضروری ہے، تاکہ وقف کی منفعت ہمیشہ جاری رہے، لہٰذا کسی مخصوص جہت منقطعہ پر وقف کرنا درست نہیں۔

۱۵......مفتی بہ قول (جس پر فتوی دیا جاتا ہو) کے مطابق وقف منقولہ (Movable) وغیر منقولہ (Immovable) جائداد سب کا جائز ہے، لہٰذا نقود (Money) کا وقف بھی درست ہے۔ (المحیط البرھانی، وفتح القدیر)

۱۶......واقف کا زمین وغیرہ اس طرح وقف کرنا درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں میں اس سے استفادہ کروں گا، اور جب میں مر جاوں گا تو فقراء اس سے استفادہ کریں گے یا یہ زمین فلاں مسجد کے لئے وقف ہو جائے گی۔

۱۷......شئ موقوف کا استبدال (Replacement/Change): اگر واقف نے

بوقتِ وقف یہ شرط لگائی تھی کہ میں اس زمین کو مثلاً فروخت کر کے اس کے بدلہ میں دوسری زمین خرید کر وقف کروں گا، یا اس نے خود بوقتِ وقف اس طرح کوئی شرط نہیں لگائی تھی، لیکن شئی موقوف کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ بالکل قابلِ نفع نہیں رہی، تو ان دونوں صورتوں میں استبدال جائز ہے، لیکن اگر بوقتِ وقف واقف نے استبدال کی شرط نہیں لگائی تھی، لیکن بعد میں شئی موقوف کے مقابلہ میں دوسری شئی بہتر نظر آ گئی، تو اس صورت میں استبدال جائز نہیں۔

۱۸...... متولی میں بہتر یہ ہے کہ مندرجہ ذیل صفات موجود ہوں:

امانت دار، دیانتدار ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، اس میں وقف چلانے کی صلاحیت واہلیت موجود ہو اور نیک وصالح ہو۔

۱۹...... واقف نے اگر خود اپنے آپ کو متولی بنایا ہو، لیکن اس کے بارے میں خیانت کا اندیشہ ہو، تو اس صورت میں حکومت اس کو معزول کر کے اس کی جگہ کسی اور کو متولی بنا سکتی ہے۔

۲۰...... واقف اپنے وقف کردہ شئی سے خود بھی استفادہ کر سکتا ہے، جبکہ وقف عام ہو، یا وہ اپنے لئے وقف میں اس کی شرط لگائے، اور اس سلسلہ میں بیرِ رومہ کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"وَاَخْرَجَه النَّسَائِيُّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ، فَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلُ فِيْهَا دَلْوَه مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَه مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَجَعَلْتُ دَلْوِيْ فِيْهَا مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ" (سُنن نسائی، کتاب الاحباس، باب وقف المساجد، حدیث ۳۶۳۸، واللفظ الأول للترمذی، کتاب المناقب، حدیث ۲۷۰۳ وذكر البخاری تعلیقا فی المساقاۃ، باب : ۱)

ترجمہ:- ’’حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت صورتِ حال یہ تھی کہ مدینہ منورہ میں بیرِ رُومہ کے علاوہ میٹھا پانی نہیں تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون بیرِ رُومہ خریدے گا، اس میں سے اس کو بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح پانی ملے گا، اور جنت میں اس سے بھی اچھا بدلہ ملے گا، تو میں نے وہ کنواں خریدا، چنانچہ اس میں میرا حصہ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مقرر کیا گیا۔‘‘

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیرِ رومہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا اور اس سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی پانی حاصل کرتے تھے، اس سے صاف طور پر یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ واقف اپنی وقف کردہ شئی سے خود بھی استفادہ کرسکتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں باقاعدہ دو باب قائم کئے ہیں:

۱ بَابٌ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ؟

ترجمہ:- ’’کیا واقف اپنے وقف سے نفع اٹھاسکتا ہے؟‘‘

۲ بَابٌ إِذَا وَقَفَ أَرْضاً أَوْ بِئْراً وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَوَقَفَ أَنَسٌ دَاراً فَإِذَا قَدِمَهَا نَزَلَهَا۔

(بخاری، کتاب الوصایا، باب ۳۴)

ترجمہ:- ’’جب کوئی شخص زمین یا کنواں وقف کرے اور ساتھ ہی شرط لگائے کہ اس کو بھی حصہ ملے گا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر وقف کیا، اور جب آپ تشریف لاتے، تو اس گھر میں قیام فرماتے۔‘‘

اس حدیث اور بعض آثار صحابہؓ کے پیش نظر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس بات کی اجازت دی کہ اگر واقف بوقتِ وقف وقف سے استفادہ کی شرط لگائے، تو یہ جائز ہے۔

فی الفتاویٰ الھندیۃ ۲/۳۹۸:

"فِي الذَّخِيرَةِ: إِذَا وَقَفَ أَرْضاً أَوْ شَيْئاً آخَرَ وَشَرَطَ الْكُلَّ لِنَفْسِهِ أَوْ شَرَطَ الْبَعْضَ لِنَفْسِهِ مَادَامَ حَيّاً، وَبَعْدَهُ لِلْفُقَرَاءِ، قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: الْوَقْفُ صَحِيْحٌ، وَمَشَائِخُ بَلَخ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَخَذُوْا بِقَوْلِ أَبِيْ يُوْسُفَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى تَرْغِيْباً لِلنَّاسِ فِي الْوَقْفِ...... وَلَوْ قَالَ: صَدَقَةٌ مَوْقُوْفَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى تَجْرِيْ غَلَّتُهَا عَلَيَّ مَا عِشْتُ، وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ، جَازَ۔ وَإِذَا مَاتَ تَكُوْنُ لِلْفُقَرَاءِ۔ وَلَوْ قَالَ: أَرْضِيْ هٰذِهٖ صَدَقَةٌ مَوْقُوْفَةٌ تَجْرِيْ غَلَّتُهَا عَلَيَّ مَا عِشْتُ، ثُمَّ بَعْدِيْ عَلٰى وُلْدِيْ وَوُلْدِ وُلْدِيْ وَنَسْلِهِمْ أَبَداً مَا تَنَاسَلُوْا، فَإِنِ انْقَرَضُوْا فَهِيَ عَلَى الْمَسَاكِيْنِ جَازَ ذٰلِكَ، كَذَا فِيْ خِزَانَةِ الْمُفْتِيْنَ۔

ترجمہ:- "ذخیرہ میں ہے کہ: اگر کسی شخص نے کوئی زمین یا کوئی شے وقف کی اور اپنی مدتِ حیات تک اور اپنے بعد فقراء کے لئے اس وقف سے کلی یا جزوی استفادہ کی شرط لگائے، تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وقف صحیح ہے، اور مشائخ بلخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو لیا ہے اور وقف میں لوگوں کو رغبت دلانے کی خاطر اسی قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔..... اور اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "یہ چیز اللہ کے لئے وقف ہے، جب تک میں زندہ رہوں گا، استفادہ کرتا رہوں گا" اور اس پر کوئی اور اضافہ نہیں کیا تو یہ جائز ہے، اور اگر اس کا انتقال ہوگیا تو یہ وقف فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ اور

اگر یہ کہا کہ ’’میری یہ زمین صدقہ موقوفہ ہے، اس کا غلہ مجھ پر خرچ ہوگا جب تک میں زندہ رہوں، میرے بعد نسل در نسل میری اولاد کو ملے، اور اگر میری اولاد ختم ہوجائے تو اس کے بعد یہ مساکین پر صرف ہوگی، تو اس طرح وقف کرنا جائز ہے۔‘‘

وفي الإنصاف ۷/۱۸:

"وَإِنْ وَقَفَ عَلَى غَيْرِهٖ وَاسْتَثْنَى الْأَكْلَ مِنْهُ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ صَحَّ، هٰذَا الْمَذْهَبُ نُصَّ عَلَيْهِ، وَعَلَيْهِ جَمَاهِيْرُ الْأَصْحَابِ۔

ترجمہ:- ’’اور اگر کسی نے کوئی چیز اپنے غیر پر وقف کی اور اپنی حیات تک اس میں سے کھانے کو مستثنیٰ کر دیا تو یہ وقف صحیح ہے، اور یہ جمہور کا مذہب ہے۔

۲۱......اصل وقف کا عین باقی رکھتے ہوئے اس سے استفادہ کرنا ہوگا، یعنی عینِ وقف کو ختم کرنا (Consume) جائز نہیں۔

۲۲......جو وقف کے لئے کوئی شئی وقف کرے، تو وہ مملوکِ وقف ہوگی، لہٰذا اس کو خرچ کرنا جائز ہے، مثلاً اگر کسی نے مسجد کو چندہ دیا، تو وہ وقف نہیں، بلکہ مسجد کی ملکیت ہے لہٰذا اس چندہ کو مسجد کی ضروریات اور اس کے مصالح مطلوبہ میں خرچ کرنا جائز ہے۔

في الفتاوى الهندية ۲/۴۶۰:

"رَجُلٌ أَعْطَى دِرْهَماً فِيْ عِمَارَةِ الْمَسْجِدِ أَوْ نَفَقَةِ الْمَسْجِدِ أَوْ مَصَالِحِ الْمَسْجِدِ صَحَّ، لِأَنَّهُ وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ تَصْحِيْحُهُ وَقْفاً يُمْكِنُ تَصْحِيْحُهُ تَمْلِيْكاً لِلْمَسْجِدِ فَإِثْبَاتُ الْمِلْكِ لِلْمَسْجِدِ عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ صَحِيْحٌ، فَيَتِمُّ بِالْقَبْضِ"۔

ترجمہ:- ’’کسی آدمی نے مسجد کی عمارت، مسجد کے نفقہ یا مصالحِ مسجد کے لئے ایک درہم دیا تو یہ صحیح ہے، اس کی تصحیح بطورِ وقف تو ممکن نہیں،

البتہ مسجد کے لئے بطورِ تملیک ہوسکتی ہے، لہٰذا اس طرح مسجد کے لئے ملکیت کو ثابت کرنا صحیح ہے، پس اس طرح دینا قبضہ سے مکمل ہوجائے گا۔"

واضح رہے کہ ہمارے یہاں تکافل کا نظام وقف پر مبنی (Based) ہے، اس لئے وقف سے متعلق ذکر کردہ نکات یاد رکھنا نہایت ضروری ہیں۔

وقف فنڈ عملاً چلانے (Maintain) کرنے کے دوران مختلف مسائل (Issues) سامنے آتے ہیں، جو وقف سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، اس لئے وقف کے عمومی مسائل سے واقفیت بہت ضروری ہے۔

مضاربہ (Mudaraba)

یہ ایک قسم کا کاروبار ہے، جس میں دو فریق ہوتے ہیں، ایک فریق سرمایہ (Investment) فراہم کرتا ہے، اور دوسرا فریق محنت (Labour) کرتا ہے اور جو نفع ہوتا ہے، وہ باہمی رضامندی سے طے شدہ تناسب (Proportion) سے تقسیم کرتے ہیں۔

جو فریق سرمایہ فراہم کرتا ہے اس کو اصطلاح میں "ربُّ المال" کہتے ہیں، جو فریق محنت کرتا ہے اس کو "مضارب" کہتے ہیں، اور جو سرمایہ کاروبار میں دیا گیا ہے اس کو "رأس المال" کہتے ہیں۔

۱......مضاربہ میں شرکت کی طرح نفع کی تقسیم "تناسب" سے ہوگی۔

۲......نفع فیصد کے حساب سے طے ہوگا، متعین روپوں میں (Fixed) نہیں ہوگا۔

۳......اگر نقصان ہوا تو اس کو نفع میں سے پورا کیا جائے گا، اگر نفع نہ ہو یا ناکافی ہو تو اس کو رأس المال سے پورا کیا جائے گا۔

۴......نقصان کی صورت میں مضارب کی محنت رائیگاں جائے گی، نقصان اس پر

نہیں ڈالا جائے گا، الا یہ کہ نقصان اس کی تعدی (Negligence) کی وجہ سے ہو تو اس صورت میں مضارب نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

وکالہ (Agency)

''وکالہ'' یا ''توکیل'' کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"إِقَامَةُ الْغَيْرِ مَقَامَ نَفْسِهٖ تَرَفُّهاً أَوْعِجْزاً فِيْ تَصَرُّفٍ جَائِزٍ مَعْلُوْمٍ يَمْلِكُه"۔ (الدر: ۵/۵۷)

ترجمہ:۔ ''کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ رکھنا یا تو آسانی کے لئے یا خود نہ کرسکنے کی وجہ سے، ایسے تصرف میں جو جائز ہو، معلوم ہو اور خود اس کو کرنے کا اختیار حاصل ہو۔''

آسان الفاظ میں وکالہ ''نیابت'' کے معنی میں ہے، اس میں بھی دو فریق ہوتے ہیں، ایک فریق کو ''اصیل'' یا ''مؤکل'' (Principal) کہتے ہیں، اور دوسرے فریق کو ''وکیل'' (Agent) کہتے ہیں۔

مؤکل کے لئے عاقل وبالغ ہونا ضروری ہے، مسلمان ہونا ضروری نہیں، نیز وکیل کے لئے بھی مسلمان ہونا ضروری نہیں، کافر بھی مؤکل اور وکیل بن سکتا ہے۔ اسی طرح وکیل ایسا نابالغ بھی ہوسکتا ہے، جو معاملات کو جانتا ہے، جس کو اصطلاح میں ''صبی ممیّز'' کہتے ہیں۔

وکالہ میں عزل (Removal) کا مسئلہ

مؤکل اگر وکیل کو معزول کرتا ہے، تو اس کی دو شرطیں ہیں:

۱...... وکیل کو اس کا علم ہو۔

۲...... وکالہ کے ساتھ کسی کا حق متعلق نہ ہو، کیونکہ اگر وکالہ کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو جائے، تو اس صورت میں وکیل کو معزول کرنے کی صورت میں اس تیسرے فریق

کونقصان پہنچ سکتا ہے، جو کہ جائز نہیں۔

وکیل خود اپنے آپ کو اس شرط کے ساتھ معزول کرسکتا ہے کہ یا تو موکل کی مجلس میں ہو، یا موکل کو پہلے بتا دے کہ میں وکالہ سے نکل رہا ہوں۔

وکالہ میں اُجرت (Fee) کا مسئلہ

وکالۃ بالأجرۃ (with fee) اور بدون الأجرۃ (without fee) دونوں طرح جائز ہیں، یعنی اگر وکیل طے شدہ اُجرت لے، تو یہ بھی جائز ہے، اور اگر کسی کا کام محض تبرعاً کرے، تو یہ بھی جائز ہے۔

البتہ اُجرت کا پہلے سے متعین ہونا ضروری ہے، جیسا کہ اُجرت کا قاعدہ ہے:

"وَيَجُوْزُ التَّوْكِيْلُ بِجُعْلٍ وَغَيْرِ جُعْلٍ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَكَّلَ أُنَيْساً فِيْ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ وَعُرْوَةَ فِيْ شِرَاءِ شَاةٍ وَعَمْراً وَأَبَا رَافِعٍ فِيْ قُبُوْلِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ جُعْلٍ وَكَانَ يَبْعَثُ عُمَّالَه لِقَبْضِ الصَّدَقَاتِ وَيَجْعَلُ لَهُمْ عُمَالَةً أَيْ أَجْراً۔"

ترجمہ:- "اُجرت پر بھی توکیل جائز ہے اور اُجرت کے بغیر بھی جائز ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس رضی اللہ عنہ کو اقامتِ حدود میں وکیل مقرر فرمایا تھا، اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو بکری خریدنے کیلئے اور حضرت عمر اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہم کو بغیر اُجرت کے قبولِ نکاح کا وکیل مقرر فرمایا، اور آپ علیہ السلام اپنے عمال کو بھیجا کرتے تھے، تاکہ وہ صدقات اور زکوۃ کی رقم لوگوں سے وصول کریں اور ان کے لئے اُجرت مقرر فرماتے تھے۔"

***

خطرات (Risks)

چونکہ تکافل رسک (Risk) مینجمنٹ کا ایک طریقہ ہے، اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم رسک کی تعریف اور اس کے احکامات کو شریعت کی نظر سے دیکھ لیں۔

انشورنس یا تکافل کے ذریعہ خطرات کو ختم یا کم سے کم کیا جاتا ہے، جسے (Risk Management) یعنی ''خطرہ کی تدبیر کرنا'' کہتے ہیں۔

رِسک کی تعریف:

اب جس رسک کو مینج کیا جاتا ہے، وہ کیا چیز ہے؟ اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

"Risks are uncertain events, which causesome material/significant change/impact in the financial loss"

''یعنی رسک ان غیر معلوم واقعات کو کہتے ہیں، جو مستقبل میں مالی اثرات اور نقصانات میں معتد بہ (Significant) اثر ڈال سکتا ہے''۔

پھر رسک کے دو پہلو ہیں:

ایک جذباتی (Emotional Risk) اور دوسرا مالی (Financial Risk)

اس کتاب میں صرف مالی پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے، جذباتی رسک سے اس کتاب میں بحث نہیں ہوگی، اور نہ ہی وہ یہاں مقصود ہے۔

مالی رسک کی کچھ مثالیں مثلاً:

(۱)..... میں نے شیئرز خریدے، اب مستقبل میں کئی قسم کے غیر معلوم واقعات یا حالات پیش آسکتے ہیں، جیسے کہ:

۱..... شیئر کی قیمت میں اضافہ ہو۔ یا

۲..... شیئر کی قیمت بحال رہے۔ یا

۳.....شیئر کی قیمت کم ہو جائے۔ وغیرہ

پہلی صورت میں مجھے نفع ہوگا، دوسری صورت میں مجھے نہ نفع ہوگا نہ نقصان، اور تیسری صورت میں مجھے نقصان ہوگا۔ وغیرہ۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ مذکورہ معاملہ میں مالی یا معاشی خطرہ موجود ہے۔

(۲).....میں نے ڈالر خریدا، اب ہوسکتا ہے کہ:

۱.....مستقبل میں ڈالر کی قیمت میں اضافہ ہو، تو مجھے فائدہ ہوگا۔ یا

۲.....ڈالر کی قیمت بحال رہے، تو نہ فائدہ نہ نقصان۔ یا

۳.....ڈالر کی قیمت میں کمی ہو جائے، تو مجھے نقصان ہوگا، تو معلوم ہوا کہ مذکورہ معاملہ میں مالی اور معاشی خطرہ موجود ہے۔

(۳)..... مارکیٹ میں میری کپڑے کی دوکان ہے، شہر کے حالات خراب ہیں، چوری ڈکیتی عام ہو چکی ہے، اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کسی بھی وقت دوکان میں ڈاکہ پڑسکتا ہے، جس سے مجھے مالی نقصان ہوگا۔

(۴)..... میرے پاس گاڑی ہے، یہ خطرہ ہر وقت موجود ہے کہ گاڑی کو حادثہ ہو جائے، جس سے گاڑی کو نقصان پہنچ سکتا ہے، یا میری گاڑی سے کسی دوسرے شخص کے املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے، جس کے مالی اثرات میرے اوپر پڑیں گے۔ وغیرہ

خطرات کی قسمیں

رسک کی دو مشہور قسمیں ہیں:

(۱).....تخمینی خطرات (Speculative Risks)

اس سے مراد وہ رسک ہیں، جن میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں آپ نے دیکھا، بزنس اور کاروبار سے متعلق تمام سرگرمیوں میں اس قسم کے رسک پائے جاتے ہیں، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے:

"Business is a bundle of speculative risks"

ترجمہ:-" کاروبار تخمینی خطرات کا مجموعہ ہے۔"

(۲)......خالص خطرات (Pure Risks)

ان میں نفع کا احتمال نہیں ہوتا، بلکہ یا تو نقصان ہوتا ہے، اور اگر نقصان نہ ہو تو نفع بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً: آگ، زلزلے، سیلاب وغیرہ۔

انشورنس کا تعلق اسی دوسری قسم سے ہے، یعنی اس میں خالص خطرات کو انشور کیا جاتا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے:

"Pure Risk is the only kind that can be insured. The purpose of insurance is to compensate for financial loss, not to provide an opportunity for financial gain".

[Principles of Insurance LOMA]

ترجمہ:-" محض خالص خطرہ وہ قسم ہے جس کا بیمہ کیا جاسکتا ہے، انشورنس کا مقصد معاشی نقصان کے لئے معاوضہ دینا ہے، نہ کہ معاشی نفع حاصل کرنے کے لئے کوئی موقع فراہم کرنا ہے۔"

(پرنسپلز آف انشورنس لوما)

رِسک مینجمنٹ اور اس کا طریقہ کار

(Risk Management and Techniques)

خطرات کو ختم یا کم کرنے کو (Risk Management) کہتے ہیں، جس کے کچھ طریقے (Techniques) ہیں، جن کو یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

(۱) اجتنابی طریقہ (Avoiding Risk)

اس میں یہ ہوتا ہے کہ ہم ان سرگرمیوں میں ملوث ہی نہ ہوں جن میں کوئی خطرہ ہو، مثلاً جہاز میں سفر نہ کریں، روڈ حادثہ سے بچنے کے لئے بس وغیرہ میں سفر نہ کریں۔ اسٹاک مارکیٹ کے نقصان سے بچنے کے لئے شیئرز نہ خریدیں وغیرہ، لیکن عملاً یہ طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا، جیسا کہ ظاہر ہے۔

(۲) انضباطی طریقہ (Controlling Risk)

اس میں ایسے اقدامات کئے جاتے ہیں کہ جن سے نقصان کا خطرہ ختم ہو یا کم ہو، مثلاً کارخانہ اور فیکٹری میں سگریٹ نوشی پر پابندی لگائی جائے تاکہ آگ نہ لگے، گھر، جائداد یا کاروبار دریا سے دور لگایا جائے، تاکہ سیلاب سے حفاظت ہو، وغیرہ۔

(۳) تقبلی طریقہ (Accepting Risk)

اس میں لوگ مالی ذمہ داریاں جزوی یا کلی طور پر خود اپنے ذمہ لیتے ہیں، مثلاً اپنے ملازمین کے لئے انشورنس پالیسی نہیں خریدتے، بلکہ ان کے طبی اخراجات وغیرہ خود اپنی ہی آمدنی سے پورے کرتے ہیں۔

(۴) انتقالی طریقہ (Trasferring Risk)

یہ رسک مینجمنٹ کا چوتھا طریقہ ہے، اس میں رسک کسی دوسری پارٹی یا شخص کو

منتقل کیا جاتا ہے، اب مالی ذمہ داری خود سے تیسری پارٹی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، عام طور پر یہ انتقال مالی معاوضہ کے بدلہ میں کیا جاتا ہے، یعنی جو ادارہ یا پارٹی یا شخص مالی ذمہ داری قبول کرتا ہے، وہ اس کے بدلہ میں مالی معاوضہ لیتا ہے۔

عام طور پر یہ ذمہ داری انشورنس کمپنی قبول کرتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ انشورنس کے ذریعہ رسک کو کمپنی کی طرف کسی مالی معاوضہ کے بدلہ میں منتقل کیا جاتا ہے۔

اس میں ذمہ داری صرف کمپنی کی ہوتی ہے، پالیسی ہولڈرز کی ذمہ داری نہیں ہوتی کہ وہ ایک دوسرے کے نقصان کی تلافی کریں، یا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ اس میں پالیسی ہولڈرز رسک کو شیئر نہیں کرتے۔

(۵) اشتراکی طریقہ (Risk Sharing)

اس طریقے میں تمام شرکاء رسک کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں، ہمارے معاشرے میں اس کی بہت سی صورتیں ہیں، مثلاً مشترکہ خاندانی نظام جسے جوائنٹ فیملی سسٹم کہتے ہیں، یا جیسا کہ کوآپریٹیو سوسائٹیز ہیں، ان طریقوں سے بھی ارکان/ممبرز رسک اور مالی خطرات کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے اصول کے مطابق مدد کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کو مالی اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہی طریقہ تکافل میں اختیار کیا جاتا ہے، جیسا کہ آگے تفصیل سے معلوم ہو جائے گا کہ تکافل میں ٹرانسفرنگ بھی پایا جاتا ہے، اور شیئرنگ بھی پایا جاتا ہے، جبکہ مروجہ انشورنس میں صرف ٹرانسفرنگ کا تصور پایا جاتا ہے۔

رسک شریعت کی نظر میں

رسک مینجمنٹ اور مالی اثرات وخطرات کو ختم یا کم کرنے کو شریعت نے بھی تسلیم کیا ہے، اور اس کو اہمیت دی ہے، بشرطیکہ جائز طریقہ کار کے مطابق رسک مینج کیا جائے۔ اس لئے رِسک مینجمنٹ کا تصور انسانوں کیلئے کوئی نیا تصور نہیں، بلکہ صدیوں پرانا ہے اور ہر زمانہ

میں رسک کو مینج کیا گیا ہے، چنانچہ اسلام میں بھی رسک مینجمنٹ کی مثالیں پائی جاتی ہیں، جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسک مینجمنٹ کا طریقہ کوئی نئی ایجاد نہیں، لہٰذا اگر جائز طریقہ سے رسک کو مینج کیا جائے، تو یہ اسلام کے خلاف نہیں۔

رسک مینجمنٹ کی چند مشہور مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

۱..... ضمان خطر الطریق

۲..... ضمان الدرک

۳..... عاقلہ

۴..... عقدِ موالات

ہر مثال کا مختصر تعارف ذیل میں ملاحظہ ہو:

ضمان خطر الطریق

اس کی صورت کتب فقہ میں یہ مذکور ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ اس راستہ پر چلو، یہ محفوظ ہے، اور اگر تمہارا مال چھین لیا گیا تو میں ضامن ہوں، چنانچہ وہ شخص اس کی ضمانت کی بنیاد پر اس راستہ پر چلا، لیکن آگے جا کر اس کو ڈاکوؤں نے لوٹا، اور مال چھین لیا، تو یہ شخص شرعاً ضامن (ذمہ دار) ہوگا۔ (حاشیة ردّ المحتار: ۵/۲۹۱)

اس میں تاجر نے رسک کو ٹرانسفر کر دیا، جس کو شریعت نے قبول کیا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ یہ ٹرانسفرنگ مفت (Free) ہے، اس میں عوض کا تصور نہیں ہے، لہٰذا اس سے مروجہ انشورنس کے جواز پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

ضمان الدرک

''ضمان الدرک'' کی صورت کتب فقہ میں یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص ڈر رہا ہے کہ میں جو غلام خرید رہا ہوں، کہیں یہ آزاد شخص نہ ہو، تو دوسرا شخص اس کو اطمینان دلاتا ہے کہ تم اس کو خرید لو اور اگر یہ آزاد شخص نکلا تو میں ذمہ دار ہوں، بعد میں وہ واقعۃً آزاد شخص نکلا، تو

گارنٹی دینے والا ذمہ دار ہوگا۔ البتہ اس میں اس کو اختیار ہے کہ اصل بائع سے اپنا پیسہ واپس لے لے یا ضامن سے۔ یہاں بھی رسک ٹرانسفر ہوگیا۔

(ردّ المحتار: ۱۹/۲۰۴، مطلب فی جملة ما یستحق به الخیار)

یاد رہے کہ یہ دونوں مثالیں کتبِ فقہ میں مذکور ہیں، اور فقہ کا ماخذ قرآن، حدیث اجماع اور قیاس ہے، اور یہ چاروں شریعت کے مآخذ ہیں۔ جس کی تفصیل شروع میں گزر چکی ہے۔

عاقلہ

اگر کوئی شخص قتل کرے اور اس کی وجہ سے قاتل پر دیت واجب ہوجائے، تو یہ دیت بعض صورتوں میں خود قاتل ادا نہیں کرتا، بلکہ اس کی برادری ادا کرتی ہے، اس کو ''عاقلہ'' کہتے ہیں، جس کی تفصیلات کتبِ فقہ میں مذکور ہیں۔

عاقلہ کا ثبوت

عاقلہ کا تصور خود احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّه قَالَ: قَضٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِیْ جَنِیْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِی لِحْیَانَ سَقَطَ مَیِّتاً بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِیْ قُضِیَ عَلَیْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّیَتْ، فَقَضٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِاَنَّ مِیْرَاثَهَا لِبَنِیْهَا وَزَوْجِهَا، وَاَنَّ الْعُقْلَ عَلٰی عَصَبَتِهَا۔" (بخاری: ۶۲۴۳)

ترجمہ:- ''اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک واقعہ میں جس میں ایک عورت نے دوسری عورت کو مار کر اس کا حمل ضائع کر دیا، اس میں آپ نے دیت کا فیصلہ فرمایا، کہ مارنے والی عورت دیت دے گی، پھر اس مارنے والی عورت کا خود انتقال

ہوا، تو اس کی میراث کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ یہ تو اس کی اولاد اور شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے عصبہ پر لازم ہے۔"

اس میں رسک شیئرنگ ہے کہ ضمان یا دیت کو برادری کے لوگوں نے برداشت کیا، اور یہی سہولت اس برادری کے ہر فرد کو حاصل ہے، لہٰذا یہ رسک شیئرنگ کی نظیر ہے۔

عاقلہ سے کیا مراد ہے؟

عاقلہ سے مراد "عصبہ" ہیں، یا وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ قاتل کا باہمی تعاون کا تعلق ہے، مثلاً قبائلی نظام میں قاتل کا قبیلہ یا اہلِ دیوان مراد ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں دیوان بنایا تھا اور اس میں لوگ رجسٹرڈ ہوتے تھے، ان کو "اہلِ دیوان" کہتے تھے، ان میں سے اگر کوئی شخص قتل کرتا تو اس کی دیت اہلِ دیوان برداشت کرتے تھے۔

آج کل چونکہ یہ نظام تو رہا نہیں، لہٰذا اہلِ تناصر مختلف لوگ ہو سکتے ہیں، مثلاً ملازمین کے لئے یونین، سیاستدان کے لئے اپنی پارٹی وغیرہ۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تکملہ فتح الملہم شرح صحیح مسلم۔

عقدِ موالات

"عقد موالات" کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے، پھر اسی شخص یا کسی تیسرے شخص کے ساتھ یہ عقد کرتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میراث تمہاری ہوگی، اور اگر میں نے زندگی میں کوئی جنایت یعنی جرم کیا، تو اس کا ضمان تم ادا کرو گے، چنانچہ اس عقد کا اسلام نے اعتبار کیا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔

یہ باہمی تعاون وتناصر کی واضح مثال ہے۔

ان نظائرِ شرعیہ سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ اسلام نے رسک

ٹرانسفرنگ یا شیئرنگ کو قبول کیا ہے، اور یہ کوئی نئی بات یا نئی ایجاد نہیں۔

عقد موالات کا ثبوت

فقہ کی مشہور اور مستند کتاب ”ہدایہ“ میں لکھا ہے:

"الْوَلَاءُ نَوْعَانِ : وَلَاءُ عِتَاقَةٍ، وَيُسَمَّى وَلَاءُ نِعْمَةٍ، وَسَبَبُه الْعِتْقُ وَ وَلَاءُ مُوَالَاةٍ وَسَبَبُه الْعَقْدُ ۔۔ وَالْمَعْنٰى فِيهِمَا التَّنَاصُرُ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَتَنَاصَرُ بِأَشْيَاءَ وَقَرَّرَ النَّبِيُّ ﷺ تَنَاصُرَهُمْ بِنَوْعَيْهِ، فَقَالَ: "إِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ۔"

(العناية شرح الهداية: ۱۳/۱۱۶)

ترجمہ:۔ ”ولاء کی دو قسمیں ہیں: ولاء عتاقہ، جسے ولاء نعمت بھی کہتے ہیں، یعنی غلام جسے مولی آزاد کرے، اس کا سبب آزاد کرنا ہے، اور دوسری قسم ولاء موالاۃ ہے، جس کا سبب عقد ہے، دونوں کا مقصد تناصر ہے، اہل عرب مختلف شکلوں میں تناصر اور باہمی تعاون کے طریقے اختیار کرتے تھے، ان میں سے مذکورہ دو صورتیں بھی تھیں، آپ نے ان دونوں صورتوں کو بحال رکھا، اور فرمایا: ”کسی قوم کا مولی اسی قوم میں سے ہے۔“

یعنی اس کے ساتھ تعاون و تناصر میں ایک فرد اور رکن کا معاملہ کیا جائے گا۔

✲✲✲

مروّجہ بیمہ (انشورنس) کا مختصر تعارف

چونکہ تکافل کو مروجہ بیمہ کا متبادل قرار دیا گیا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ پہلے مروجہ بیمہ کا مفہوم، تاریخ، اس کی مشہور قسمیں اور ناجائز ہونے کے اسباب کو سمجھا جائے، لہٰذا ذیل میں مروجہ بیمہ (انشورنس) کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

بیمہ (انشورنس) کا مفہوم

انشورنس انگریزی کا لفظ ہے، اس کو اُردو میں ''بیمہ'' اور عربی میں ''التأمین'' کہتے ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو مستقبل میں جو خطرات درپیش ہوتے ہیں، کوئی انسان یا ادارہ ضمانت لیتا ہے کہ فلاں قسم کے خطرات (Risks) کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کے مالی اثرات کی میں تلافی کردوں گا۔

بیمہ (انشورنس) کی تاریخ

بیمہ کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ اس کا آغاز چودھویں صدی عیسوی میں بحری بیمہ (Marine Insurance) سے ہوا۔ دوسرے ممالک کی تجارت میں مال بحری جہاز سے روانہ کیا جاتا تھا، کبھی بحری جہاز ڈوب جاتے تھے، اور کبھی بحری قذاقوں کے ہاتھوں لوٹ لئے جاتے تھے، اور اس طرح تاجروں کا مال سمندر میں ضائع ہوجاتا تھا، لہٰذا بحری جہاز کے نقصان کی تلافی (Indemnity) کے لئے ابتداءً بیمہ کا آغاز ہوا۔

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلامی فقہ میں مروجہ بیمہ سے تعارف بیسویں صدی عیسوی میں ہوا، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، کیونکہ تحقیق وجستجو کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بیمہ سے متعلق سب سے پہلے فتویٰ ملک شام کے مشہور ومعروف محقق عالم

دین علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معروف حاشیہ "ردّ المحتار" (جو فتاویٰ شامیہ کے نام سے مشہور ہے اور مستند فتاویٰ میں سے ہے) میں دیا ہے۔

علامہ شامیؒ کے زمانے میں یہ رواج ہوگیا تھا کہ بعض لوگ تاجروں کا سامان سمندر کے راستے سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تو اس سامان کا کرایہ لینے کے علاوہ کچھ مزید متعین رقم بھی لیتے تھے اور وہ اس زائد متعین رقم کے عوض اس بات کی ضمانت دیتے کہ اگر کسی تاجر کا مال ہلاک ہوگیا تو رقم لینے والا اس کی تلافی کرے گا، یہ زائد رقم جو لی جاتی تھی اس کو "سوکرہ" کہا جاتا تھا۔ "سوکرہ" کا مطلب بیمہ اور ضمانت (Security) کے ہیں۔

درحقیقت یہ مذکورہ بالا صورت بحری بیمہ (Marine Insurance) کی تھی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس صورت کے ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری کیا اور فرمایا:

...... "وَالَّذِیْ یَظْهَرُ لِیْ اَنَّه لَا یَحِلُّ لِلتَّاجِرِ اَخْذُ بَدَلِ الْهَالِكِ مِنْ مَالِه لِاَنَّ هٰذَا الْتِزَامُ مَا لَمْ یَلْزَمْ" (شامی: ۴/۱۷۰)

ترجمہ:- "(مذکورہ بالا صورت میں) میرے نزدیک تاجر کیلئے مال کی ہلاکت کی صورت میں اس کا عوض لینا حلال نہیں، کیونکہ (تاجر سے زائد رقم لیکر یہ وعدہ کرنا کہ اگر آپ کا مال ہلاک ہوگیا تو اس مال کا عوض میں آپ کو ادا کردوں گا) یہ ایک ایسا التزام ہے جو شرعاً لازم نہیں ہوتا۔"

مروّجہ بیمہ سے متعلق کچھ اہم اصطلاحات

۱)...... بیمہ دار یا پالیسی ہولڈر (Policy Holder)

وہ شخص ہوتا ہے جو بیمہ خریدتا ہے اور اس بیمہ پالیسی کا مالک (Owner) ہوتا ہے۔

۲)...... بیمہ شدہ: (Insured)

وہ شخص یا چیز جس کا بیمہ کیا جائے وہ انشورڈ (Insured) کہلاتی ہے۔ زندگی کے

بیمہ کی صورت میں یہ کوئی شخص ہوتا ہے اور عام یعنی جنرل انشورنس میں یہ کوئی اثاثہ (Assets/Property) ہوتا ہے۔

۳)......قسط: (Premium)

وہ رقم جو بیمہ دار کمپنی کو بیمہ کے عوض ادا کرتا ہے، اس کو بیمہ کی قسط یا پریمیم (Premium) کہتے ہیں۔

بیمہ کی رقم: (Sum Assured / Sum Insured)

وہ متعین رقم جو بیمہ دار کو نقصان کی صورت میں ملتی ہے، وہ رقم ''سم انشورڈ'' یا ''سم اشورڈ'' (Sum Assured / Sum Insured) کہلاتی ہے۔ یہ رقم عام انشورنس میں اس چیز کی مالیت سے کم تو ہو سکتی ہے، زیادہ نہیں ہو سکتی۔

مروّجہ بیمہ کی قسمیں:

مروّجہ بیمہ کی مشہور قسمیں دو ہیں:

(ا) عام بیمہ / جنرل انشورنس یا (Asset/Property Insurance)

اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جو شخص کسی سامان کا بیمہ کرانا چاہتا ہے، وہ معین شرح سے بیمہ کمپنی کو فیس ادا کرتا رہتا ہے، جسے پریمیم (Premium) کہتے ہیں، اور چونکہ پریمیم اکثر قسط وار ادا کیا جاتا ہے، اس لئے عربی میں اسے ''قسط'' کہتے ہیں، اور اس بیمہ شدہ چیز کو حادثہ لاحق ہونے کی صورت میں کمپنی اس کی مالی تلافی کر دیتی ہے، اگر اس سامان کو جس کا بیمہ کرایا گیا تھا، کوئی حادثہ پیش نہ آئے، تو بیمہ دار نے جو پریمیم ادا کیا ہے وہ واپس نہیں ہوتا، البتہ حادثے کی صورت میں بیمہ کی رقم بیمہ دار (Policy Holder) کو کلیم (Claim) کی صورت میں مل جاتی ہے، جس سے وہ اپنے نقصان کی تلافی کر لیتا ہے۔ اس کی مشہور قسمیں درج ذیل ہیں:

ا......بحری بیمہ (Marine Insurance)

۲...... آگ کا بیمہ (Fire Insurance)

۳...... اثاثہ جات کا بیمہ (Life Insurance)

بحری بیمہ کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ آگ لگنے یا جلنے کی صورت میں نقصانات کے ازالہ کے لئے جو بیمہ کیا جاتا ہے، اسے آگ کا بیمہ (Fire Insurance) کہا جاتا ہے، جبکہ اثاثہ جات میں گاڑیاں، موٹر وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) زندگی کا بیمہ (Life Insurance)

اس کا مطلب یہ ہے کہ کمپنی بیمہ دار سے یہ معاہدہ کرتی ہے کہ اگر ایک مخصوص مدت میں بیمہ دار کا انتقال یا معذوری ہو جائے تو بیمہ کمپنی طے شدہ رقم خود اس کو یا اس شخص کو جسے یہ نامزد (Nominee) کرے، ادا کرے گی۔ اس کی بہت سی شکلیں ہوتی ہیں، بعض صورتوں میں مدت مقرر ہوتی ہے، اس مدت میں اگر انتقال ہو گیا، تو بیمہ کی رقم ورثاء کو مل جائے گی اور اگر اس مدت میں انتقال نہ ہوا، تو مدت ختم ہونے سے بیمہ ختم ہو جاتا ہے، اور رقم مع سود کے واپس مل جاتی ہے۔

البتہ بعض صورتوں میں جنرل انشورنس کی طرح یہاں بھی اصل رقم ضبط ہو جاتی ہے، اور وہ واپس نہیں ملتی۔

مروّجہ بیمہ کا شرعی حکم

بیمہ کی مذکورہ بالا اقسام جمہور علماءِ اُمت کے نزدیک ناجائز ہیں۔

مروّجہ بیمہ کے ناجائز ہونے کے اسباب

مروّجہ انشورنس میں درج ذیل ناجائز عناصر پائے جاتے ہیں:

۱...... سود ۲...... قمار ۳...... غرر

مروّجہ انشورنس میں سود، قمار اور غرر کس طرح پایا جاتا ہے؟ اس کی وضاحت کچھ

یوں ہے کہ مروجہ انشورنس باقاعدہ عقد معاوضہ (Commutative Contract) ہوتا ہے، جس میں ثمن قسطیں ہیں، اور مبیع (Subject Matter) ''سم اشورڈ'' یا ''سم انشورڈ'' (Sum Insured/Assured) ہوتی ہے، جس میں کمی بیشی ہوتی ہے، لہٰذا یہ بیع (Sale) ہے اور باقاعدہ عقد معاوضہ ہے (Commutative contract) یعنی:

پالیسی ہولڈر بطورِ مشتری (Policy holder as a buyer)

کمپنی بطورِ بائع (Company as a seller)

اقساط بطورِ ثمن (Premium as a price)

بیمہ رقم بطورِ مبیع (Sum Assured /Insured as a Subject Matter)

اس سے مروجہ انشورنس کا عقدِ معاوضہ (Commutative Contract) ہونا بالکل واضح ہے اور چونکہ دونوں بدل یا عوض نقد ہیں، جس کے تبادلہ میں کمی بیشی ''ربا الفضل'' ہے جو حرام ہے۔

چنانچہ مروجہ بیمہ سے متعلق کتابوں میں لکھا ہے:

"Premiums: The price you pay".

"Sum Assured: What you buy".

(Corporate Insurance P:360)

اور سود کی حقیقت یہی ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق کو کم رقم اس شرط پر دے کہ دوسرا فریق اس رقم کے بدلہ اسے کچھ بڑھا کر دے گا، انشورنس کے اندر کم پریمیم کے بدلہ زیادہ رقم کی پالیسی خریدی جاتی ہے، یہی سود ہے اور بعض مرتبہ انشورنس کمپنی زیادہ رقم لیکر کم رقم دیتی ہے یہ بھی سود ہے۔

سود کی حرمت کا ثبوت

سود کی حرمت قرآنِ کریم میں واضح الفاظ میں موجود ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَo فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" (البقرۃ: ۲۷۸)

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے، اس کو چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم (اس پر عمل) نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو۔"

مروّجہ انشورنس کے اندر پائی جانے والی دوسری بڑی خرابی "قمار" ہے، جسے اُردو میں جوا کہتے ہیں اور قمار کی حقیقت یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد فریق آپس میں اس طرح کا کوئی معاملہ کریں جس کے نتیجے میں ہر فریق کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر اپنا کوئی مال (فوری ادائیگی کر کے یا ادائیگی کا وعدہ کر کے) اس طرح داؤ پر لگائے کہ وہ یا تو بلا معاوضہ دوسرے فریق کے پاس چلا جائے یا دوسرے فریق کا مال پہلے فریق کے پاس بلا معاوضہ آجائے۔ اسی کو "مخاطرہ" کہا جاتا ہے کہ جس میں یا تو اصل رقم بھی ڈوب جاتی ہے اور یا مزید رقم کھینچ کر لے آتی ہے اور یہی قمار ہے۔

قمار کی حرمت کا ثبوت:

اور سود کی طرح قمار کی حرمت بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے

چنانچہ اللہ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (المائدۃ: ۹۰)

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! شراب، قمار، بت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔"

اس آیت کریمہ میں ''قمار'' کو شیطانی کام قرار دیکر اس کی انتہائی شدید شناعت اور وعید بیان کی گئی ہے۔

مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ:

مَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ۔" (متفق علیه)

ترجمہ:- ''اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا'' آؤ قمار کھلیں'' تو اسے (محض یہ بات کہنے پر) صدقہ کرنا چاہیے۔''

(مسلم، بیوع، حدیث رقم: ۳۶۹۱)

اندازہ کریں! جب محض قمار کھیلنے کی پیش کش کرنا شرعاً ایک ''جرم'' ہے تو عملاً قمار کھیلنا یا قمار والے معاملہ میں داخل ہونا کس قدر گناہ کی بات ہوگی۔

مروّجہ انشورنس میں پائی جانے والی تیسری بڑی خرابی ''غرر'' کی ہے۔ سود اور قمار کی طرح ''غرر'' بھی شرعاً ناجائز ہے اور احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

(مسلم، بیوع، حدیث رقم: ۳۶۹۱)

لغوی اعتبار سے غرر ''غیر یقینی کیفیت'' کا نام ہے۔ اور اصطلاحِ شرع میں غرر ایسے معاملہ کو کہا جاتا ہے ''جس میں کم از کم کسی ایک فریق کا معاوضہ غیر یقینی کیفیت کا شکار ہو، جس کا تعلق معاملہ کے اصل اجزاء سے ہو''۔

غرر کی اقسام

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے غرر کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

۱...... غرر کی ایک قسم تو وہ ہے جس میں غرر معمولی درجے کا ہو، جو جھگڑے اور نزاع کا باعث نہ بنے۔ یہ ''غرر یسیر'' ہے اور شرعاً ایسے غرر کی اجازت ہے۔

۲...... دوسری قسم غرر کی وہ ہے کہ جس میں غرر اس درجہ کا ہو جو باعثِ نزاع اور باہمی جھگڑے کا سبب بنے، یہ غرر کثیر ہے اور ناجائز ہے۔

انشورنس کے اندر غرر کثیر کی خرابی موجود ہے، کیونکہ انشورنس کے اندر جس خطرے کی حفاظت کیلئے معاملہ کیا جاتا ہے اس کا پایا جانا غیر یقینی ہے کہ معلوم نہیں کتنی رقم واپس ہوگی، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جتنی رقم دی ہے وہی بمع سود ملے اور یہ بھی ہوسکتا ہے حادثے کی صورت میں زیادہ رقم مل جائے، یعنی صورتِ حال واضح نہیں، اور اسی کو "غرر" کہتے ہیں کہ ارکانِ عقد ثمن (Price)، مبیع (Subject of Sale) یا اجل/مدت (Period) میں سے کوئی چیز مجہول (Unknown) ہو، یا کسی مجہول اور غیر معین واقعے پر موقوف ہو۔

نظامِ تکافل

تکافل کی لغوی تعریف (Lexicon)

لفظِ تکافل ''کفالۃ'' سے نکلا ہے، اور کفالت ضمانت اور دیکھ بھال کو کہتے ہیں، جب یہ بابِ تفاعل میں گیا، تو اس میں شرکت کے معنی آ گئے، لہٰذا اب تکافل کے معنی ہوئے ''باہم ایک دوسرے کا ضامن بننا'' یا ''باہم ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا''۔

تکافل کی اصطلاحی تعریف (Terminology)

تکافل ایک اسلامی انشورنس کا نظام ہے، جو باہمی تعاون وتناصر اور تبرع کے اصول پر مبنی ہے، جہاں تمام شرکاء رسک کو شیئر کرتے ہیں۔ اور اس طرح باہمی تعاون وتناصر کے طریقہ سے شرکاء مقررہ اصول وضوابط کے تحت ممکنہ مالی اثرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

تکافل کا تصور قرآنِ کریم میں

تکافل کا تصور کوئی نیا ایجاد کردہ تصور نہیں ہے، بلکہ قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں یہ تصور کھلے انداز میں موجود ہے، کیونکہ تکافل کی بنیاد تبرع، باہمی امداد، تعاون اور تناصر پر ہے، جس کی قرآن کریم اور احادیثِ طیبہ نے ترغیب دی ہے اور اس کو اچھا قرار دیا ہے، چنانچہ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ اس تصور کو قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں متعارف کروا رہے ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى'' (المائدۃ:۲)

ترجمہ:۔ ”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔“

تکافل کا نظام اسی تصور پر مبنی ہے کہ اس میں ایک دوسرے کے ساتھ تبرع کیا جاتا ہے۔

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (الحجرات:١٠)

ترجمہ:۔ ”مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں“

اس باہمی بھائی چارے کا تقاضہ یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں، اور ایک دوسرے کے لئے سہارا بن جائیں، اور مصیبت میں کام آئیں، جیسا کہ بھائی آپس میں کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

"قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ :مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّھِمْ وَتَرَاحُمِھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَکٰی مِنْہُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی۔" (صحیح المسلم:٤٦٨٥)

ترجمہ:۔ ”تمام مسلمانوں کی مثال ہمدردی، محبت، تعاون وتناصر میں ایک جسم کی مانند ہے، چنانچہ اگر جسم کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہو تو پورا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔“

ہر مسلمان کی مثال ایک عضوِ انسانی کی ہے، اگر اس کو کوئی تکلیف ہو، پریشانی ہو، تو تمام مسلمانوں کو یہ تکلیف، درد محسوس ہونا چاہیئے۔ اور محسوس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی تکلیف اور پریشانی کو زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہی اسلامی تعلیمات ہیں، جن پر عمل کرنے سے دنیا میں بھائی چارے، اخوت اور ہمدردی اور باہمی تعاون وتناصر کی خوشگوار فضاء قائم ہوسکتی ہے۔

چنانچہ تکافل اسی اُصول پر مبنی ہے کہ اس میں شرکاء ایک دوسرے کی تکلیف اور پریشانی میں مدد کریں، اور برے مالی اثرات سے ایک دوسرے کو بچائیں۔

میثاقِ مدینہ (Treaty of Madeena)

یہ معاہدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے پانچ ماہ بعد وہاں کے کفار کے ساتھ فرمایا تھا، یہ پورا معاہدہ اوراس کی مختلف دفعات تاریخ اسلام اور سیرت کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

یہ معاہدہ باہمی تعاون وتناصر پر مبنی تھا، چنانچہ اس میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ ہر گروہ کو عدل وانصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دینا ہوگا، یعنی جس قبیلہ کا جو قیدی ہوگا اس قیدی کے چھڑانے کا فدیہ اسی قبیلہ کے ذمہ ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ وسیرۃ المصطفیٰ للکاندھلویؒ)

یہ اسلام میں باہمی تعاون اور تناصر کی اوّل ترین مثال ہے۔

قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے حوالے سے یہ چند دلائل بطور نمونہ پیش کئے گئے، ورنہ اس موضوع پر پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بخوبی واضح ہورہی ہے کہ تکافل کا تصور کوئی نیا یا ایجاد کردہ تصور نہیں، بلکہ یہ تصور قرآن وحدیث سے ماٴخوذ ہے، جس کی بنیاد باہمی تعاون وتناصر اور تبرع پر ہے، لہٰذا اس نظام کے جائز ہونے بلکہ مستحسن ہونے میں کوئی شبہ نہیں، بشرطیکہ یہ اپنے صحیح اُصولوں کے مطابق اور اخلاص کے ساتھ ہو۔

تکافل اور توکل

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انشورنس یا تکافل اسلام کے تصورِ توکل کے خلاف ہے، لیکن یہ محض غلط فہمی ہے، کیونکہ توکل کے معنی ترکِ اسباب کے نہیں، بلکہ اسباب کو اختیار کرتے ہوئے اس کے نتائج کو اللہ کے حوالے کرنے کا نام توکل ہے، لہٰذا اسباب کو اختیار

کرو، اور اس کے نتائج وثمرات کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرو، یہ توکل ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص (بدوی) نے اونٹ کو باندھے بغیر چھوڑا، اور اس کو توکل سمجھا، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ:

"قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْقِلُهَا وَأَتَوَكَّلُ أَوْ أُطْلِقُهَا وَأَتَوَكَّلُ؟ قَالَ: اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔" (ترمذی شریف: ۲۴۴۱)

ترجمہ:- "ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے اُونٹ کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا اس کو چھوڑ دوں پھر اللہ پر توکل کروں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ایسا نہیں کرو، بلکہ پہلے اُونٹ کو باندھو، اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔"

یہ واقعہ جامع ترمذی وغیرہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اسباب اختیار فرمائے ہیں، بیماری میں علاج اختیار فرمایا ہے جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ: قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَنَتَدَاوىٰ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ! تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ اَلْهَرَمُ۔"

(مشکوٰۃ ۲/۳۸۸، رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

ترجمہ:- "حضرت اُسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: اے اللہ کے رسول! (جب ہم بیمار ہوں تو) کیا ہم علاج کروائیں؟ تو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! ہاں، علاج کرواؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے

کے علاوہ تمام بیماریوں کا علاج پیدا فرمایا ہے۔"

نیز اپنی اولاد اور ورثاء کے لئے اپنے بعد کچھ مال وغیرہ چھوڑنا تاکہ وہ تمہارے بعد دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں، اور ذلیل نہ ہوں، اس کو شریعت نے افضل قرار دیا ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ میں مذکور ہے۔ چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِنَّكَ اَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ اَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ۔" (البخاری ۱/۳۸۳)

ترجمہ:- "آپ اپنی اولاد کو مالدار چھوڑیں، یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ آپ انہیں فقر و فاقہ کی حالت میں چھوڑیں اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔"

لہٰذا مذکورہ اعتراض محض غلط فہمی اور احکامِ شرعیہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

تکافل کی تاریخ اور اس کا ارتقاء (Evolution)

تکافل جس تصور پر مبنی ہے، یعنی باہمی امداد، تعاون اور تناصر، یہ تصور زمانہ اسلام سے بھی قبل لوگوں میں پایا جاتا تھا، مختلف قبائلی نظام میں امداد باہمی کے مختلف طریقے رائج تھے، اور جب اسلام طلوع ہوا، تو اسلام نے بھی کافی حد تک ان طریقوں کو برقرار رکھا، جس کی دلیل میثاقِ مدینہ ہے۔

تکافل کی ابتداء اور اصلیت میثاقِ مدینہ سے لی جاسکتی ہے، جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں ذکر ہوچکی۔ اس کے بعد بھی اس طرح معاہدے مختلف خلفاء اسلام فرماتے رہے، اگرچہ وہ تکافل کے نام سے نہیں تھے، لیکن تکافل کی روح اُن میں موجود تھی۔

بعد میں رسک مینیجمنٹ کے پیشِ نظر کمرشل طریقے رائج ہوگئے اور اس طریقے سے مروجہ انشورنس کا تصور وجود میں آگیا اور اس نے باقاعدہ ایک بزنس کی شکل اختیار کی،

لیکن چونکہ امت کی اکثریت نے مروجہ انشورنس کو شرعی نقطۂ نظر سے ناجائز کہا اور مسلمانوں کو اس منع کیا، اس لئے ۱۹۷۰ء میں مسلمانوں نے مروجہ انشورنس کے اسلامی متبادل دریافت کرنے کے بارے میں غور و خوض شروع کیا۔ ۱۹۷۹ء میں سوڈان اور بحرین میں پہلی تکافل کمپنی وجود میں آئی۔

اس وقت ایک اندازہ کے مطابق ۸۴ سے زیادہ تکافل کمپنیاں ۲۵ سے زیادہ ممالک میں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض کی تفصیلات ذیل میں ملاحظہ ہوں :

1. The Islamic insurance company Sudan, 1979.

2. The Islamic Arab insurance Co. Saudia Arabia, 1979.

3. The Islamic Arab insurance Co. U.A.E. 1980.

4. Darul Mal Al-Islami Geneva 1981.

5. Syarikat Takaful Al-Islamia Bahrain. 1983.

6. Islamic Takaful and Re Takaful Co. Bahamas 1983.

7. Islamic Takaful Company Luxembourg, 1983.

8. Al-Barakah insurance Co. Sudan, 1984.

9. Islamic insurance and Re insurance company Bahrain, 1995.

10. Syarikat Takaful Malaysia SDn, BhD (with 9 branches through out the country) Brunei, 1992.

11. The PT Syarikat Takaful Indonasia, 1994.

12. The Syarikat Singapur, Singapur, 1995.

13. Islamic insurance company Qatar, 1995.

14. MNI Takaful SDn, BhD Malaysia, 1993.

15. Asean Takaful Group (ATG) Malaysia , 1996.

16. Asean Takaful International Labuan Ltd (ARIL) Malaysia, 1997.

17. Pak Kuwait Takaful Company Ltd Pakistan, 2005.

18. Takaful Pakistan Ltd. Pakistan, 2006.

19. Pak-Qatar Family Takaful company Ltd. Pakistan, 2007.

20. Pak-Qatar General Takaful company Ltd. Pakistan, 2007.

اس کے علاوہ دوسری فل فلیج کمپنیز پر غور ہو رہا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ اسلامی بینکوں کی طرح پاکستان میں بھی تکافل کمپنیوں کا جال پھیل جائے۔

ایک اندازے کے مطابق ۲۰۰۷ء تک او آئی سی ممالک میں انشورنس پریمیمز کی مقدار ۵۰ یو ایس بلین ڈالرز ہیں، جن میں سے تقریباً تکافل کنٹریبوشنز ۵ فیصد یعنی ۲ء۵ بلین ہے۔

غیر مسلم ممالک میں بھی تکافل کو کمرشل فوائد حاصل کرنے کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ اختیار کیا جا رہا ہے۔

تکافل کا عام ماڈل (General Model)

عام ماڈل سے مراد یہ ہے کہ قطعِ نظر اس سے کہ تکافل کی بنیاد (Basis) کیا ہے، شروع میں چند حصہ دار (Shareholders) مل کر ایک کمپنی بناتے ہیں، جسے ''تکافل کمپنی'' یا اسلامی انشورنس کمپنی کہا جائے گا، جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

(۱)...... کمپنی ایک پول (Pool) بناتی ہے۔ اور جو لوگ تکافل کی سہولت لینے کے خواہشمند ہیں، ان سے درخواست کرتی ہے کہ اس میں چندہ (Contributions) دیں، جس کے قواعد (Rules) مقرر ہوں گے، وہ ان قواعد کے مطابق چندہ دیتے ہیں اور پول حسبِ قواعد ان کے نقصانات کی تلافی (Cover) کرتا ہے، اس کے لئے کمپنی باقاعدہ مارکیٹنگ کرتی ہے۔

(۲)...... کمپنی اس پول (Pool) کی مالک نہیں ہوتی، اس کا کردار صرف اس پول کو چلانا (Operate) ہے، پول کے اموال اور منافع کا حساب محفوظ رکھتی ہے، کمپنی کا کھاتہ اور اس پول کا کھاتہ بالکل الگ الگ ہوتا ہے، کمپنی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی خدمات کے عوض میں اس پول سے فیس وصول کرے جسے "وکالہ فیس" کہتے ہیں، اگرچہ بعض کمپنیاں یہ کام مفت بھی کرتی ہیں، لیکن وہ مضاربہ میں سے اپنا حصہ زیادہ مقرر کرتی ہیں، یعنی جو کمپنیاں وکالہ فیس وصول نہیں کرتیں، وہ مضاربہ شیئرز زیادہ رکھتی ہیں

۳...... کمپنی پول میں جمع شدہ رقم کو سرمایہ کاری میں لگاتی ہے، جس میں کمپنی کی حیثیت بعض صورتوں میں مضارب کی اور پول کی حیثیت "ربّ المال" کی ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں پول مؤکل اور کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں وکالہ اور مضاربہ دونوں ہوتے ہیں۔

۴...... شرکاء (Participants) وقت کے ساتھ ساتھ بڑھ سکتے ہیں، نیز مضاربہ میں منافع بھی حاصل ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے پول کا سرمایہ بڑھے گا، پھر مختلف خرچوں (Expenses) اور شرکاء کو رقم دینے کے بعد اگر کچھ بچا، تو اس کو "فائض" یا "قدرِ زائد" (Surplus) کہتے ہیں، جس میں کمپنی کو مختلف قسم کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ کچھ رقم مختلف ریزروڈ فنڈز میں ڈالے، کچھ خیرات کرے، کچھ شرکاء میں تقسیم کرے، اور کچھ پول میں واپس ڈال دے۔

تکافل کمپنی کے بنیادی اعمال

سابقہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ تکافل کمپنی کے بنیادی اعمال تین ہیں:

۱...... شرکاء (Participants) چندہ (Contribution) دیتے ہیں۔

۲...... پول حسبِ شرائط ان کو رقم دیتا ہے۔

۳...... سرپلس یا اس کا کچھ حصہ شرکاء کی طرف جاسکتا ہے۔

یہ تینوں کام باہم مربوط (Interconnected) ہیں اور اس میں باقاعدہ شروط وقواعد کے مطابق لین دین لازم ہوتا ہے، یعنی شرکاء چندہ کے پابند ہوتے ہیں اور پول تلافی (Cover) دینے کا پابند ہوتا ہے، لہٰذا اب یہ سوال پیدا ہوا کہ فقہی اعتبار سے اس اسکیم کو کیا کہیں گے؟ نیز اس میں شرعی اعتبار سے لین دین کس طرح اور کیونکر لازم (Compulsory) ہوگا؟

ان جیسے سوالات کے جوابات مختلف علماء نے مختلف طریقوں سے دیئے ہیں، جن کی الگ الگ تکییف فقہی (یعنی یہ کہ شرعی اعتبار سے یہ ماڈل کس باب میں داخل ہے) کی جاسکتی ہے۔

ان میں سے تین تکییف (Classification) مشہور ہیں، جن کا خلاصہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

تکییف اوّل

۱......ہبہ بشرط العوض (Conditional Gift)

ہبہ کے معنی آپ سمجھ چکے ہیں اور بشرط العوض کا مطلب یہ ہے کہ واہب (ہبہ کنندہ) یہ کہہ دے کہ میں ہبہ دے رہا ہوں، بشرطیکہ مجھے اس کا بدلہ ملے۔ اس کو "ھِبَــةُ الثَّــوَاب" بھی کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے کہہ دے کہ میں آپ کو یہ قلم گفٹ کررہا ہوں، لیکن آپ مجھے موبائل سیٹ دیں گے۔

لہٰذا بعض علماء کرام نے کہا کہ مذکورہ ڈھانچہ (ماڈل) کی بنیاد "ہبہ بشرط العوض" یا "ہبۃ الثواب" ہے، یعنی شرکاء (Participants) پول کو چندہ (Contribution) دیتے ہیں، گویا کہ یہ ان کی طرف سے پول کو ہبہ ہے، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ پول بوقتِ ضرورت شرائطِ مقررہ (Terms and Conditions) کے مطابق ان کو پیش آمدہ حادثے (Event) میں نقصان کی تلافی (Cover) دے گا۔

تردید (Rebuttal)

ہماری رائے میں مذکورہ تکافل ماڈل کی بنیاد مشروط ہبہ نہیں بن سکتی، کیونکہ فقہاء کرام نے تصریح (Mention) کی ہے کہ ''ہبہ بشرط العوض'' بیع (Sale) کے حکم میں ہے اور اس پر بیع کے احکام جاری ہوں گے، جیسا کہ البحر الرائق کی مندرجہ ذیل عبارت میں اس کی تصریح ہے:

فی البحر الرائق : ۷/۵۰۲:

''وَالْهِبَةُ بِشَرْطِ الْعِوَضِ هِبَةٌ اِبْتِدَاءً فَيُشْتَرَطُ فِيهَا التَّقَابُضُ فِي الْعِوَضَيْنِ وَتَبْطُلُ بِالشُّيُوْعِ ، بَيْعٌ اِنْتِهَاءً ، فَتُرَدُّ بِالْعَيْبِ وَخِيَارِ الرُّؤْيَةِ وَتُؤْخَذُ بِالشُّفْعَةِ۔'' (حنفی، كذا فی المبسوط للسرخسی ۱۲/۱۰۱، وحاشية ابن عابدين ۵/۷۰۵، ۷۰۶)

ترجمہ:۔ ''حنفی فقہ کی کتاب کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ ہبہ بشرط العوض ابتداءً (In the beginning) ہبہ ہے، لہٰذا اس میں تقابض فی العوضین شرط ہے (یعنی دونوں جانب سے قبضہ ضروری ہے، کیونکہ ھبہ مکمل ہونے کے لئے قبضہ شرط ہے جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اس کا ذکر ہو چکا) اور شیوع (غیر منقسم, Undivided) سے باطل ہوگا، اور انتہاءً (In the end) بیع ہے، لہٰذا اس میں خیار عیب (Option of Defect) اور خیار رُؤیت (Option of Seeing) مؤثر (Effective) ہوگا، اور اس سے شفعہ (شفعہ مشہور اصطلاح ہے، جسے قانون بھی استعمال کرتا ہے) بھی ثابت ہوگا۔

اور مواہب الجلیل میں لکھا ہے:

''وَجَازَ شَرْطُ الثَّوَابِ يَعْنِي أَنَّ الْهِبَةَ تَجُوْزُ بِشَرْطِ الثَّوَاب

وَسَوَاءٌ الثَّوَابُ الَّذِیْ یُرِیْدُ أَمْ لَا أَمَا إِذَا عَیَّنَه فَقَالُوا: إِنَّهَا جَائِزَةٌ، وَهِیَ حِیْنَئِذٍ مِنَ الْبُیُوْعِ۔ قَالَ فِی التَّوْضِیْحِ: کَمَا لَوْ قَالَ: أَهِبُهَا لَكَ بِمِائَةِ دِیْنَارٍ، وَیُشْتَرَطُ فِیْ ذٰلِكَ شُرُوْطُ الْبَیْعِ۔"

(الْمَوَاهِبُ الْجَلِیْلِ، مالکی: ۲/۶۶)

ترجمہ:- "مالکی فقہ کی کتاب مواہب الجلیل میں لکھا ہے کہ ثواب کی شرط لگانا ہبہ میں درست ہے، البتہ اگر ثواب کی تعیین کر دے تو اس صورت میں جائز تو ہے، لیکن یہ بیوعات (بیع کی جمع) میں سے ہو جائے گا، اس کی توضیح میں ایک مثال یہ ذکر کی ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شخص نے کسی سے یہ کہا: کہ یہ چیز میں تمہیں سو دینار میں ہبہ کرتا ہوں، تو اس میں بیوع کی شرائط ملحوظ ہوں گی۔"

"وَلَوْ وَهَبَ شَخْصاً شَیْئاً بِشَرْطِ ثَوَابٍ مَعْلُوْمٍ عَلَیْهِ کَوَهَبْتُكَ هٰذَا عَلٰی أَنْ تُثِیْبَنِیْ کَذَا، فَالْأَظْهَرُ صِحَّةُ هٰذَا الْعَقْدِ نَظَراً لِلْمَعْنٰی فَإِنَّه مُعَاوَضَةٌ بِمَالٍ مَعْلُوْمٍ فَصَحَّ، کَمَا لَوْ قَالَ: بِعْتُكَ وَالثَّانِیْ بُطْلَانُه نَظَراً إِلَی اللَّفْظِ لِتَنَاقُضِه فَإِنَّ لَفْظَ الْهِبَةِ یَقْتَضِی التَّبَرُّعَ وَیَکُوْنُ بَیْعاً عَلَی الصَّحِیْحِ نَظَراً إِلَی الْمَعْنٰی فَعَلٰی هٰذَا تَثْبُتُ فِیْهِ أَحْکَامُ الْبَیْعِ الخ۔"

(مغنی المحتاج، شافعی: ۲/۴۰۴)

ترجمہ:- "اگر کسی شخص نے کسی کو معلوم عوض کے بدلہ کوئی چیز ہبہ کی، مثلاً یہ کہا کہ "میں نے یہ چیز تمہیں اس شرط کیساتھ ہبہ کی کہ تم مجھے فلاں چیز دو گے" تو معنی کی وجہ سے یہ عقد بظاہر درست ہے، کیونکہ یہ عقد ایک معلوم معاوضہ کے عوض عقدِ معاوضہ ہے، لہٰذا درست ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ یہ چیز میں نے

تمہیں اس شرط پر فروخت کی کہ تم مجھے فلاں چیز فروخت کردو گے، اور باعتبارِ لفظ کے یہ باطل ہے، کیونکہ ہبہ اور بیع میں تناقض ہے، اس لئے کہ لفظِ ہبہ تو تبرع کو مقتضی ہے۔ البتہ صحیح مذہب کے مطابق چونکہ معنی کے اعتبار سے یہ بیع ہے، لہٰذا اس پر بیع کے احکام لاگو ہوں گے۔"

شافعی فقہ کی مشہور کتاب کی مذکورہ عبارت کا بھی وہی حاصل ہے کہ مشروط ھبہ بیع کے حکم میں ہے۔

اور "کشف القناع" میں مذکور ہے:

"وإِنْ شَرَطَ الْوَاهِبُ فِيهَا أَيْ الْهِبَةِ عِوَضاً مَعْلُوماً صَارَتِ الْهِبَةُ بَيْعاً الخ۔" (کشف القناع، حنبلی: ۴/۳۰۰)

ترجمہ:- "اگر واہب نے ہبہ میں عوضِ معلوم کی شرط لگائی تو یہ ہبہ بیع بن جائے گا۔"

حنبلی فقہ کی کتاب کشف القناع کا حاصل بھی وہی ہے، یعنی ہبہ بالشرط بیع کے حکم میں ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ چاروں مذاہب (Four Schools of Jurisprudence) سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہبہ بشرط العوض بیع (Sale) کے حکم میں ہے، لہٰذا اگر مذکورہ ماڈل کی تکییف "مشروط ہبہ" یا "ہبہ بشرط العوض" یا "هِبَةُ الثَّوَاب" کے ساتھ کی جائے اور یہ کہا جائے کہ تکافل "مشروط ہبہ" پر مبنی (Based) ہے، تو اس صورت میں درجِ ذیل شرعی خرابیاں پیدا ہوں گی۔

ہبہ بشرط العوض کی صورت میں شرعی خرابیاں

۱..... تکافل عقدِ تبرع نہیں رہا، بلکہ مروجہ بیمہ کی طرح عقدِ معاوضہ

(Conditional Gift) بن گیا، لہٰذا اس میں غرر (Uncertainty) مؤثر اور مضر ہوگا۔

نیز اس صورت میں، اگر ممبر یا شریک چندہ نقد (Cash) کی شکل میں دے اور اس کو کوریج (Coverage) بھی نقد کی شکل میں مل جائے، تو اس میں برابری ضروری ہوگی، ورنہ کمی بیشی کی صورت میں ''ربا الفضل'' لازم آجائے گا۔

۳..... ہبہ بشرط العوض اُس وقت درست ہے جبکہ عوض معلوم ہو، جبکہ تکافل میں دیا جانے والا عوض معلوم نہیں ہوتا، لہٰذا یہ بھی بہت بڑی خرابی اور شرعی مفسدہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس تکییف کی صورت میں تکافل اور مروّجہ بیمہ میں کوئی بنیادی فرق نہیں رہے گا۔

تکییفِ دوم

اِلْتِزَامُ التَّبَرُّعِ (Undertaking of Taburru)

بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ مذکورہ ماڈل کی بنیاد ''التـزام التبرع '' پر ہے، یعنی شرکاء پول میں چندہ دینا اپنے اوپر لازم (Undertaking) کرتے ہیں، اور پول اپنے اوپر لازم کرتا ہے کہ اگر ان کو نقصان ہوا تو اس کو پورا کیا جائے گا، گویا اس میں دونوں جانبوں سے التزام پایا جاتا ہے، جسے دوطرفہ التزام (Bilateral Undertaking) کہتے ہیں۔

یہ فقہی تکییف حقیقت میں مذہب مالکیہ سے لی گئی ہے، جس میں یہ ''اصل'' بیان کی گئی ہے کہ:

''مَنْ اَلْزَمَ نَفْسَه مَعْرُوفاً لَزِمَه''

ترجمہ:- ''یعنی جو شخص اپنے اوپر کوئی نیک کام کرنا لازم کر لیتا ہے، تو وہ اس پر لازم ہو جاتا ہے۔''

(تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب ۷۵)

یعنی شرعاً بھی وہ اس نیکی کا پابند ہو جاتا ہے، جیسا کہ نذر (منت) میں ہوتا ہے کہ آدمی اپنے اوپر روزہ یا نماز وغیرہ لازم کرتا ہے کہ مثلاً اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے روزے رکھوں گا، چنانچہ کام ہونے کی صورت میں اُس پر اتنے روزے لازم ہوں گے اور یہی وہ اصل ہے جس کی بنیاد پر کلائنٹ غیر سودی بینکوں میں قسط کی ادائیگی میں تاخیر یا عدم ادائیگی کی صورت میں خیراتی فنڈ میں کچھ مخصوص رقم دینے کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے۔

اسی طرح امام حطاب رحمہ اللہ اس التزام کی انواع اور اس کے احکام میں مزید توسع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مَنِ الْتَزَمَ الْإِنْفَاقَ عَلٰى شَخْصٍ مُدَّةً مُعَيَّنَةً، أَوْ مُدَّةَ حَيَاةِ الْمُنْفِقِ أَوِ الْمُنْفَقِ عَلَيْهِ، أَوْ حَتّٰى يَقْدَمَ زَيْدٌ إِلٰى أَجَلٍ مَجْهُوْلٍ لَزِمَهُ ذٰلِكَ مَا لَمْ يُفْلِسْ أَوْ يَمُتْ، لِأَنَّهُ تَقَدَّمَ فِيْ كَلَامِ ابْنِ رُشْدٍ أَنَّ الْمَعْرُوْفَ عَلٰى مَذْهَبِ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ لَازِمٌ لِمَنْ أَوْجَبَهُ عَلٰى نَفْسِهِ مَا لَمْ يُفْلِسْ أَوْ يَمُتْ۔"

ترجمہ:- "جس نے کسی شخص پر ایک متعین مدت تک، یا مُنفِق یا مُنفَق علیہ کی حیات تک، یا زید کی آمد تک، یا ایک مجہول مدت تک انفاق کا التزام کیا، تو یہ التزام لازم ہو جائے گا تاوقتیکہ وہ مفلس نہ ہو، یا اس کا انتقال نہ ہو جائے، کیونکہ ابن رشد کے کلام میں یہ بات گذری ہے کہ مالکیہ مذہب اور ان کے اصحاب میں یہ بات معروف ہے کہ جس نے یہ چیز اپنے اوپر لازم کی تو وہ لازم ہو جائے گی، البتہ ملتزم کے مفلس ہونے یا اس کے انتقال کر جانے کی صورت میں لازم نہیں ہوگی۔" (تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب ۷۵)

اس قسم کے مسائل ان کی مشہور کتاب "تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب" میں مذکور ہیں۔

تردید (Rebuttal)

اگرچہ یہ فقہی تکییف ''ہبۃ الثواب'' کے مقابلہ میں اچھی ہے، لیکن یہ اس وقت اچھی ہوتی جبکہ اس میں التزام ایک جانب سے (Unilateral Undertaking) ہوتا، لیکن یہاں تو التزام دونوں جانبوں سے ہے، یعنی چندہ دہندگان کی طرف سے بھی التزام ہے اور پول کی طرف سے بھی التزام ہے، لہٰذا یہ صورت بھی نتیجہ کے اعتبار سے ''ہبۃ الثواب'' ہی کی ہوئی، جو بحکم بیع ہے۔ لہٰذا یہ تخریج (توجیہ) بھی شرعاً درست نہیں۔

تبرع کی صورت میں مزید مشکلات (Complications)

تبرع کی صورت میں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ چندہ دہندگان نے پول کو چندہ دیا، تو پول تو اس کا مالک نہیں ہوا کیونکہ ہبہ یا تبرع کی صورت میں پول کا کوئی الگ سے قانونی یا شرعی وجود نہیں، کیونکہ اس صورت میں پول یا فنڈ نہ شخصِ حقیقی ہے اور نہ شخصِ قانونی، اور جب وہ قانونی شخص نہیں، اور نہ ہی حقیقی شخص ہے، تو وہ کس طرح مالک بنے گا؟ لہٰذا اس چندہ کی زکوٰۃ دینے والے پر واجب ہونی چاہیئے، کیونکہ وہ اس کا اب بھی مالک ہے، اس میں اس نظریہ کے قائل علماء کرام مختلف رائے رکھتے ہیں، بعض زکوٰۃ کے وجوب کے قائل ہیں، اور بعض نہیں۔

نیز اگر تبرع (چندہ دہندہ) کرنے والے کا انتقال ہوگیا، تو اس کا دیا ہوا پیسہ اس کی میراث میں شمار ہونا چاہیئے، حالانکہ تکافل کے موجودہ نظام میں میراث کے احکام لاگو کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اس تکییف کی صورت میں درجِ ذیل شرعی خرابیاں پائی جاتی ہیں:

التزام التبرع کی صورت کی شرعی خرابیاں

۱)......اس صورت میں تکافل بھی مروجہ بیمہ کی طرح عقدِ معاوضہ بن جائے گا اور غرر وربا جیسے مفاسد اس میں مؤثر (Effective) ہوجائیں گے۔

۲) چندہ کی رقم چندہ دہندہ کی ملکیت سے نہ نکلنے کی وجہ سے شرعی ضابطہ کے مطابق اس کی زکوٰۃ چندہ دہندہ پر واجب ہونی چاہیے۔

۳)..... چندہ دہندہ کے انتقال (Death) کی صورت میں دیا ہوا پیسہ اس کے ترکہ میں شمار ہونا چاہئے۔

۴)..... نیز جب پول کا احسان چندہ دہندہ کے احسان کے ساتھ مشروط ہے اور دونوں پر اپنا اپنا احسان لازم ہے تو یہ "جبر فی التبرع" ہوگیا یعنی زبردستی کا احسان جس کا باطل ہونا ظاہر ہے، چنانچہ زیادہ تر لوگوں کو تکافل کے بارے میں یہی اشکال رہتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی تبرع کی صورت میں بہت سی پیچیدگیاں (Complications) ہیں، جن کا جواب اور حل کوئی آسان کام نہیں۔

تکییفِ سوم

صحیح اساس (Base)

لہٰذا معلوم ہوا کہ تکافل کی صحیح اور شرعی بنیاد وہ ہوگی جس میں مذکورہ قسم کی پیچیدگیاں اور مسائل پیدا نہ ہوں، اور یہ اس وقت ہے جبکہ مذکورہ پول کو تعاونی (Cooperative) قرار دیا جائے، جس کا مقصد یہ ہو کہ جن شرکاء (Members) کو نقصان پہنچے، یہ پول اس نقصان کو پورا کرے اور جو عطیات (Donations) اس میں آرہے ہیں، وہ محض (Pure) تبرعات (Donations) ہوں، وہ کسی شرط کے ساتھ مشروط (Conditional) نہ ہوں، اور شرکاء کی ملکیت سے بھی خارج ہوں، تاکہ ان پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ان میں میراث کے احکام جاری ہوں، اور نہ اس کی بنیاد پر وہ لوگ قدر زائد (سرپلس) کے مستحق ہوں، بلکہ یہ تبرعات مکمل طور پر پول کی ملکیت میں چلے جائیں اور پول ان میں حسب قواعد مقررہ (Defined Rules) تصرف کرے، اس صورت میں چندہ دہندگان اور پول کے درمیان ایسا کوئی تعلق (Relationship) نہ ہوگا، جس کی وجہ سے یہ

لوگ معاوضوں کے مستحق (Eligible) ہوں، بلکہ یہ لوگ چندے اور عطیات دیتے ہیں، جن کا معاوضہ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، اور غیر مشروط ہوگا۔ پھر جب ان کو نقصان پہنچے اور پول ان کے نقصان کی تلافی کرے، تو وہ ایک مستقل (Separate) عطیہ ہے جسے "عطاء مستقل" کہتے ہیں، وہ کسی سابقہ عقد کا نتیجہ نہیں۔ چونکہ پول کو اپنی ملکیت میں ہر قسم کے تصرف کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا اس کو یہ بھی اختیار حاصل ہوگا کہ وہ فائض (Surplus) میں سے شرکاء کو بھی کچھ حصہ دیدے۔

تکافل ماڈل کی خصوصیات

خلاصہ یہ کہ تکافل ماڈل میں درجِ ذیل خصوصیات (Features) پائی جائیں اور درجِ ذیل مقاصد حاصل ہوں:

(۱)..... چندہ دہندگان کا چندہ دینا کسی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو۔

(۲)..... پول کا کوریج (Coverage) مستقل عطیہ کی حیثیت سے ہو، یعنی وہ کسی سابقہ عقد کا نتیجہ (Conclusion) نہ ہو۔

(۳)..... چندہ کی ملکیت شرکاء کی ملکیت سے خارج ہو۔

(۴)..... پول اس چندہ کا مالک ہو، کیونکہ "خُرُوْجُ الشَّیْئُ لَا اِلَی الْمِلْكِ" درست نہیں، یعنی یہ کہ ایک شئ کسی کی ملکیت سے نکل جائے اور کوئی دوسرا اس کا مالک نہ بنے۔

ان خصوصیات پر مشتمل ماڈل نہ عقدِ معاوضہ بنے گا، نہ اس میں زکوٰۃ اور میراث کے مسائل پیدا ہوں گے۔

یہ مقاصد اس وقت حاصل ہو سکتے ہیں، جبکہ اس پول کا ایک معنوی اور قانونی وجود (Legal Entity) ہو جس کو "شخص قانونی" کہتے ہیں، یہ ایسا شخص ہو کہ جو مالک بھی بنتا ہو اور مالک بناتا بھی ہو (چنانچہ جو تکافلات محض تبرعات پر مبنی ہیں، اُن کا کوئی مستقل

قانونی وجود نہیں) اور وہ اساس اور بنیاد صرف ''وقف'' ہے، لہذا پول ''وقف'' پر مبنی (Based) ہونا چاہئے، کیونکہ وقف ہی ایک ایسی چیز ہے، جس کا الگ وجود شریعت بھی مانتی ہے، اور قانون بھی مانتا ہے، نیز وقف میں کافی گنجائش ہے، یعنی اس کا دائرہ (Scope) وسیع (Extensive) ہے، اس میں بسا اوقات ایسی شرائط کی بھی گنجائش ہوتی ہیں، جو دوسرے عقود (Contracts) میں نہیں چلتیں، اس لئے کہ وقف میں شرائط کی گنجائش ہبہ اور تبرع کے مقابلہ میں زیادہ ہے، لہذا ہمارے نزدیک تکافل کی بہترین بنیاد اور نسبۃً مسائل اور پیچیدگیوں سے دور راستہ ''وقف'' ہی ہے۔

وقف میں ذکر کردہ نکات (Features) میں سے درج ذیل چار نکات کا زیادہ دخل ہے:

۱......نقود (Money) کا وقف جائز ہے۔

۲......واقف بوقتِ وقف کوئی جائز اور مناسب شرط لگا سکتا ہے۔

۳......اصل وقف خرچ نہیں ہوگا، البتہ اس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے استفادہ کیا جائے گا، نیز وقف کو جو چندہ یا عطیہ ملتا ہے، وہ خود وقف نہیں ہوگا، بلکہ وہ مملوکِ وقف (Owned by Waqf) ہوگا، لہذا اس کے عین کو خرچ کرنا جائز ہوگا، تاہم وقف النقود میں ہلاکِ عین ہوتا ہے، جو شرعاً قابلِ اشکال ہوسکتا ہے، جس کا جواب آخرِ کتاب میں سوال وجواب کی شکل میں مذکور ہے۔

۴......وقف میں یہ ضروری ہے کہ وہ ایسی جہت کے لئے ہو جو منقطع نہ ہو، یعنی وقف کا مقصد جاری وساری ہو، ختم ہونے والا نہ ہو۔

اب یہاں چند ماڈلز کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

مضاربہ+ وکالہ+ وقف ماڈل

وقف کی بنیاد پر تکافل کا ماڈل اس طرح بنے گا:

۱...... کمپنی کے شیئر ہولڈرز کچھ رقم باقاعدہ وقف کریں گے، اس رقم سے ایک وقف پول قائم کیا جائے گا، یہ رقم وقف ہوگی، ان شیئر ہولڈرز کی حیثیت واقف کی ہوگی، اور یہ رقم ہمیشہ فنڈ یا پول میں باقی رہے گی، کیونکہ یہ اصل وقف ہے، اس کو (Ceding Amount) کہتے ہیں۔

۲...... یہ وقف پول اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوگا، کوئی اور مالک نہیں ہوگا، یعنی نہ کمپنی مالک ہوگی اور نہ کوئی اور، اس کا ایک مستقل معنوی وجود ہوگا، جو کہ شخص حقیقی کی طرح مالک اور مُملِّک (مالک بنانے والا) بنے گا۔

۴...... جو لوگ تکافل کی سہولت حاصل کرنا چاہتے ہیں، وہ ایک خاص مقدار میں حسبِ شرائط وقف نامہ (Waqf Deed) فنڈ کو چندہ دیں گے، اس فنڈ کا نام PTF یعنی Participant Takaful Fund ہے۔

۵...... شرکاء جو چندہ (Contributions) دیں گے، وہ وقف نہیں ہوگا، بلکہ مملوکِ وقف ہوگا، لہٰذا اس کو وقف کے اغراض کے لئے خرچ کرنا جائز ہوگا۔

۶...... مذکورہ فنڈ کو شرعی طریقہ کے مطابق کاروبار میں لگایا جائے گا اور حاصل شدہ منافع کا مالک وقف فنڈ ہی ہوگا۔

۷...... فنڈ سے استفادہ (Utilized) کرنے کی شرائط طے کی جائیں گی۔

۸...... نیز ہر قسم کے تکافل میں چندہ کی تعیین ہوگی اور فوائد (Benefits) کے استحقاق (Entitlement) کے قواعد وضع (مقرر) کیے جائیں گے، جس میں یہ بھی جائز ہے کہ فوائد کی تعیین ایکچوری کی بنیاد پر ہو۔

۹...... فنڈ سے شرکاء کو جو فوائد ملیں گے، وہ ان کے تبرعات کی بنیاد پر نہیں، بلکہ وہ ''عطاءِ مستقل'' ہونگے، یعنی اس لحاظ سے کہ وہ بھی ''موقوف علیہم'' (موقوف علیہ اس شخص کو کہتے ہیں جس پر وقف کیا گیا ہو) میں داخل ہیں۔

یاد رہے کہ شرکاء یا ارکانِ فنڈ خود واقفین نہیں، بلکہ واقف اصلاً شیئر ہولڈرز ہیں،

جنہوں نے شروع میں ایک مخصوص رقم وقف کر کے وقف فنڈ قائم کیا ہے۔

۱۰......وقف فنڈ چونکہ تمام رقوم خواہ اصل ہوں یا منافع ہوں، کا مالک ہے، اس لئے فنڈ کو اختیار ہے کہ وہ اس کو جس طرح خرچ کرنا چاہے خرچ کرے، سرپلس میں اس کو کئی طرح کے اختیارات حاصل ہونگے، جو کہ وقف نامہ میں مذکور ہوتے ہیں۔

۱۱......تحلیل (Binding Up) کی صورت میں تمام اخراجات ادا کر کے باقیماندہ رقم کو کسی کارِ خیر میں لگایا جائے گا، البتہ جو اصل وقف رقم تھی یعنی (Ceding Amount) وہ اس جیسے کسی اور وقف میں دی جائیگی۔

۱۲......کمپنی چونکہ فنڈ کو منظم (Manage) کرے گی، شرکاء کے نقصانات کی تلافی کرے گی اور بہت سارے کام کرے گی، اس لئے وہ ان خدمات کے صلہ میں حق الخدمت لے سکتی ہے، جسے "وکالہ فیس" کہتے ہیں، نیز کمپنی چونکہ "مضارب" بھی ہے، اس لئے وہ مضاربت کی بنیاد پر نفع میں سے اپنا مقررہ حصہ بھی لے سکتی ہے۔ جسے "مضاربہ شیئر" کہتے ہیں۔

مضاربہ ماڈل

اس ماڈل میں سرپلس شرکاء اور کمپنی (Share Holders) کے درمیان طے شدہ تناسب (Proportion) سے تقسیم ہوتا ہے، اس میں آپریٹر وکالہ فیس نہیں لیتا، صرف مضاربہ شئیر لیتا ہے، جس میں عموماً وکالہ ماڈل کے مقابلہ میں مضارب کا حصہ نفع زیادہ ہوتا ہے۔ اس ماڈل میں کمپنی یا آپریٹر کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور پول کی حیثیت رب المال (Investor) کی ہوتی ہے، لہٰذا نفع دونوں میں (Predefined Ratio) کے مطابق تقسیم ہوگا، اس ماڈل میں سرپلس میں سے کمپنی کو بھی حصہ ملے گا، جبکہ وقف ماڈل میں نہیں ملتا۔

باقی کلیمز اور کوریجز تکافل فنڈ سے اسی طرح ادا کئے جاتے ہیں، جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

وکالہ ماڈل

اس میں آپریٹر شرکاء کا صرف وکیل ہوتا ہے، اور صرف وکالہ فیس لیتا ہے، آپریٹر کے فنڈ کے نفع یا نقصان، یا انڈررائٹنگ رزلٹس (Underwriting Results) سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اس میں آپریٹر کو ''وکالہ فیس'' کے علاوہ حسن کارکردگی کی بنیاد پر کچھ مزید رقم بھی ملتی ہے، جس کو ''Incentive'' بولتے ہیں۔ پاک قطر فیملی تکافل کمپنی کا PIA یعنی (Participant Investment Amount) فی الحال اسی ماڈل وکالہ پر مبنی ہے اور وکالہ شرعی اصولوں کے مطابق کام کرتی ہے، جسے: "وَکَالَۃُ الاِسْتِثْمَار" کہتے ہیں اور اس کے شرعی اصول تقریباً وہی ہیں جو مختلف Islamic Investment Funds کے ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ اس ماڈل میں بھی کمپنی کو سرپلس میں سے کچھ لینے کا حق حاصل نہیں۔

مضاربہ+ وکالہ ماڈل:

اس میں آپریٹر ''وکیل'' بھی ہوتا ہے اور ''مضارب'' بھی ہوتا ہے، لہٰذا وکالہ کی بنیاد پر اس کو ''وکالہ فیس'' ملتی ہے اور مضاربہ کی وجہ سے اس کو ''مضاربہ شیئر'' ملتا ہے۔

اس ماڈل میں یاد رکھنا چاہیے کہ وکالہ فیس کا نفع سے کوئی تعلق نہیں، وہ بہرحال کمپنی کو ملے گی، البتہ مضاربہ شیئر صرف نفع کی صورت میں ملے گا اور اس کی تفصیل وہی ہے جو ماڈل پلس وقف میں گزری۔ اکثر تکافل کمپنیوں میں PTF یعنی Participant Takaful Fund مضاربہ اور وکالہ دونوں بنیادوں پر استوار ہے۔

(مختلف ماڈلز پر قائم تکافل کمپنیوں کے اجمالی خاکے اگلے صفحے سے ملاحظہ فرمائیں)

Appendix-1
FAMILY TAKAFUL
OPERATION FLOW CHART
COMPANYS
PARTICIPANT
TAKAFUL INSTALMENT PAID BY PARTICIPANT
PARTICIPANTS ACCOUNT
PARTICIPANTS SPECIAL ACCOUNT
FAMILY TAKAFUL FUND
INVESTMENT BY COMPANY
PROEITS FROM INVESTMENT
50% (Example only)
50% (Example only)
COMPANYS ADMINISTRATIONS & MANAGEMENT EXPENSES
PROFITS ATTRIBUTED TO SHAREHOLDERS
PARTICIPANTS ACCOUNT
PARTICIPANTS SPECIAL ACCOUNT
PARTICIPANTS ACCOUNT
TAKAFUL BENEFITS
PARTICIPANTS ACCOUNT
TAKAFUL BENEFITS
(1)
(2)
(3)
(4)
(5)
(6)

FAMILY TAKAFUL
(Approch 2)
Appendix-2
100% UNDERWRITING SURPLUS TO PARTICIPANTS
COMPANYS
TAKAFUL ADMINISTRATION & MANAGEMENT CHARGES EXAMPLE FIRST YEAR 80% 2ND YEAR PLUS 5% TO 20%
SHARE OF PROFIT FOR THE COMPANY
MANAGEMENT EXPENSES OF COMPANY
PROFT / LOSS ATTRIBUTABLE TO SHAREHOLDERS
15%
TAKAFUL CONTRACT BASED ON PRINCIPLE OF AL-MUDHARABAH
INVESTMENT BY COMPANY
PROFITS FROM INVESTMENT
85%
TAKAFUL CONTRIBUTION PAID BY PARTICIPANT
FAMILY TAKAFUL FUND (NET OF MANAGEMENT CHARGES)
PARTICIPANTS ACCOUNT
PARTICIPANTS ACCOUNT
PAYMENT TO PARTICIPANTS
PARTICIPANTS TAKAFUL ACCOUNT
PARTICIPANTS TAKAFUL ACCOUNT
TAKAFUL BENEEITS
SURPLUS IN TAKAFUL FUND
100% SURPLUS FOR THE PARTICIPANTS
PARTICIPANTS

Appendix-3

FAMILY TAKAFUL

100% UNDERWRITING SURPLUS TO PARTICIPANTS

Appendix-4

FAMILY TAKAFUL

100% UNDERWRITING SURPLUS TO PARTICIPANTS

COMPANYS

TAKAFUL ADMINISTRATION & MANAGEMENT CHARGES 20% TO 30%

SHARE OF PROFIT FOR THE COMPANY

MANAGEMENT EXPENSES OF COMPANY

PROFIT / LOSS ATTRIBUTABLE TO SHAREHOLDERS

40%

TAKAFUL CONTRACT BASED ON PRINCIPLE OF AL-MUDHARABAH

INVESTMENT BY COMPANY

PROFITS FROM INVESTMENT

60%

PARTICIPANTS

TAKAFUL CONTRIBUTION PAID BY PARTICIPANT

GENERAL TAKAFUL FUND 70% TO 80%

GENERAL TAKAFUL FUND

OPERATIONAL COST OF TAKAFUL / RETAKAFUL

PARTICIPANTS ACCOUNT

TAKAFUL BENEFITS

SURPLUS (PROFIT)

SURPLUS OF SURPLUS FOR THE PARTICIPANTS

100%

Appendix-5

TAKAFUL MALASIA APPROACH

Similar to Conventional Ins

Sharing in UW Surplus Does not seem correct
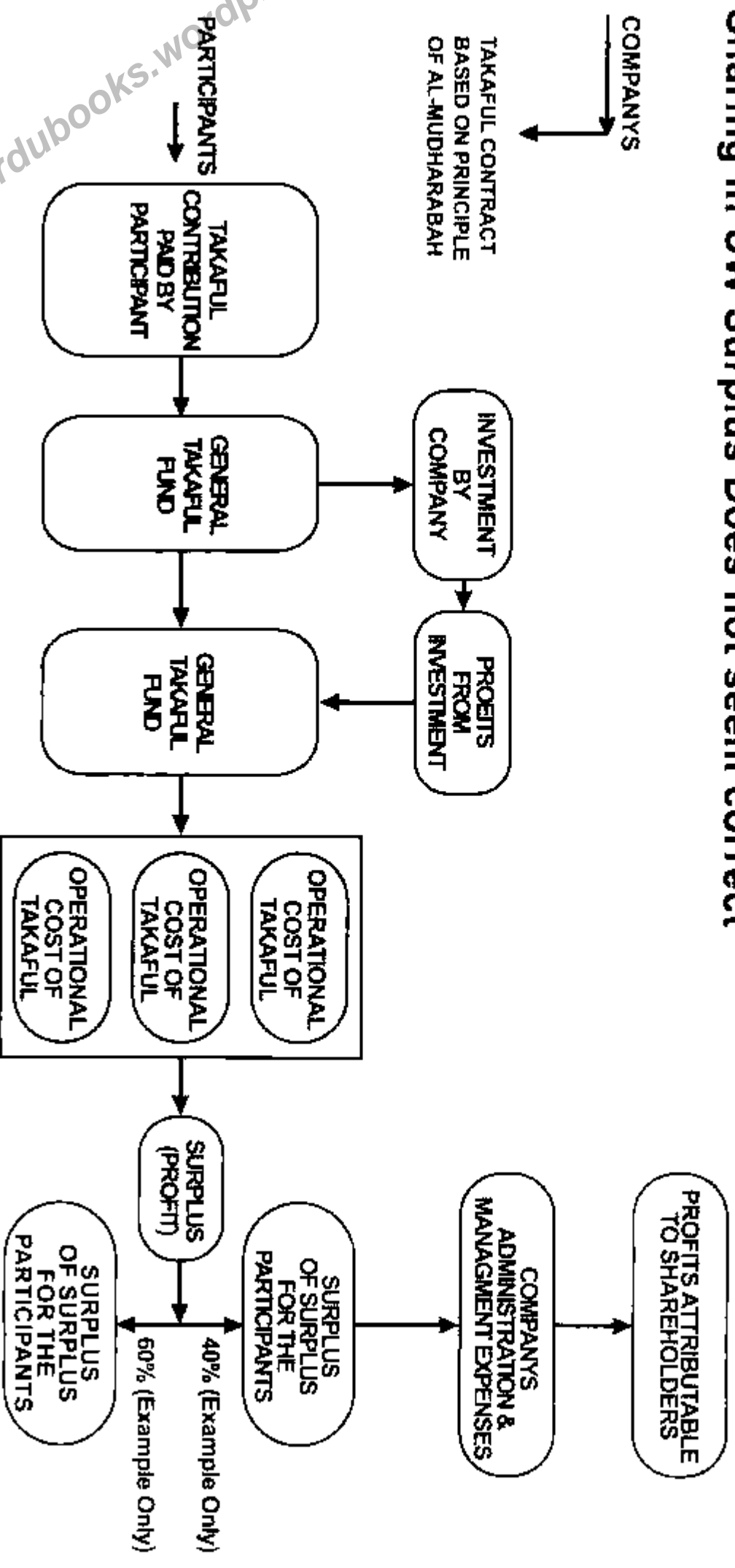
تکافل کی اقسام

مروجہ انشورنس کی طرح تکافل کی بھی دو بڑی قسمیں ہیں:

۱.....جنرل تکافل ۲.....فیملی تکافل

جنرل تکافل

جنرل تکافل میں اثاثہ جات، یعنی جہاز، موٹر اور مکان وغیرہ کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے، اگر اس اثاثہ کو جس کے لئے تکافل کی رکنیت حاصل کی گئی، کوئی حادثہ لاحق ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی ''وقف فنڈ'' سے کی جاتی ہے، کمپنی اس فنڈ کو منظّم کرتی ہے اور وکالہ فیس وصول کرتی ہے، نیز اس فنڈ میں موجود رقم کی انویسٹمنٹ کے لئے اس کو شرعی کاروبار میں لگاتی ہے، جس کی مختلف شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں، اس میں فنڈ ربّ المال ہوتا ہے، اور باقی نفع وقف فنڈ میں جاتا ہے، اور یہ نفع وقف فنڈ کی اپنی ملکیت ہوتا ہے۔

تکافل رولز ۲۰۰۵ء میں جنرل تکافل کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

''General Takaful means Takaful other than Family Takaful.''

''یعنی جنرل تکافل فیملی تکافل کے علاوہ ہر قسم کے تکافل کو کہتے ہیں۔ جیسے کہ گاڑی کا تکافل، میرین تکافل، وغیرہ۔''

جنرل تکافل میں ایک ہی فنڈ ہوتا ہے، جسے پی ٹی ایف (PTF) (Participant Takaful Fund) کہتے ہیں، یہ فنڈ وقف ماڈل میں وقف ہوتا ہے، یعنی نہ کمپنی کی ملکیت میں ہوتا ہے اور نہ ممبرز کی ملکیت میں ہوتا ہے، آپریٹر یعنی کمپنی اس کو منظّم کرتی ہے اور اس کو شرعی کاروبار میں لگاتی ہے، جس کی مختلف شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں، اس میں فنڈ رب المال ہوتا ہے، اور آپریٹر یا کمپنی مضارب ہوتی ہے، نفع کا خاص

تناسب طے ہوتا ہے، اس تناسب سے کمپنی کو بحیثیت مضارب اپنا حصہ ملتا ہے، اور باقی نفع فنڈ میں جاتا ہے، اور مملوکِ فنڈ یا مملوکِ وقف بن جاتا ہے۔ اسی فنڈ سے شرکاء یعنی ممبرز کو حسبِ قواعد مقررہ کور (Cover) ملتا ہے، اور اس سے دوسرے اخراجات بھی نکالے جاتے ہیں۔

جنرل انشورنس کی طرح جنرل تکافل کی بھی مختلف قسم کی پالیسیاں ہوتی ہیں، ان پالیسیوں سے متعلق کاغذات (Documents) مختلف دفعات (Clauses) پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کی عبارت (Wording) شرعی اصول کے مطابق (Shariah Compliant) ہوتی ہے۔ ذیل میں اجمالی خاکہ ملاحظہ فرمائیں
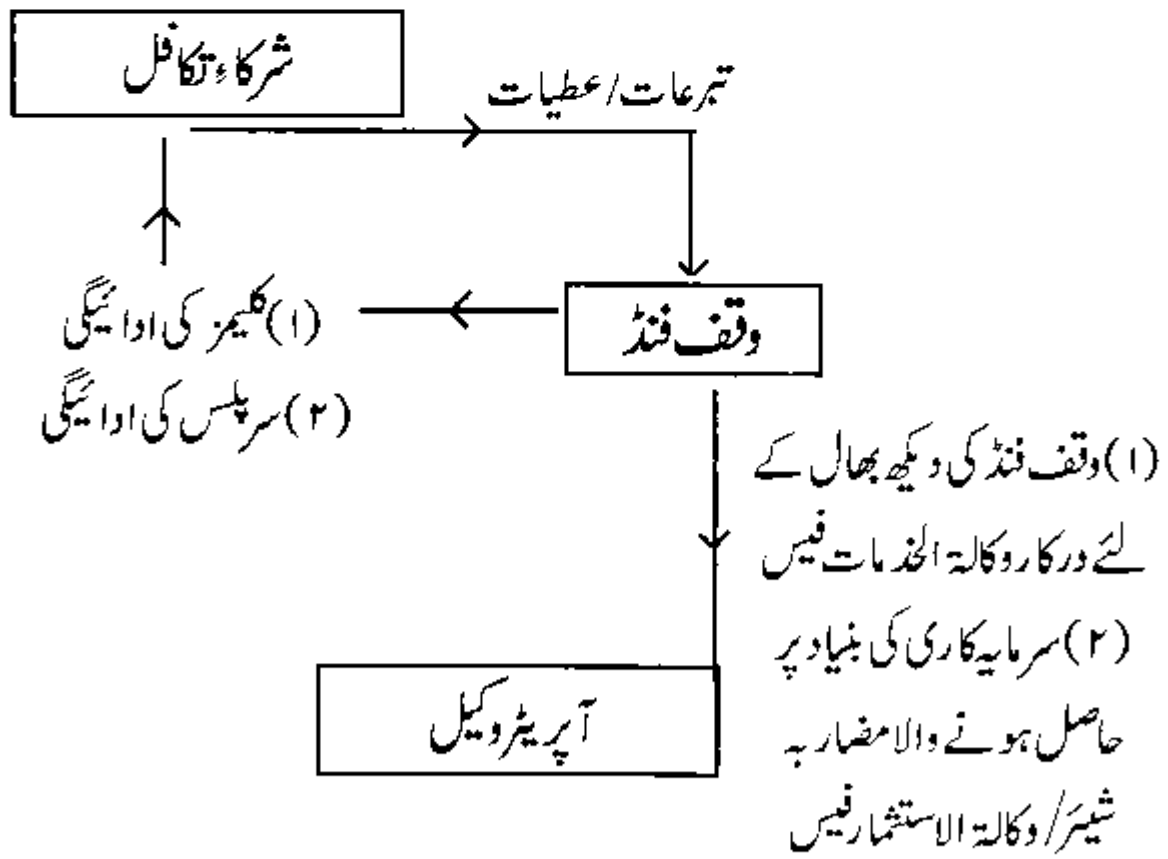
فیملی تکافل یا لائف تکافل

لائف انشورنس کو تکافل سسٹم میں ''فیملی'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس میں PTF کے ساتھ ساتھ PIA اور PIF یعنی Participant Investment Fund) بھی ہوتے ہیں، پی ٹی ایف میں تو وہی تفصیل ہے، جو جنرل میں گزری، البتہ پی آئی اے اور پی ٹی ایف کی تعریف تکافل رولز ۲۰۰۵ء میں درج ذیل الفاظ میں کی گئی ہے:

> PIA: means the investment acount of the participant under of Family Takaful Plan''
>
> ترجمہ..... ''پی آئی اے کسی فیملی تکافل پلان کے تحت ممبر کا انوسٹمنٹ اکاؤنٹ ہوتا ہے۔
>
> PIF : Participant Invesment Fund : means a separate fund comprising of the underlying assets representing the units of the PIA under a Family plan.

ترجمہ..... ''وہ علیحدہ فنڈ جو ان اثاثوں پر مشتمل ہوتا ہے جو فیملی تکافل پلان کے تحت پی آئی اے یونٹس کی نمائندگی کرتا ہے''۔

فیملی تکافل کی پھر بڑی دو قسمیں ہیں:

گروپ فیملی تکافل (Group Family Takaful)

گروپ انشورنس کی طرح اس میں کسی ادارہ کے ملازمین (Employees) کو کورڈ (Covered) کیا جاتا ہے، اس میں ادارہ Participant کہلاتا ہے اور ہر ملازم Covered Person کہلاتا ہے۔

اس میں بھی عام طور پر صرف PTF ہوتا ہے، PIA نہیں ہوتا۔

انفرادی فیملی تکافل (Individual Family Takaful)

یہ عام انشورنس کی طرح ہے، جس میں ہر فرد خود Participant ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ اس میں اس کا ادارہ ملوث نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک فرد (Person) کی حیثیت سے یہ پالیسی اختیار کرتا ہے۔

فیملی تکافل میں انسانی زندگی کے ممکنہ خطرات سے نبٹنے کے لئے تکافل رکنیت فراہم کی جاتی ہے۔اس میں شرکاء کو تکافل کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حلال سرمایہ کاری کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔اس میں ''وقف فنڈ'' کے علاوہ ایک اور فنڈ ہوتا ہے جس کا نام ''پی آئی اے (PIA)'' ہے یہ شریک تکافل کا سرمایہ کاری فنڈ ہوتا ہے۔جبکہ جنرل تکافل میں شریک تکافل کا PIA اکاؤنٹ نہیں ہوتا، جس کی مرحلہ وار تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

❊ شریک تکافل کی جانب سے دی گئی رقم پہلے اس کے PIA اکاؤنٹ میں آتی ہے، جہاں پر اس کی سرمایہ کاری اسلامک میوچل فنڈ کی طرز پر کی جاتی ہے اور اس رقم سے شرکاء کے لئے فنڈ میں یونٹس خرید لیے جاتے ہیں۔

❊ پھر وہاں سے ایک متعین طریقہ کار کے مطابق PTF میں رقم آتی رہتی ہے۔

❊ وقف پول میں آنے والی رقم محض تبرع کی بنیاد پر ہوتی ہے، اور تبرع کی بنیاد پر یہ رقم شریکِ تکافل کی عمر، صحت، پیشہ، اس کے طور طریقے اور رکنیت پلان کے مطابق مختلف ہوسکتی ہے۔

❊ PIA میں موجود رقم سے اخراجات نکالنے کے بعد کمپنی بطورِ وکیل اس رقم کی شریعہ بورڈ کی نگرانی میں سرمایہ کاری کرتی ہے۔

❊ کمپنی سرمایہ کاری کے لئے اپنی وکالہ فیس وصول کرتی ہے۔

❊ سرمایہ کاری کے نتیجے میں حاصل شدہ منافع شریک تکافل کو فراہم کیا جاتا ہے۔

❊ اگر شریک تکافل کی زندگی کو کبھی کوئی حادثہ لاحق ہوجائے تو وقف فنڈ سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔

* خلاصہ یہ ہے کہ شریک تکافل کی جانب سے ادا کردہ زرِ تعاون دو مقاصد میں تقسیم ہوتا ہے، رقم کا کچھ حصہ بطورِ تبرع وقف فنڈ میں چلا جاتا ہے اور باقی ماندہ حصہ سرمایہ کاری میں لگایا جاتا ہے۔
* تکافل میں تحفظ کے سلسلے میں تمام کلیمز کی ادائیگی وقف پول سے کی جاتی ہے۔
* اسی طرح سال کے آخر میں کلیمز کی ادائیگی اور اخراجات منہا کرنے کے بعد شریعہ بورڈ سے منظوری لے کر سرپلس کو شرکاء کے درمیان تقسیم کیا جاسکتا ہے۔
* ہر سال کے اختتام پر تمام ادائیگیوں کے بعد بچ جانے والی رقم کو سرپلس کہتے ہیں۔
* نقصان کی صورت میں تکافل آپریٹر اپنی وکالہ فیس میں کچھ اضافہ کیے بغیر ''وقف فنڈ'' کو قرضِ حسنہ فراہم کرتا ہے۔

قدرِ زائد (Surplus)

اس کو عربی میں ''فائض'' کہتے ہیں، اس کا تعین ہر سال کم سے کم ایک دفعہ ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال کے اختتام پر یہ دیکھنا ہوگا کہ فنڈ میں تمام ادائیگیوں کے بعد بھی بچت ہے، یا نقصان۔ بچت کو ''Surplus'' کہتے ہیں، اور نقصان کو ''Deficit'' کہتے ہیں، نقصان کی صورت میں آپریٹر قرض حسنہ فراہم کرے گا، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اس قرضہ کی وجہ سے وہ وکالہ فیس میں اضافہ نہیں کرسکتا، ورنہ یہ سودی معاملہ میں داخل ہوجائے گا۔

سرپلس (Surplus) کا تعین (Determination) اس طرح ہوتا ہے:

Total Contributions _ Total Claims paid to participants , claims received from Re Takaful companies , operator fees

یعنی فنڈ میں جتنی رقم ہوتی ہے، اس میں سے متعلقہ ساری ادائیگیوں کے بعد سرپلس یا نقصان کا فیصلہ ہوتا ہے۔

سرپلس میں آپریٹر کو کئی طرح کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں:

1..... کسی ناگہانی حادثے (Contingency) کے لئے کچھ رقم رکھیں۔

۲......کچھ رقم خیرات کریں۔

۳......کچھ رقم ممبرز میں تقسیم کریں۔

۴......اور اگر چاہیں، تو کچھ رقم واپس فنڈ میں ڈال دیں۔ وغیرہ

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ وقف فنڈ میں رقم جمع ہونے کے بعد وہ ممبر کو واپس نہیں ملے گی، کیونکہ وقف فنڈ اس کا مالک ہوگیا، خواہ ممبر خود پالیسی ختم کرے یا کمپنی ختم کرے، البتہ اس کو فوائد میں سے کچھ دینے کی گنجائش ہے۔

البتہ بعض اوقات Free Look Period کی بنیاد پر ممبر اپنی ممبر شپ واپس لیتا ہے، اس صورت میں اس کو PIA میں موجود اس کی رقم واپس مل جاتی ہے۔

مجموعی صورتحال کو سمجھنے کے لئے جدول ملاحظہ فرمائیں:
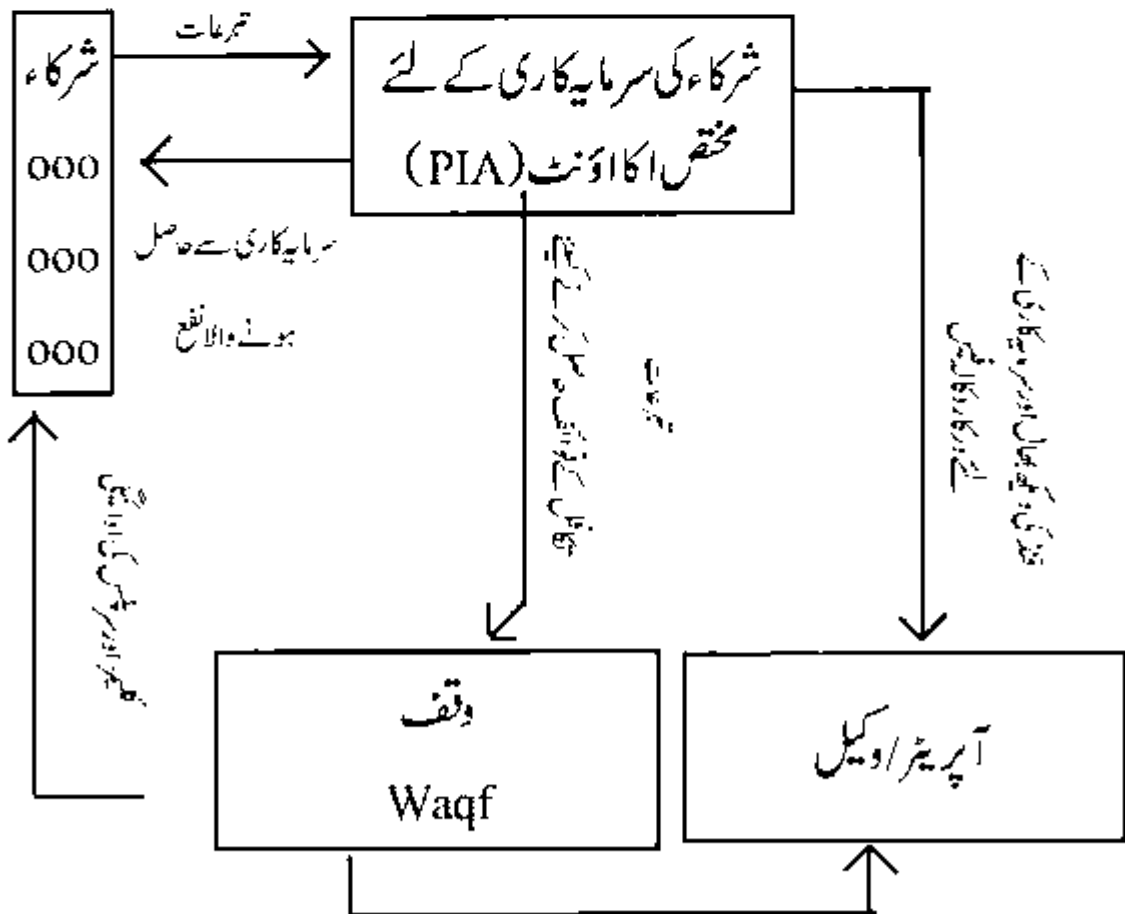
وقف نامہ (Waqf Deed)

لائف اور جنرل دونوں قسم کے تکافل میں ایک وقف نامہ ہوتا ہے، جو مختلف عام شرائط (General Conditions) پر مشتمل ہوتا ہے، ہر پالیسی یا پلان کے ساتھ اس کو منسلک کرنا ضروری ہے۔

وقف نامہ کے علاوہ مختلف فارمز

اپلیکیشن فارم	1……Application Form
ایکسپٹینس فارم	2……Acceptance Form
پروپوزل فارم	3……Proposal Form

پی ایم ڈی 4……PMD: Participant Membership Documents بھی بنیادی دستاویزات ہیں۔

نتیجہ

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ فیصلہ کرنا نہایت آسان ہوگیا کہ تکافل کیوں شرعی طریقہ ہے، اور کیوں جائز ہے، اور اس میں وہ خرابیاں نہیں رہیں، جو مروجہ انشورنس میں تھیں، یعنی سود، قمار اور غرر، وہ اس طرح کہ جب تکافل عقودِ معاوضات میں سے نہیں، بلکہ عقودِ تبرعات میں سے ہے، تو اس میں سود کا تصور خود بخود ختم ہوگیا، کیونکہ اب اس معاملہ پر سود کی تعریف صادق نہیں آتی، کیونکہ سود یا قرض میں ہوتا ہے، یا بیع میں اور تکافل کا طریقہ نہ قرض ہے، نہ بیع، لہٰذا سود کا عنصر خود بخود نکل گیا اور چونکہ یہ عقدِ تبرع ہے، اس لئے اگر اس میں غرر موجود ہو، تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ غرر عقدِ معاوضہ میں شرعاً مضر ہے، عقدِ تبرع میں مضر نہیں۔

***

تکافل اور انشورنس میں بنیادی فرق

۱...... تکافل محض عقدِ تبرع ہے۔ جبکہ مروّجہ انشورنس عقدِ معاوضہ ہے، اور دونوں کے احکام بالکل الگ الگ ہیں، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

۲...... تکافل میں فائض میں سے ممبرز کو بھی حصہ مل سکتا ہے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، جبکہ انشورنس میں سارا فائض کمپنی کا ہوتا ہے۔

۳...... تکافل میں دی جانے والی رقم فنڈ کی ملکیت میں جاتی ہے، کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔ جبکہ انشورنس میں اس رقم کی مالک کمپنی ہوتی ہے۔

۴...... تکافل میں ان جمع شدہ رقوم پر حاصل شدہ نفع فنڈ میں جاتا ہے، کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔ جبکہ انشورنس میں اس نفع کی مالک بھی کمپنی ہوتی ہے۔

۵...... تکافل کا اصل مقصد تعاون علی البر والتقوی ہے، کوئی کاروبار نہیں، اس لئے تکافل کے کاغذات میں ایسے الفاظ سے گریز کرنا چاہئے، جن سے معاوضہ یا کاروبار کا تأثر ملتا ہو، جیسے کہ بزنس یا کنٹریکٹ وغیرہ کے الفاظ۔ جبکہ انشورنس کا اصل مقصد تجارت اور کاروبار ہے۔

۶...... تکافل میں کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے۔ جبکہ انشورنس میں کمپنی اصیل اور مالک ہے۔

۷...... تکافل کی باقاعدہ شرعی نگرانی ہوتی ہے، اور اس میں یہ تاکید کی جاتی ہے، کہ فنڈ کو صرف ان معاملات میں لگایا جائے، جو شریعت کے مطابق ہوں، فنڈ کو ناجائز کاروبار میں ہرگز لگانا جائز نہیں۔ چنانچہ تکافل رولز ۲۰۰۵ء کی رُو سے ہر کمپنی کیلئے شرعیہ بورڈ ضروری ہے، جس میں کم سے کم تین ممبرز ہوں۔

جبکہ انشورنس میں اس طرح کی کوئی نگرانی نہیں اور نہ ہی اس طرح کی کوئی پابندی ہے، جہاں فائدہ نظر آئے، وہاں سرمایہ کاری ہوتی ہے، اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کاروبار شرعاً جائز اور حلال بھی ہے یا نہیں۔

چند اہم تعریفات اور تکافل رولز

تعریفات

Contribution:	وہ چندہ جو ممبر وقف فنڈ میں جمع کراتا ہے
Deficit:	یہ اس کمی کو کہتے ہیں، جو تکافل رولز ۲۰۰۵ء اور وقف نامہ میں ذکر کردہ ادائیگیوں کے بعد فنڈ میں واقع ہوتی ہے۔
Member:	جو شخص پروپوزل فارم فل کرے۔
Operator:	کمپنی کو کہتے ہیں، جو فنڈ کو بطور وکیل چلاتی ہے۔
Participant:	کوئی فرد یا ادارہ جو فنڈ کی رکنیت کے لئے درخواست دے۔
Participant Membership Document :PMD	وہ کاغذات یا ڈاکومنٹس جو ممبر کے حقوق اور واجبات وفرائض کو بیان کریں۔
Subscriber:	ممبر کو کہتے ہیں۔
Trustee:	متولی کو کہتے ہیں، اس سے مراد کمپنی ہے، جو خود واقف ہے۔
Benefits:	وقف رولز کے مطابق ممبرز کو جو کوریج ملتا ہے۔

Age:	وہ فرد جو تکافل پالیسی حاصل کرنا چاہتا ہے، اس وقت اس کی عمر کیا ہوگی اور وہ آج کل کے قانون کے اعتبار سے کم سے کم اٹھارہ سال ہونا ضروری ہے۔
Beneficiary:	یہ وہ شخص ہے، جس کو ممبر نامزد کرتا ہے، تاکہ اس کے مرنے کی صورت میں فوائد حاصل کرے۔
Death Benefits:	وہ رقم جو ممبر کی موت کی صورت میں اس کو وقف فنڈ سے ملتی ہے۔
Takaful Contribution:	وہ چندہ جو پی ٹی ایف میں جاتا ہے، یہ ممبر کی ملکیت نہیں ہوتا۔
Investment Contribution:	وہ رقم جو پی آئی اے میں جمع ہوتی ہے اور یہ ممبر کی ملکیت ہوتی ہے۔
Surrender Value:	سارے یونٹس کے صافی اثاثہ جات کی مالیت جو اثاثے انوسٹمنٹ اکاونٹ میں جمع ہوں، یہ تکافل چھوڑنے کی صورت میں ممبر کو ملتے ہیں، اور کچھ ایکچوری کی بنیاد پر فنڈ سے بھی ملتے ہیں۔
Wakala Fee:	اس طے شدہ اجرت کو کہتے ہیں، جو آپریٹر کو فنڈ مینج کرنے کے بدلہ میں ملتی ہے۔

تکافل سسٹم میں اور بھی بہت سی اصطلاحات ہیں، جو متعلقہ کاغذات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

چند اہم تکافل رولز اور نکات

PTF کے اہم مقاصد

پی ٹی ایف درج ذیل مقاصد کے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے۔

۱...... جو مالی تعاون ممبر کو قواعد کے مطابق ملتا ہے اس کو بڑھانا۔

۲...... وقف رولز کے مطابق ممبرز کو صحیح طریقہ سے فوائد (Benefits) بہم پہنچانا۔

۳...... ممبرز کے علاوہ دوسرے خیراتی کاموں میں عطیات (Donations) فراہم کرنا وغیرہ۔

اصل وقف رقم (Ceding Amount)

یہ رقم وقف سمجھی جائے گی اور یہ شرعی طریقوں کے مطابق ہونے والی سرمایہ کاری (Investment) میں ہمیشہ لگی رہے گی، یہ رقم کبھی خرچ نہیں ہوگی، اس سے حاصل ہونے والا نفع فنڈ کی ملکیت میں جائے گا۔

وقف فنڈ PTF کے وظائف (Functions)

۱...... فنڈ، چندے، عطیات، ہبات وغیرہ ممبرز اور غیر ممبرز سے وصول کرے گا۔

۲...... کمپنی، فنڈ اور اس کے اثاثہ جات کو شرعی اصول کے مطابق مینج (Manage) کریگی۔

۳...... اس فنڈ کو شرعی طریقۂ تمویل (Financing) میں لگایا جائے گا، خواہ وہ طویل المیعاد ہو (Long Term)، یا قصیر المیعاد (Short Term) ہو، لیکن شرعیہ بورڈ کی منظوری بہر حال ضروری ہوگی۔

وقف فنڈ (PTF) کے اثاثے

وقف رقم

چندے (Contribution & Donation) وعطیات وہبات آمدنی (Profit) جو فنڈ سے سرمایہ کاری کے نتیجہ میں حاصل ہو۔

اہلیت واستحقاق (Eligibility)

تمام وہ لوگ جنہوں نے قواعد (Rules) کے مطابق فنڈ کی ممبر شپ حاصل کی ہے، وہ فنڈ سے مستفید ہونے کے اہل ہیں۔

آپریٹر کی ذمہ داریاں (Obligations)

آپریٹر درج ذیل قسم کی ذمہ داریاں اٹھائے گا:

۱......ممبرز سے چندہ وصول کریگا۔

۲......ان چندوں کو ممبرز کے مفاد کے لئے استعمال کریگا۔

۳......فنڈ کو منیج اور اس میں شریعت کے مطابق سرمایہ کاری کریگا۔

۴......نئے منصوبوں اور پلانوں کو متعارف کرائے گا، اور شریعہ بورڈ سے ان کی منظوری لے گا، نیز یہ پلانز وقف رولز کے مطابق ہوں گے۔

۵......ایکچوریل اصول کی بنیاد پر چندوں کی مقدار مقرر کرے گا، تاکہ کچھ رقم رسک فنڈ میں چلی جائے، اور کچھ رقم سرمایہ کاری والے فنڈ میں چلی جائے۔ کیونکہ پی ٹی ایف اور پی آئی اے میں جانے والا حصہ ایکچوریل اصول کی بنیاد ہی پر متعین کیا جائے گا۔

۶......ایکچوریل اصول کے مطابق ممبرز کے فوائد (Benefits) کو متعین کرے گا۔

۷......آپریٹر اس بات پر راضی ہے کہ وہ فنڈ کو آپریٹ کرے گا اور اس پر وکالہ فیس وصول کرے گا، جو شریعہ بورڈ کے مشورے سے طے کی جائے گی، نیز آپریٹر فنڈ کو سرمایہ

کاری میں لگائے گا اور اس پر بطور مضارب طے شدہ نفع حاصل کرے گا۔

۸......فنڈ میں کمی (Deficit) کی صورت میں آپریٹر فنڈ کو قرض حسنہ دے گا، لیکن قرض دینے کی وجہ سے وکالہ فیس میں اضافہ نہیں ہوگا، ورنہ یہ ربا میں داخل ہو جائے گا، جو حرام ہے۔

۹......فنڈ کے اخراجات مثلاً مارکیٹنگ وغیرہ آپریٹر کے ذمہ ہوں گے۔

آپریٹر کے حقوق

۱......آپریٹر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ''وکالہ فیس'' وصول کرے۔

۲......مذکورہ فیس چندوں سے لی جائے گی، جس کی تعیین میں شریعہ بورڈ سے مشاورت ضروری ہوگی۔

۳......آپریٹر چونکہ مضارب بھی ہے، اس لئے وہ مضاربہ کے نفع میں سے متعین حصہ وصول کرے گا۔

۴......ان کے علاوہ بھی دیگر حقوق جو شریعت کے مطابق بنتے ہوں، وہ آپریٹر کو لینے کا حق حاصل ہوگا۔

فنڈ کی تحلیل (Dissolution-Winding Up)

اگر فنڈ تحلیل ہو گیا، تو تمام کلیمز (Claims) ادا (Pay) کرنے کے بعد سرپلس، چندے اور واجب الوصول رقوم خیراتی مقاصد میں خرچ ہونگی، جس میں شریعہ بورڈ سے مشاورت ضروری ہوگی۔ جہاں تک وقف رقم ہے، تو وہ ایسے مقصد میں دی جائے گی، جو ختم ہونے والا نہ ہو۔

شیئر ہولڈرز ان رقوم میں سے کسی قسم کی رقم کے مستحق نہیں ہوں گے۔

تحلیل کے وقت آپریٹر متعلقہ اخراجات وصول کرسکتا ہے۔

فنڈ (PTF) کی آمدنی اور اخراجات (Income, Expenses)

آمدنی (Income)

۱......شرکاء تکافل سے وصول شدہ زرِ تعاون
۲......ری تکافل آپریٹرز سے حاصل شدہ کلیمز
۳......فنڈز کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ نفع
۴......پول کے فنڈ میں خسارے (Deficit) کی صورت میں وکیل سے حاصل شدہ قرضِ حسنہ
۵......اس فنڈ میں دیا جانے والا کوئی بھی عطیہ
۶......ری تکافل آپریٹرز سے حاصل شدہ کمیشن
۷......ری تکافل آپریٹرز سے حاصل شدہ سرپلس (اگر کوئی ہو)
۸......تباہ شدہ گاڑی یا گھر وغیرہ کا ملبہ (Salvage)

اخراجات (Expenses)

۱......شرکاء تکافل کے کلیمز کی ادائیگی
۲......ری تکافل کے اخراجات
۳......تکافل آپریٹر کی فیس
۴......فنڈ کی سرمایہ کاری کے نتیجے میں تکافل آپریٹر کا نفع میں حصہ
۵......سرپلس کا وہ حصہ جو ممبرز میں تقسیم کیا جاتا ہے
۶۔ قرضِ حسنہ کی واپسی
۷......عطیات / خیرات کی مد میں ادا کی گئی رقم

ری تکافل

تکافل کے رولز اور ضوابط وقواعد کے تحت آپریٹر ری تکافل کی سہولت حاصل

کرے گا، جو کہ قانوناً ضروری ہے، جس سے رسک شیئر ہو جائے گا۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

انوسٹمنٹس (Investments)

۱...... آپریٹر فنڈ کی ساری رقوم کو انوسٹ کرے گا اور حاصل شدہ نفع فنڈ میں جمع کرائے گا۔

۲...... آپریٹر سرمایہ کاری سے پہلے یہ اطمینان حاصل کرے گا کہ جہاں وہ سرمایہ کاری کرتا ہے، وہ شریعت کے مطابق ہے، مثلاً:

* شریعت کے مطابق سرکاری تمسکات (Securities) میں
* غیر منقولہ جائداد میں
* جوائنٹ اسٹاک کمپنیز میں
* میوچل فنڈز میں
* زائد رقم کو اسلامی بینکوں اور اسلامی اداروں میں رکھوانا (Placement)

۳...... یہ بھی جائز ہے کہ فنڈ کے ساتھ شیئر ہولڈرز کا سرمایہ بھی انوسٹ ہو، اس صورت میں شیئر ہولڈر کو نفع میں سے متعین حصہ ملے گا۔

کمپنی/ آپریٹر کی آمدنی

کمپنی کو درج ذیل طریقوں سے نفع ملتا ہے:

(۱)...... بطورِ وکیل وکالہ فیس۔

(۲)...... بطورِ مضارب مضاربہ شیئر۔

(۳)...... اگر ایکویٹی شامل ہو، تو مشارکہ شیئر۔

شریعہ بورڈ

۱...... آپریٹر ایک شریعہ بورڈ کا تقرر کرے گا، جس میں کم از کم تین علماء کرام ہوں

گے جو شرعی مآخذ، فقہ اور خاص طور پر جدید معاشی مسائل پر نظر رکھتے ہوں۔

۲.....شریعہ بورڈ کی ذمہ داری میں پروڈکٹس کی منظوری، شرعی اصول کے مطابق ان کو چیک (Audit) کرنا اور ری ویو (Review) کرنا، اسی طرح تمام آپریشنز اور عملیات کی نگرانی (Supervision) کرنا شامل ہیں۔

۳.....شریعہ بورڈ کسی خودمختار اور آزاد فرم یا ادارہ سے سالانہ آڈٹ کرائے گا۔ آڈٹنگ کا خرچہ آپریٹر کے ذمہ ہوگا۔

۴.....آپریٹر ایک شریعہ ایڈوائزر کا تقرر کرے گا تاکہ اس سے وقتاً فوقتاً شرعی اُمور میں مشاورت ہو۔

احتیاطیات (Reserves)

قانوناً درج ذیل احتیاطیات رکھنا ضروری ہیں:

۱.....ایکچوریل ریزرو

۲.....آؤٹ اسٹینڈنگ کلیمز ریزرو

۳.....ڈیفیشنسی ریزرو

۴.....کانٹیجنسی ریزرو

۵.....قرض حسنہ ریزرو وغیرہ

قانون سازی کا اختیار

آپریٹر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ شریعہ بورڈ کے مشورہ سے وقف ڈیڈ کے موافق نئے قوانین وضع کرے۔

تشریح (Interpretations)

وقف ڈیڈ کو پاکستانی قانون کے مطابق چلایا جائے گا، اگر کسی دفعہ کی تشریح میں فریقین کے درمیان اختلاف ہو، تو کراچی کی عدالت کے جج کی تشریح و توضیح معتبر ہوگی۔

ری تکافل (Re-Takaful)

ہرانشورنس کمپنی اپنے خطرات کا کچھ حصہ دوسری انشورنس کمپنی کے پاس انشور کرواتی ہے، مثلاً اسی فیصد اپنے ذمہ رکھ کر بیس فیصد حصہ کا انشورنس دوسری کمپنی کے پاس کرواتی ہے، اس کے نتیجہ میں کسی پالیسی ہولڈر کو خطرہ پیش آنے کی صورت میں اس کو ادا کی جانے والی رقم کا اسی فیصد حصہ انشورنس کمپنی خود برداشت کرتی ہے اور بیس فیصد حصہ ری انشورنس کمپنی برداشت کرتی ہے، پریمیم کی مقدار مناسب رکھنے اور خطرات کو پھیلا کر نقصان کی تلافی کو یقینی بنانے کے لئے ری انشورنس انشورنس کا جزو لازم سمجھا جاتا ہے اور قانوناً بھی یہ لازم ہے، اس کے بغیر لائسنس جاری نہیں ہوتا۔

تکافل کمپنی بھی اس ضرورت اور قانون سے بالاتر نہیں ہے، البتہ تکافل کمپنی ری تکافل کا عقد بھی انہی بنیادوں پر کرے گی، جن پر اس نے خود اپنے ممبرز کے لئے تکافل کو منظم کیا ہے، اس طرح ایک تکافل کمپنی ری تکافل کروانے کی صورت میں گویا اپنے پاس جمع ہونے والے فنڈ کو ایک دوسرے تکافل کا حصہ بنائے گی، اور یوں دو تکافل وجود میں آئیں گے:

۱......ایک افراد کے درمیان تکافل

۲......دوسرا تکافل کمپنی اور ری تکافل کمپنی کے درمیان

"Re Takaful is a takaful for Takaful Company

ترجمہ:- ''ری تکافل تکافل کمپنی کا تکافل ہے، جس میں تکافل کمپنی کی حیثیت ممبر (Participant) کی ہے۔''

یعنی ری تکافل حقیقت میں تکافل سیڈنگ کمپنی (Ceding Company) کا تکافل ہے۔

یادرکھنا چاہئے کہ سیڈنگ کمپنی (Ceding Company) اس انشورنس یا

تکافل کمپنی کو کہتے ہیں، جس نے کلی یا جزوی طور پر رسک دوسری کمپنی کو منتقل کر دیا ہو۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ:

جو اصول تکافل کے لئے درکار ہیں، اور تکافل کو چلاتے ہیں، وہی اصول ری تکافل کو بھی چلاتے ہیں۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

Retakaful does not , in principle , differ from Takaful operations.The Shariah principles applying to Takaful apply to Re takaful operetions as well.

ترجمہ:۔" تکافل اور ری تکافل کے اصول میں فرق نہیں ہے، جس طرح شرعی اصول وضوابط تکافل پر لاگو ہوتے ہیں، اسی طرح ری تکافل پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔"

اس وقت دنیا میں تکافل کمپنیاں کافی ساری ہیں، لیکن ان کی نسبت ری تکافل کمپنیاں بہت کم ہیں۔

ری تکافل کے مقاصد اور وظائف (Objectives / Functions)

۱......ری تکافل کمپنی کا مقصد تکافل فنڈ کے ساتھ رسک کو شیئر کرنا ہے، تاکہ رسک شیئر ہو جائے اور نقصان کی صورت میں کوئی ایسی صورتحال پیدا نہ ہو، جس میں تکافل فنڈ دیوالیہ ہو جائے، اور تکافل ممبرز کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے۔

۲......ری تکافل کا ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ مجموعی رقم کو انوسٹ کر کے انوسٹمنٹ کا دائرہ بڑھائے، اور سرپلس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔

۳......ری تکافل کمپنی انڈر رائیٹنگ فلیکسبلٹی (Underwriting Flexiblility) یعنی رسک کو قبول کرنے کی لچک اور سہولت مہیا کرتی ہے اور تکافل کمپنی کو مالی سہارا دیتی ہے، تاکہ وہ مستحکم (Stable) ہو، اور مارکیٹ میں مروجہ کمپنیوں کے ساتھ مقابلہ (Compete) کر سکے۔

۴......ری تکافل کمپنی یہ بھی کر سکتی ہے کہ کمی (Deficit) کی صورت میں ری تکافل شیئر ہولڈرز فنڈ سے تکافل کو قرض حسنہ دے، تاکہ وہ اس سے اپنے مقاصد اور ضروریات پوری کر سکے۔

ری تکافل کمپنیوں کا ارتقاء (Revolution)

۱......۱۹۷۹ء کو سوڈان میں نیشنل ری انشورنس کے نام سے قائم ہوئی۔

۲......۱۹۸۳ء کو سوڈان ہی میں شیخان تکافل کمپنی کے نام سے ایک کمپنی قائم ہوئی۔

۳......۱۹۸۳ء کو دمام میں سعودی اسلامک تکافل اینڈ ری تکافل کمپنی قائم ہوئی۔

۴......۱۹۸۵ء کو بحرین/سعودی عرب میں اسلامک انشورنس اور ری انشورنس کمپنی قائم ہوئی۔

۵......۱۹۸۵ء کو تنزانیا میں بی ای ایس ٹی ری کے نام سے کمپنی قائم ہوئی۔

۶......۱۹۹۷ء کو ملیشیا میں اسین ری تکافل انٹرنیشنل کے نام سے کمپنی قائم ہوئی۔

۷......۲۰۰۵ء کو دبئی میں تکافل ری کے نام سے کمپنی قائم ہوئی۔

۸......۲۰۰۶ء کو لندن میں ری تکافل سنڈیکیٹ کے نام سے کمپنی قائم ہوئی۔

۹......Swiss Re

۱۰......Munich Re

***

تکافل نظام اور کمپنیوں سے متعلق چند اہم سوالات اور اُن کے جوابات

سوال..... باقاعدہ تکافل رولز کب بنے؟

جواب..... پاکستان میں باقاعدہ تکافل رولز ۲۰۰۵ءکو تشکیل پائے (منسٹری آف دی کامرس کے تحت)۔

سوال..... تکافل کی کاروائی چونکہ دنیا کے کسی بھی ملک کے قانون میں ایک کمپنی قائم کیے بغیر ممکن نہیں، اس لئے کچھ لوگوں کو ابتدائی سرمایہ لگا کر ایک کمپنی قائم کرنی پڑتی ہے، ان لوگوں کو شیئر ہولڈرز کہا جاتا ہے، چونکہ مروجہ انشورنس کمپنیوں کی طرح یہ لوگ نقصانات کی تلافی سے بچی ہوئی رقم کے حقدار نہیں ہوتے، البتہ ان کو تکافل فنڈ سے فنڈ کے انتظام وانصرام کی اجرت ادا کی جاتی ہے، کیا کمپنی کے بانیوں کو یہ ادائیگی جائز ہے؟ اگر جائز ہے، تو اس میں کیا تفصیل ہے؟

جواب..... اس کو وکالہ فیس کہتے ہیں، کیونکہ کمپنی یا آپریٹر فنڈ کے لئے بطور وکیل کام کرتا ہے، اور فنڈ کو منظم کرتا ہے، لہٰذا اس کو اگر اس پر طے شدہ اُجرت مل جائے، تو شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، تاہم اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اجرت معلوم ہو، اجرت مثل سے زیادہ نہ ہو، یعنی بازاری عرف کے مطابق ہو، شریعہ بورڈ کی مشاورت اور اجازت سے ہو، تاکہ اجرت کے نام سے کمپنی حق الخدمت سے زیادہ رقم وصول نہ کرے اور اس کو ناجائز منافع کمانے کا ذریعہ اور حیلہ نہ بنائے۔

نیز اگر آپریٹر نے فنڈ کو قرض حسنہ دیا ہو، تو اس کی وجہ سے ''وکالہ فیس'' میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہو، ورنہ یہ سودی معاملہ بن جائے گا۔

سوال..... اگرچہ تکافل فنڈ تبرع کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے لیکن اس فنڈ سے خود

متبرع بھی نقصان کی صورت میں مستفید ہوتا ہے، بلکہ تکافل فنڈ میں لوگوں کے نقصانات کی تلافی ان کے دیئے ہوئے ''تبرع'' کی مقدار کی بنیاد پر ہوتی ہے، یعنی جس کا جتنا زیادہ تبرع ہوگا، وہ اتنے ہی بڑے نقصان کی تلافی اس فنڈ سے کراسکے گا، دوسرے الفاظ میں تبرع کی رقم کا تعین اس چیز کی قیمت کے لحاظ سے ہوتا ہے جس کے نقصان کی تلافی چاہتا ہو۔

چنانچہ اگر کوئی شخص سوزوکی کار کے نقصان کی تلافی کا خواہشمند ہو تو اسے کم تبرع کرنا پڑے گا، اور اگر مرسڈیز کار کے نقصان کی تلافی کا خواہشمند ہو تو اسے زیادہ تبرع کرنا پڑے گا، سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت میں جبکہ متبرع اس نقطہ نظر سے اور اس بنیاد پر رقم کی مقدار کا تعین کررہا ہے کہ اُسے کس نقصان کی تلافی مقصود ہے تو کیا ایسی صورت میں واقعتہً یہ تبرع رہے گا؟ یا یہ بھی عقد معاوضہ میں داخل ہو جائے گا؟

شرق اوسط کے جن حضرات نے اس کو تبرع قرار دے کر اسکی اجازت دی ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ وہ رقمیں جو کوئی شخص دیتا ہے وہ تکافل فنڈ کا حصہ بن جاتی ہیں، اس تکافل فنڈ کے قواعد وضوابط خود اس فنڈ کے قائم کرنے والوں نے جن میں ہر متبرع داخل ہے، یہ مقرر کیے ہیں کہ جس شخص نے جتنا چندہ دیا ہوگا، اسی حساب سے وہ اس فنڈ سے اپنے نقصانات کی تلافی کراسکے گا، اور جو فنڈ باہمی تعاون اور تبرع کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہو اس کے قواعد وضوابط فنڈ کے تمام شرکاء باہمی رضامندی سے مقرر کرسکتے ہیں، لہٰذا اگر یہ قاعدہ مقرر کرلیا گیا ہے کہ لوگوں کے نقصانات کی تلافی ان کے تبرعات کی مقدار کے حساب سے کی جائے گی تو اس فنڈ کے تبرع پر مبنی ہونے پر کوئی فرق واقع نہیں ہوگا، سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً یہ نقطہ نظر درست ہے؟

جواب..... مذکورہ اشکال تبرع کی صورت میں ہوسکتا ہے اور تبرع کے تصور کو ہم نے گزشتہ صفحات میں مسترد کردیا ہے، اس لئے کہ اس میں اسی قسم کی دشواریاں اور مسائل ہیں، لیکن چونکہ ہمارے نزدیک تکافل کی اساس محض تبرع نہیں، بلکہ وقف ہے، جس میں

گنجائش زیادہ ہے، لہٰذا اس میں مذکورہ قسم کی شرائط لگائی جاسکتی ہیں اوران شرائط کے باوجود وقف پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اور مذکورہ معاملہ وقف کی بنیاد پر عقدِ تبرع ہی رہے گا، عقدِ معاوضہ میں داخل نہیں ہوگا۔

سوال..... مروجہ انشورنس کمپنیاں نقصان کے خطرے کے پیشِ نظر ''ری انشورنس'' کمپنیوں سے "اعادة التأمين" کراتی ہیں، "شركات التكافل" کو بھی یہ خطرہ درپیش رہتا ہے کہ تکافل فنڈ کی رقم نقصانات کی تلافی کے لئے ناکافی ہوجائے۔ اگرچہ ایک دومقامات پر مسلمانوں نے "اعادة التكافل" کی کمپنیاں بھی قائم کی ہیں مگران کی صلاحیت بہت محدود ہے، اس لئے عرب کے علماء نے ان کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ جب تک شرعی بنیادوں پر "إعادة التكافل" کا نظام مستحکم نہ ہو، اس وقت تک وہ بدرجہ مجبوری مروجہ ''ری انشورنس'' کمپنیوں سے "إعادة التأمين" کراسکتی ہیں، ان حضرات کا مؤقف یہ ہے کہ تامین کی حرمت ربا اور قمار کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ ''عقدِ غرر'' ہے، چونکہ انشورنس کمپنی نقصان کی صورت میں نقصانات کی تلافی محض پیسے دینے کی شکل میں نہیں کرتی جس سے "مبادلة النقود بالنقود" لازم آئے بلکہ وہ نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لیتی ہے، مثلاً کار تباہ ہوئی تو اس کی جگہ دوسری کار فراہم کرنا، مکان تباہ ہوا تو اس کی جگہ دوسرا مکان تیار کرنا وغیرہ۔ لہٰذا یہ عقد ربا یا قمار نہیں بلکہ غرر ہے اور ''غرر'' کو حاجتِ عامہ کی بنا پر گوارا کیا جاسکتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا یہ مؤقف درست ہے؟ اور اگر نہیں تو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟

جواب..... ری انشورنس میں انشورنس کی ان صورتوں کی طرح جہاں پورے پریمیم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو، وہاں غرر کے علاوہ قمار بھی ہے اور جہاں پریمیم ڈوبنے کا ڈر نہ ہو، وہاں غرر ہونا تو بہرحال طے ہے اور غرر کو شریعت نے حاجت عامہ ہی کی بنیاد پر ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا محض حاجت عامہ کے پیش نظر اس کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

خلاصہ یہ کہ تکافل کمپنیوں کے لئے مروجہ ری انشورنس سے انشورنس کی سہولت

لینا جائز نہیں، بلکہ کسی ری تکافل کمپنی کو اختیار کریں، گو اس کی تعداد فی الحال کم ہے، نیز ری تکافل کمپنیاں زیادہ تر تبرع پر مبنی (Based) ہیں، وقف پر نہیں، تاہم فی الحال بدرجہ مجبوری اس کو برداشت کیا جا سکتا ہے، کیونکہ تبرع بیسڈ (Taburru Based) تکافل کے جواز کی بڑی تعداد علماء میں سے قائل ہے اور بہت سے اسلامی ممالک میں یہی ماڈل زیرِ عمل ہے۔

سوال..... کیا تکافل آپریٹر یا ری تکافل آپریٹر کے لئے حسنِ کارکردگی کی بنیاد پر کچھ انعام لینا جائز ہے، جسے آج کل "Performance Based Incentive" کہتے ہیں۔

جواب..... فی نفسہ اس کی گنجائش ہے، تاہم تکافل بہت ہی نازک اسکیم ہے، اس میں اس کی گنجائش نہیں دی جا سکتی، کیونکہ اس سے آپریٹر کے لئے ناجائز طریقہ سے مال خورد برد کرنے کا موقع ہاتھ آجائے گا، اور وہ اس میں شرعی حدود کا خیال نہیں رکھے گا، اس لئے ہمارے یہاں شریعہ بورڈ اس کی اجازت نہیں دیتی۔

سوال..... کیا ہم تکافل کو بزنس کہہ سکتے ہیں؟

جواب..... ممبرز کے لحاظ سے تو یہ بزنس نہیں، البتہ فنڈ اور آپریٹر کے لحاظ سے اس کو بزنس کہنا درست ہے، کیونکہ اس میں مضاربہ یا وکالہ بالاجرۃ کا عنصر پایا جاتا ہے۔

سوال..... ممبر اور PTF کے درمیان کیا تعلق ہے

جواب..... ممبر موقوف علیہ ہے اور PTF وقف ہے۔

سوال..... ممبر اور PIA کے درمیان کیا تعلق ہے؟

جواب..... ممبر مالک ہے اور فنڈ مملوک۔

سوال..... ممبر اور کمپنی کے درمیان کیا تعلق ہے؟

جواب..... PTF میں دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں، PIA میں کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے اور ممبر کی حیثیت مؤکل کی ہے۔

سوال......PTF اور کمپنی میں کیا تعلق ہے؟

جواب......فنڈ رب المال ہے اور کمپنی مضارب، نیز فنڈ مؤکل ہے اور کمپنی وکیل۔

سوال......PIA اور کمپنی کے درمیان کیا تعلق ہے؟

جواب......دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں۔

سوال......ممبرز کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب......کوئی خاص تعلق نہیں

سوال......کیا ری تکافل کی جگہ تکافل کمپنی ری انشورنس کو اختیار کر سکتی ہے؟

جواب......نہیں، شریعہ بورڈ اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سوال......ہمارے ہاں زیادہ تر تکافل کمپنیاں وقف ماڈل ہیں، ری تکافل کمپنیاں مثلاً سوس ری وغیرہ فی الحال اس بنیاد پر قائم نہیں، تو کیا ان ری تکافل کمپنیوں کی پالیسی لینے کی گنجائش ہے؟

جواب......جی ہاں، کیونکہ قانونی مجبوری ہے۔

سوال......تبرع، ہبہ اور وقف میں کیا فرق ہے؟

جواب......تبرع عام ہے، ہبہ اور وقف دونوں کو شامل ہے، بلکہ ہبہ اور وقف کے علاوہ بھی چیزیں اس میں شامل ہیں، مثلاً وصیت، لیکن ہبہ اور وقف خاص ہیں، جن کے اپنے رولز اور شرائط ہیں، جن کی تفصیل گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکی۔

سوال......کیا تکافل کمپنی کو-انشورنس (Co-Insurance) کر سکتی ہے؟

جواب......جی ہاں! بشرطیکہ اس ترتیب (Arrangement) میں تکافل کمپنی کی حیثیت تابع (Follower) کی ہو نہ کہ لیڈر کی۔

سوال......کیا آپریٹر کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ اس ممبر کی آمدنی حلال کی ہے؟

جواب......نہیں!

سوال......اگر کسی بھی طریقہ سے آپریٹر کو معلوم ہو جائے کہ اس ممبر کی آمدنی ساری یا غالب حرام کی ہے، تو اس کو ممبر بنانا جائز ہے؟

جواب......نہیں!

سوال......وہ کون سے الفاظ ہیں جن کو تکافل کی دستاویزات میں استعمال کرنا منع ہے؟

جواب......ہر وہ لفظ جو عقدِ معاوضہ پر دلالت کرے یا اس کی طرف اشارہ کرے یا اس سے مروجہ بیمہ کی طرف اشارہ ہو، اس کا استعمال منع ہے، مثلاً:

Sale ,Contract, Agreement , Purchase, Own, ، Insured, Assured,Price وغیرہ

سوال......ممبر اگر فنڈ کو چندہ نہ دے تو اس سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب...... جی ہاں! کیونکہ التزام (Undertaking) کے نتیجے میں اس پر ادائیگی ضروری ہے، لیکن اگر وہ مزید چندہ نہیں دیتا تو اس کی ممبر شپ ختم کی جاسکتی ہے۔

سوال......کمپنی اگر باوجود مطلوبہ استحقاق کے ممبر کو فائدہ (Cover) نہ دے تو کیا وہ Claim کر سکتا ہے؟

جواب...... جی ہاں! کیونکہ وہ فنڈ کے بحیثیت ممبر ہونے کے من جملہ ''موقوف علیہم'' میں داخل ہے۔

سوال......کیا سرپلس میں سے شرکاء حصہ لینے کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟

جواب......نہیں! تاہم آپریٹر ان کو سرپلس میں ایک حصہ دے سکتا ہے۔

سوال...... آپ شرکاء کو ملنے والی سہولت کو ''عطاءِ مستقل'' کہتے ہیں، یعنی یہ کہ اس کا شریک کے عطیات سے کوئی تعلق نہیں، تو یہ عطاء مستقل کس طرح ہے؟

الجواب...... ''عطاءِ مستقل'' اس طرح ہے کہ شروع میں واقفینِ فنڈ نے وقف کو مطلق وقف نہیں کیا، بلکہ ان کے نزدیک اس وقف سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھائیں

گے جنہوں نے اس وقف کو چندہ دیکر اس کی رکنیت حاصل کی ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس وقف فنڈ کو چندہ دیکر اس کا رکن بنے گا، وہ گویا کہ موقوف علیہ ہو جائے گا، اب اس کو واقفین کی شرط کے مطابق وقف فنڈ سے فوائدِ مقررہ ملیں گے، ان فوائد کا اس کے چندہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ چونکہ وہ ممبر من جملہ موقوف علیہم میں داخل ہے، اس لئے اس کو ملنے والے فوائد عطاءِ مستقل ہیں۔

سوال..... تکافل نظام میں زیادہ چندہ دینے والے کے لئے زیادہ نقصان کی تلافی اور کم چندہ دینے والے کے لئے کم نقصان کی تلافی کی جاتی ہے، کیا یہ عقدِ معاوضہ نہیں؟ اور کیا ایسی صورت میں سود، قمار اور غرر متوجہ نہیں ہونگے؟

جواب..... زیادہ چندہ دینے والے کے لئے زیادہ نقصان کی تلافی اور کم چندہ دینے والے کیلئے کم نقصان کی تلافی وقف کے قواعد کی وجہ سے ہے، نہ کہ چندہ دہندگان کے کم یا زیادہ چندہ دینے کی وجہ سے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ:

یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں:

۱۔ فنڈ ۲۔ چندہ

شروع میں شیئر ہولڈرز نے کچھ رقم وقف کر کے ایک فنڈ قائم کیا، اس مرحلہ پر یہ وقف الدراھم یا وقف النقود ہے، (جو کہ شرعاً درست ہے، اور اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔) وقف میں وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس فنڈ سے وہ لوگ مستفید ہوں گے جو کہ اس کو چندہ دیکر اس کی رکنیت حاصل کرلیں اور یہ شرط لگانا بھی درست ہے، کیونکہ وقف ایک ایسا عقدِ تبرع ہے جو اس قسم کی شرائط کو قبول کرتا ہے، جس کی تفصیلات کتبِ فقہ میں مذکور ہے، نیز شرطِ واقف کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ فقہاء کرام نے وضاحت فرمائی ہے، بلکہ مشہور قاعدہ ہے کہ:

"شرط الواقف كنص الشارع"

جہاں تک "چندہ" کا تعلق ہے، تو وہ وقف ہے ہی نہیں، بلکہ وہ مملوکِ وقف ہے

،جس میں علی النفس کی بحث نہیں آتی، کیونکہ یہ وقف ہی نہیں جیسا حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے وقف کی بنیاد پر تکافل ماڈل نظام کیلئے لکھے گئے اپنے مقالہ میں درج ذیل الفاظ میں صراحت فرمائی ہے:

"ما یتبرع به المشتركون يخرج من ملكهم و يدخل في الصندوق الوقفي و بما انه ليس وقفا و انما هو مملوك للوقف"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس وقف فنڈ کو چندہ دیکر اس کا رکن بنے گا، وہ گویا کہ موقوف علیہ ہوجائے گا، اب اس کو واقفین کی شرط کے مطابق فنڈ سے فوائد مقررہ ملیں گے، لان شرط الواقف كنص الشارع۔

جس کو حضرت مدظلہم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ:

"ما يحصل عليه المشتركون من التعويضات ليس عوضا عما تبرعوا به ، وانما هو عطاء مستقل من صندوق الوقف لدخولهم في جملة الموقوف عليهم حسب شرائط الوقف۔"

اس تفصیل سے درج ذیل باتیں واضح ہوگئیں:

۱۔ شریکِ فنڈ کو فوائد شریک کی کسی شرط کی وجہ سے نہیں مل رہے ہیں، بلکہ وہ فنڈ کو چندہ دیکر فنڈ کا رکن بن گیا، اب اس کو فوائد واقفین کی شرط کی وجہ سے منجملہ موقوف علیہم میں شامل ہوکر مل رہے ہیں، لہٰذا اس کا "عطا مستقل" ہونا بھی واضح ہوگیا، جس کی وجہ سے یہ تبرع سے خارج نہیں ہوگا، اگرچہ چندہ دیتے وقت اور ممبر بنتے وقت اس کے دل یا ذہن میں اس فنڈ سے استفادہ کی لالچ ہو، یا یہ غرض پیش نظر ہو۔

۲۔ جہاں تک چندہ کم ہونے یا زیادہ ہونے اور اس کی وجہ سے فوائد کا زیادہ ہونا یا کم ہونا ہے، وہ بھی شرطِ واقف اور وقف کے قواعد کی وجہ سے ہے، اور یہ عین انصاف بھی ہے کہ جو کم چندہ دے، وہ کم استفادہ حاصل کرے، اور جو زیادہ چندہ دے، وہ زیادہ

استفادہ کرے، ان تمام باتوں کے باوجود جب یہ فوائد شرطِ واقف پر مبنی ہو گئے، تو اس کی وجہ سے تبرع بشکل وقف کی ماہیت وحقیقت نہیں بدلے گی۔

سوال...... واقفین نے جو رقم وقف کی ہے، اس کا باقی رہنا وقف کے قوانین کی وجہ سے ضروری ہے، جبکہ پیسہ بعینہ باقی رہنا ناممکن ہے؟ تو کیا **وقف النقود** درست ہے؟ بعض حضرات کا مؤقف ہے کہ وقف النقود جائز نہیں ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب...... جاننا چاہئے کہ اشیاء کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ غیر منقولہ، مثلاً زمین ۲۔ منقولہ، مثلاً کتاب وغیرہ

پھر منقولہ کی کئی قسمیں ہیں:

الف: وہ منقولہ شئی جس کا عین انتفاع کے وقت باقی رہتا ہو، مثلاً گھوڑا وغیرہ، کہ اس کی منفعت سواری ہے، چانچہ سواری سے گھوڑے کا عین ہلاک نہیں ہوتا۔

ب: وہ منقولہ شئی کہ انتفاع کے وقت اس کا عین باقی نہ رہے، اور وہ تعیین سے متعین بھی ہوتی ہے، مثلاً گندم، کہ گندم سے انتفاع گندم کو کھائے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور گندم **مما یتعین بالتعیین** کی قبیل سے ہے۔

ج: وہ منقولہ شئی کہ اس سے انتفاع کے وقت اس کا عین باقی نہیں رہتا، اور وہ تعیین سے متعین نہیں ہوتی، مثلاً نقد کہ نقد سے انتفاع اتلافِ عین کے بغیر ممکن نہیں، اور نقود **مما لا تتعین بالتعیین** کی قبیل سے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ:

(۱)...... غیر منقولہ شئی کا وقف بالاتفاق اپنی شرائط ضروریہ کے ساتھ درست ہے، **ولیس فیہ ای کلام الا فی الجزئیات**۔

(۲)...... شئی منقول کا وقف تبعاً ہو، مثلاً زمین کے ساتھ بیل بھی وقف کیا، تو یہ بھی بالاتفاق جائز ہے۔

(۳)...... شئی منقول کا وقف مقصوداً ہو، تو یہ محلِ اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک منقولہ اشیاء کا وقف جائز نہیں، اور جائز نہ ہونے کی علت یہی ہے کہ وقف "تابید" چاہتا ہے، اور منقولہ اشیاء میں تابید نہیں پائی جاتی، خواہ وہ کوئی شئی ہو۔

امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقف المنقول جائز ہے۔ تاہم امام ابو یوسف وغیرہ کے درمیان اختلاف ہوگیا کہ منقولہ اشیاء کا وقف مطلقاً درست ہے، یا اس میں کوئی شرط وتفصیل ہے، چنانچہ:

ایک روایت کے مطابق اختلاف کی نوعیت یہ بیان کی گئی ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے وقف المنقول کو صرف گھوڑے اور اسلحہ کے ساتھ خاص کیا ہے کہ نص کی وجہ سے ان اشیاء کا وقف درست ہے، اگر چہ یہ منقولات میں ہیں، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک ہر شئی منقول کا وقف جائز ہے، جس میں تعامل جاری ہو چکا ہو۔

دوسری روایت کے مطابق اختلاف کی نوعیت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ امام ابو یوسف کے ہاں صرف ان منقولہ اشیاء کا وقف جائز ہے جن میں تعامل چل رہا ہو، جبکہ امام محمدؒ کے ہاں مطلقاً جائز ہے۔

واضح رہے کہ **هدایه، الاسعاف، فتاوی الظهیریه، مجتبٰی عن السیر** وغیرہ کے مطابق صحیح اور مفتٰی بہ قول امام محمدؒ کا ہے، جسے تفصیل کے ساتھ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ردالمحتار میں ذکر کیا ہے، جس میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق منقولہ اشیاء کی تینوں قسمیں آگئیں، چنانچہ گندم وغیرہ کے بارے میں فرمایا کہ گندم کو فروخت کیا جائے، اور اس سے حاصل شدہ رقم کو تجارت میں لگایا جائے، اور تجارت سے حاصل شدہ نفع کو صدقہ کیا جائے، حالانکہ یہاں تو عین بالکل فنا اور ہلاک ہوگیا، اور یہ مما یتعین بالتعیین میں سے ہے، اور قیمت بالکل غیر ہے، یعنی گندم اور قیمت میں "غیریت" ہے، تو دینار ودرہم یعنی نقود جو مما لا تتعین بالتعیین میں سے ہے، اور یہاں پر درہم ودرہم میں "غیریت" بھی نہیں، بطریق اولیٰ درست ہوگا۔

کیا وقف النقود صرف امام زفر یا ان کے شاگرد انصاریؒ کا قول ہے؟

علامہ شامی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات کو اگر مکمل طور پر نقل کیا جائے، اور ان میں غور کیا جائے، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف النقود کا جواز صرف امام زفرؒ یا ان کے شاگرد انصاریؒ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں، بلکہ یہ امام محمدؒ کے اصول کے تحت داخل ہے، تو جیسے دیگر منقولہ اشیاء کے وقف کے وہ قائل ہیں، دراہم و دنانیر کے وقف کے بھی قائل ہیں، کیونکہ یہ بھی منقولہ ہیں، بلکہ بعض منقولات سے مستحکم ہیں، جیسا کہ تفصیل سے ذکر ہو چکا، یہی وجہ ہے کہ صاحب بحرؒ نے کسی اختلاف کے بغیر وقف النقود کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

"وقد افتی مولانا صاحب البحر بجواز وقفها (ای النقود) ولم يحك خلافاً۔"

علامہ شامیؒ نے طویل بحث کے بعد فرمایا:

"وبهذا ظهر صحة ماذكره المصنف من الحاقها (النقود) بالمنقول المتعارف على قول محمد المفتي به وانما خصوها بالنقل عن زفر لانها لم تكن متعارفة اذ ذاك، ولانه هو الذى قال بها ابتداءا، قال فى النهر: ومقتضى ماامر عن محمد عدم جواز ذلك اى وقف الحنطة فى الاقطار المصرية لعدم تعارفه بالكلية، نعم وقف الدراهم والدنانير تعورف فى الديار الرومية۔"

مذکورہ فرق اس وقت ہے کہ امام محمد وقف المنقول میں تعارف وتعامل کی شرط لگاتے ہوں، ورنہ بعض نقول کے مطابق ان کے ہاں وقف المنقول درست ہے، خواہ تعامل ہو، یا نہ ہو۔

علامہ رملیؒ نے اس پر اشکال کیا ہے، کہ نقود کو دیگر منقولہ اشیاء کے ساتھ ملحق کرنا

درست نہیں، کیونکہ نقود سے انتفاع کے وقت اس کا عین باقی نہیں رہتا، جبکہ گھوڑے وغیرہ کا عین باقی رہتا ہے، لہٰذا دونوں میں فرق ہوگیا، چنانچہ علامہ شامیؒ نے "قلت" سے اس اشکال جواب یہی دیا ہے کہ:

قُلْتُ: وَإِنَّ الدَّرَاهِمَ لَا تَتَعَيَّنُ بِالتَّعْيِيْنِ فَهِيَ وَإِنْ كَانَتْ لَا يُنْتَفَعُ بِهَا مَعَ بَقَاءِ عَيْنِهَا لٰكِنْ بَدَلُهَا قَائِمٌ مَقَامَهَا لِعَدَمِ تَعَيُّنِهَا فَكَأَنَّهَا بَاقِيَةٌ الخ

ترجمہ:۔ "بیشک دراہم متعین کرنے سے متعین نہیں ہوتے، اگرچہ ان کے عین کو باقی رکھتے ہوئے ان سے استفادہ نہیں ہوسکتا، لیکن ان کے بدلہ دیگر دراہم ان کے قائم مقام ہوجائیں گے، کیونکہ وہ متعین تو تھے نہیں، پس گویا کہ دراہم باقی ہیں۔"

فتاوی تنقیح الحامدیۃ فقہ حنفی کا مستند فتاوی ہے، اس میں ایک سوال (جو دراہم کے وقف سے متعلق تھا) کہ جائز ہے، یا نہیں؟ جواب میں فرمایا:

"الجواب: نعم (ای یجوز هذا الوقف من الدراهم بالتفصيل الذی ذکر فی السوال) وافتی بذلك مفتی الدولة العلية المرحوم علی آفندی الخ"

نیز فقہاء کرام نے نقودِ موقوفہ کو مضاربت پر دینے کی اجازت دی ہے اور ظاہر ہے کہ نقود کو مضاربت پر دینے سے ان کا عین باقی نہیں رہے گا بلکہ ان کا بدل باقی رہے گا جو ان نقود کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔

فی فتح القدیر ۶/۱۹:

وَعَنِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ زُفَرَ فِيْمَنْ وَقَفَ الدَّرَاهِمَ اَوِ الطَّعَامَ اَوْ مَا يُكَالُ اَوْ يُوْزَنُ اَيَجُوْزُ ذٰلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: يَدْفَعُ الدَّرَاهِمَ مُضَارَبَةً ثُمَّ يَتَصَدَّقُ بِهَا فِي

الْوَجْهِ الَّذِیْ وَقَفَ عَلَیْهِ۔" (کذا فی المحیط ۸/۵۰۲)

ترجمہ:۔" انصاری جو کہ امام زفر رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے ہیں، سے پوچھا گیا کہ جس نے دراہم یا کھانا یا مکیلی یا موزونی شے کو وقف کیا تو کیا یہ جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، جائز ہے، پوچھا گیا: جائز کس طرح ہے؟، تو فرمایا: کہ پہلے وہ دراہم کو مضاربت پر دیدے اور پھر جہتِ وقف میں صدقہ کر دے۔"

نوٹ:...... ہم وقف النقود کے جواز کی جو بات کرتے ہیں وہ مقلد و حنفی کی حیثیت سے کرتے ہیں، حنفیہ نے وقف المنقول بمع وقف النقود کو راجح اور مفتیٰ بہ قرار دے دیا، لہٰذا ہمارے لئے اس کے مطابق عمل کرنا جائز ہے، ورنہ علمی مباحث سے فقہ کا کونسا مسئلہ خالی ہے، ہر فقہی اجتہادی مسئلہ اختلافات کا شکار ہے، خواہ وہ اختلافات خود حنفیہ کے ہاں آپس میں ہوں، یا دوسرے حضراتِ مجتہدین کے ساتھ ہوں، جیسا کہ اہلِ علم سے مخفی نہیں، لہٰذا" وقف النقوذ" کے موقف کو کمزور یا ناجائز کہنا درست نہیں، ہاں! زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ اجتہادی اور اختلافی ہے، لیکن کسی مسئلہ کے اجتہادی و اختلافی ہونے سے اس کا کمزور ہونا لازم نہیں آتا، ہاں! اس میں شک نہیں کہ احتیاط کا تقاضہ ہر مسئلہ میں یہی ہے کہ اس قول کو لیا جائے کہ جو متفق علیہ ہو، تا کہ اس میں تمام مذاہب اور تمام مواقف کی رعایت رہے، لہٰذا اگر تکافل کمپنیاں وقف پول نقود کی بجائے کسی غیر منقولہ جائداد کی شکل میں بنائیں، تو اس کے بہتر ہونے میں کوئی شک نہیں، لیکن اس کے خلاف کو اتنی نقول کے باوجود کمزور کہنا یا ناجائز کہنا ہرگز درست نہیں۔

***

مآخذ

۱۔ اسلام اور جدید معیشت وتجارت، مؤلفہ: مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم۔
٢ـ الرضا في العقود :الدكتور علي محي الدين ، الجزء الاول
٣ـ الدر المختار ورد المختار
٤ـ الفتاوى الهندية
٥ـ العناية شرح الهداية
٦ـ رساله :تاصيل التامين التكافلي على اساس الوقف للشيخ المفتي محمد تقي العثماني حفظه الله
٧ـ التامين الاسلامي ـ الدكتور علي محي الدين
٨ـ بدائع الصنائع ـ
٩ـ المغني لابن قدامة
١٠ـ بحوث للشيخ المفتي محمد تقي العثماني
١١ـ جواهر الفقه
١٢ـ نوادر الفقه
١٣ـ مقاله : غرر ، الدكتور اعجاز الصمداني

❋❋❋

ضمیمہ ۱

جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء میں پاکستان و بیرون ملک اہلِ فتویٰ حضرات کا اِجتماع اور اس کی منظور کردہ قرارداد

اور اِشکالات وجوابات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ!

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ مرکز الاقتصاد الاسلامی کی دعوت پر پاکستان، بنگلہ دیش اور شام کے اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ حضرات کا اہم اجتماع بتاریخ ۲۱-۲۲ رشوال ۱۴۲۳ھ بروز جمعرات، جمعہ مطابق ۲۶-۲۷ ردسمبر ۲۰۰۲ء جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کے ہال میں بیمہ کے متبادل نظام ''تکافل'' پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا، جس میں درج ذیل علمائے کرام نے شرکت کی:

۱- حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم — جامعہ دارالعلوم کراچی
۲- الشیخ عبدالستار ابوغدہ حفظہ اللہ — شام
۳- حضرت مولانا مفتی عبیدالحق صاحب مدظلہم — بنگلہ دیش
۴- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم — جامعہ دارالعلوم کراچی
۵- حضرت مولانا مفتی اظہار الاسلام صاحب مدظلہم — بنگلہ دیش
۶- حضرت مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب مدظلہم — بنگلہ دیش
۷- حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہم — علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۸- حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم — جامعہ خیر المدارس ملتان
۹- حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم — جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۰- حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم — جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۱-	حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب مدظلہم	دارالافتاء والارشاد کراچی
۱۲-	حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۳-	حضرت مولانا مفتی ابولبابہ صاحب مدظلہم	دارالافتاء والارشاد کراچی
۱۴-	حضرت مولانا مفتی اصغرعلی ربانی صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۵-	حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم	جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)
۱۶-	حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب مدظلہم	جامعہ اشرف المدارس کراچی
۱۷-	حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب مدظلہم	جامعہ فاروقیہ کراچی
۱۸-	حضرت مولانا مفتی رضوان احمد صاحب مدظلہم	ادارہ غفران اسلام آباد
۱۹-	حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۰-	حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مدظلہم	دارالافتاء والارشاد کراچی
۲۱-	حضرت مولانا مفتی مخلص الرحمٰن صاحب مدظلہم	بنگلہ دیش
۲۲-	حضرت مولانا مفتی میزان الرحمٰن صاحب مدظلہم	بنگلہ دیش
۲۳-	حضرت مولانا مفتی کمال الدین ظفری صاحب مدظلہم	بنگلہ دیش
۲۴-	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵-	حضرت مولانا مفتی زبیر اشرف عثمانی صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۶-	حضرت مولانا ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی

مجلس کے علمائے کرام نے مروّجہ انشورنس کے متبادل نظام ''شرکۃ التکافل'' پر غور کیا، جس کی عملی صورت بنگلہ دیش، شرقِ اَوسط اور ملائشیا کی بعض کمپنیوں نے اِختیار کی ہے۔ اس متبادل طریقۂ کار پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے ''شرکات التکافل پر چند اِشکالات'' کے نام سے جو تحریر اہلِ علم کے مطالعے کے لئے اِرسال کی تھی، اسے مجلس میں پڑھا گیا اور ان اشکالات کا جائزہ لیا گیا۔

مجلس کے آغاز میں مہمان عرب عالمِ دِین اور متعدّد مالیاتی اِداروں کے شرعی

اُمور کے نگران جناب شیخ عبدالستار ابوغدہ نے مغربی بیمہ کمپنیوں کی تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کیا اور اَب اسلامی ممالک میں جو تکافل کمپنیاں کام کر رہی ہیں ان کے طریق کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد میں شرکاءِ مجلس کے بعض سوالات وشبہات کے جوابات دیئے۔

اس کے بعد متعدد اہلِ علم نے اپنی آراء بیان فرمائیں اور طویل بحث کے بعد مجلس نے یہ طے کیا کہ اس وقت اسلامی ممالک میں جو تکافل کمپنیاں اسلامی اُصولوں کے مطابق کام کر رہی ہیں یا کام کرنا چاہتی ہیں ان سب کی بنیاد ''حملۃ الوثائق'' (پالیسی ہولڈرز یا بالفاظِ دیگر پریمیم قسط ادا کنندگان) کی طرف سے ''تبرّع'' پر رکھی گئی ہے، اور اس تبرّع کی بنیاد پر وہ اپنے متوقع مالی خطرات کا اِزالہ کرتے ہیں، مجلس نے محسوس کیا کہ وقف کے بغیر تبرّع کی بنیاد پر تکافل کمپنیوں کے قیام میں متعدد اِشکالات ہیں۔ لیکن مجلس کو خیال ہوا کہ اس مسئلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہوگی، اگر فی الحال ترجیحاً ان کمپنیوں کی بنیاد تبرّع کے بجائے وقف پر رکھی جائے تو اس قسم کے اِشکالات سے حفاظت ہوسکتی ہے۔

اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ ۱۳۸۴ھ میں مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا ولی حسن رحمہم اللہ اور دیگر اکابر کی سرپرستی میں بیمۂ زندگی کے متبادل کے طور پر جو نظام تجویز کیا تھا، اس کی بنیاد بھی وقف اور مضاربت پر رکھی تھی (دیکھئے ''بیمۂ زندگی'' مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ ص:۲۵)۔

ان جلیل القدر اکابر کی تجویز کردہ بنیاد ''وقف'' پر اگر تکافل کمپنی قائم کی جائے تو نسبۃً اِشکالات کم پیش آئیں گے، لہٰذا مجلس نے تبرّع کے مقابلے میں وقف کی بنیادوں پر قائم شرکۃ التکافل کے قیام کی صورت کو ترجیح دی جس میں اوّلاً مساہمین (شیئر ہولڈرز یعنی تکافل کمپنی حصہ داران) اپنے طور پر اُصولِ ثابتہ (اموال غیر منقولہ) یا نقود یا دونوں کو شرعی اُصول وضوابط کے مطابق وقف کریں گے جنہیں محفوظ رکھا جائے گا اور ان کے لئے آخری جہت ''قربت'' یعنی فقراء اور مساکین پر تصدق ہوگی، پھر حملۃ الوثائق (پالیسی ہولڈرز)

اس وقف میں جو رُقوم دیں گے یا وقف کے جتنے منافع یا زوائد ہوں گے وہ سب وقف کے مملوک ہوں گے اور وقف کو وقف کے طے شدہ اُصول وضوابط کے مطابق ان مملوکات ومنافع میں تصرف کا مکمل اختیار ہوگا۔

اس اُصول کے طے ہونے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے تین اِشکالات پر غور کیا گیا۔ نمبروار اِشکالات کے جوابات یہ طے کئے گئے:

۱۔

(الف) مساہمین تکافل فنڈ سے فنڈ کے اِنتظام واِنصرام کی اُجرت درج ذیل شرائط کے ساتھ وصول کرسکتے ہیں:

۱- یہ اُجرت فنڈ سے ادا کی جائے کیونکہ یہ لوگ فنڈ کے اَجیر ہیں نہ کہ حملۃ الوثائق کے۔

۲- اس اُجرت کا تعین ہونا ضروری ہے خواہ وہ تعیین رقم کی صورت میں ہو یا حصۂ تناسب کی صورت میں۔

۳- یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اُجرت اعمالِ مضاربت سے خارج کسی اور عمل پر ہو۔

(ب) اگر وقف کے متولّیین (یعنی شرکۃ التکافل) شرعی حدود میں وقف کے لئے مضاربت کی خدمات انجام دیں تو وہ مضاربت کے طور پر ہونے والے نفع کے متناسب متعین حصے کے بھی حق دار ہوسکتے ہیں، مگر اس کے لئے دو شرائط ہیں:

۱- مضاربت اور اِجارہ کی حدود علیحدہ علیحدہ واضح طور پر متعین ہوں تاکہ اِجارہ کے طور پر وہ صرف متعین اُجرت کے حق دار ہوں، اور مضاربت کے طور پر ہونے والے نفع میں سے حصہ متناسبہ کا حق رکھیں۔

۲- ھیئۃ الرقابۃ الشرعیۃ سے مضاربت کی باقاعدہ اِجازت لے لی جائے۔

۲۔

حملۃ الوثائق جو کچھ تبرع کی بنیاد پر وقف کو دیں اس میں کمی یا زیادتی کی بنیاد پر کم

یا زیادہ نقصان کی تلافی کا اگر حملۃ الوثائق کو قانونی حق نہ ہو، بلکہ وقف کی طرف سے محض وعدہ کی حیثیت ہو تو اس میں بظاہر شبہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تبرع کی کمی اور زیادتی کی بنیاد پر تلافیٔ نقصان کی کمی اور زیادتی حملۃ الوثائق کا قانونی حق ہو تو اس میں مجلس کے بعض شرکاء کی رائے یہ تھی کہ یہ صورت جائز نہیں کیونکہ یہ صورت عقدِ معاوضہ میں داخل ہوگی اور یہ بعینہٖ وہی صورت ہے جو بیمہ کمپنیوں میں فی الحال رائج ہے، لیکن مجلس کے اکثر شرکاء کی رائے یہ تھی کہ حملۃ الوثائق کے قانونی حق بننے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ حاملِ وثیقہ اس بنیاد پر اپنے قانونی حق کا دعویٰ کرے کہ اس نے فلاں وقت میں وقف فنڈ کو اتنی رقم دے کر اس سے نقصان کی تلافی کا معاہدہ کیا تھا، لہٰذا اب اس کے اتنے نقصان کی تلافی کرنا وقف کے ذمہ لازم ہے، یہ صورت تو یقیناً ناجائز ہے کیونکہ یہ بات اسے عقودِ معاوضہ میں داخل کر کے اس میں ربا اور غرر کی خرابیاں پیدا کر دے گی۔

دُوسری صورت یہ ہے کہ حاملِ وثیقہ اپنے سابقہ تبرع کی بنیاد پر اپنے نقصان کی تلافی کا دعویٰ نہ کرے بلکہ وقف کے اپنے طے شدہ قواعد وضوابط کو بنیاد بنا کر اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں ان قواعد وضوابط کی بنیاد پر وقف کی طرف سے تلافیٔ نقصان کا حق دار ہوں۔ مجلس کے اکثر شرکاء کی رائے یہ ہے کہ حاملِ وثیقہ شرعاً اپنا یہ حق استعمال کرسکتا ہے اور اس کا یہ قانونی حق اس صورت کو عقدِ معاوضہ میں داخل نہیں کرتا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی کتاب ''اسلام کا نظامِ اراضی'' (ص: ۱۴۶، ۱۴۷) کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عطاءِ مستقل کے لئے سابقہ ضرر کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے۔

اس پر بعض حضرات کو ایک اِشکال ہے، یہ اِشکال اور اس کا جواب جو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا ہے، آگے آرہا ہے۔

۳۔

رائج الوقت اعادۃ التأمین میں جہاں پورے پریمیم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو، وہاں غرر کے علاوہ قمار کی خرابی بھی پائی جاتی ہے، اور جہاں پریمیم ڈوبنے کا ڈر نہ ہو وہاں غرر ہونا تو بہر حال طے ہے، اور غرر بھی فاحش ہے، لہٰذا محض اعادۃ التأمین کی خاطر اس کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ درج ذیل متبادل صورتوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے:

۱- اعادۃ التکافل کی کمپنیاں بھی شرعی بنیادوں پر قائم ہوں۔

۲- تبرع کرنے والوں سے مزید تبرع کی درخواست کی جائے۔

۳- تبرع کرنے والوں سے قرض لے کر فی الحال اس سے ادائیگیاں کی جائیں یا ان سے بطور مضاربت رقم لے کر سرمایہ کاری کی جائے، اور حاصل ہونے والے نفع سے نقصانات کی تلافی کی جائے۔

۴- احتیاطیات میں رقم زیادہ رکھی جائے۔

۵- وقف پر تلافیٔ نقصان کی ذمہ داری نسبۃً کم رکھی جائے۔

۶- اسلامی تکافل کمپنیاں آپس میں اعادۃ التکافل کی خدمات انجام دیں۔

ملحوظہ:

۱- مجلس میں شریک علمائے کرام نے یہ بھی طے کیا کہ ہر تکافل کمپنی کے اندر مستند علمائے کرام اور اہلِ فتویٰ حضرات پر مشتمل ایک هيئة الرقابة الشريعة (شریعہ بورڈ) لازمی ہے جو کمپنی کے تمام معاہدات اور جملہ قابلِ ذکر اُمور کے شریعت کے مطابق ہونے کی نگرانی کرے گا۔

۲- مجلس نے یہ سفارش پیش کی کہ چونکہ مجلس کا طے شدہ تکافل کا نظام ''تبرع'' کے بجائے ''وقف'' پر قائم ہوا ہے، اس لئے بیمہ کمپنیوں کی قدیم اصطلاحات میں تبدیلی کر کے انہیں بھی فقہِ اسلامی کے مطابق کرنا مناسب ہے۔

ایک اِشکال اور اس کا جواب

جب کوئی شخص پریمیم جمع کراتا ہے تو اس نیت سے کراتا ہے کہ بوقتِ نقصان زیادہ ملے گا۔ اور اس زیادت کے لئے وہ کمپنی کو مجبور بھی کرسکتا ہے۔ اس کی توجیہ حضرت نے یہ فرمائی کہ دینا محض تبرع ہے اور لینا صندوق کے قوانین کے تحت ہے۔

حضرت کی توجیہ سے یہ عقد صریح قمار سے تو نکل گیا لیکن اس میں شبہ رہا ہے۔ وہ اس طرح کہ دیتے وقت نیت یہ ہے کہ زیادہ ملے چاہے کسی قانون سے ہو، اور ارشاد ہے کہ: "وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وقال ابن عباس لا تعط عطية تلتمس بها أفضل منها" اسی وجہ سے نیوتہ کو ناجائز کہا گیا ہے، حالانکہ اس میں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ دینا ایک مستقل عطیہ ہے اور دُوسرا جب دیتا ہے تو وہ ایک مستقل عطیہ ہے، لیکن چونکہ نیت لینے کی ہے اس لئے علامہ ابنِ عابدینؒ نے اس کو قرض میں داخل فرمایا ہے۔

في التتارخانية: وفي الفتاوى الخيرية سئل فيما يرسله الشخص إلى غيره في الأعراس ونحوها هل يكون حكمه حكم القرض فيلزمه الوفاء به أم لا؟ أجاب: إن كان العرف بأنهم يدفعونه على وجه البدل يلزم الوفاء به مثليا فبمثله وإن قيميا فبقيمته وإن كان العرف خلاف ذلك بأن كانوا يدفعونه على وجه الهبة ولا ينظرون في ذلك إلى إعطاء البدل فحكمه حكم الهبة ...... والأصل فيه ان المعروف عرفا كالمشروط شرطا۔ اهـ

قلت: والعرف في بلادنا مشترك نعم في بعض القرى يعدونه قرضًا حتّى انهم في كل وليمة يحضرون الخطيب يكتب لهم ما يهدى فاذا جعل المهدى وليمة يراجع

المهدی المقتر فيهدى الأول إلى الثانى مثل ما أهدى إليه۔ (ج:۵ ص:۲۹۶)

لہٰذا یہاں بھی جب دینا اس غرض سے ہے کہ واپس ملے گا اور وہ بھی زیادہ ملے گا، تو ایک تو یہ اس آیت کی وعید میں داخل ہے اور کم از کم مکروہ ضرور ہوگا۔ اور دُوسرا علامہ ابنِ عابدینؒ کی توجیہ کے مطابق قرض میں داخل ہوجائے گا۔ اور زیادت سود سے مشابہ ہوگی۔ اور سود کے بارے میں یہ حکم ہے: "فدعوا الربا والريبة" تو یہ کہیں ریبہ میں تو داخل نہیں؟

عن الحسين قال: سمعت أبا معاذ يقول: أخبرنا عبيد قال: سمعت الضحاك يقول فى قوله: وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فهو ما تعاطى الناس بينهم ويتهادون يعطى الرجل العطية ليصيب منه أفضل منها وهٰذا للناس عامة وأما قوله: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ فهٰذا للنبى خاصة لم يكن له ان يعطى إلّا لله ولم يكن يعطى ليعطى أكثر منه۔

(قرطبی ج:۲۱ ص:۳۶)

لیکن حاضرین کی اکثریت نے اس اِشکال کا جواب یہ دیا کہ اس بات پر تمام فقہائے کرام کا اِتفاق ہے کہ واقف کوئی چیز وقف کرتے وقت اس سے خود نفع اُٹھانے کی نیت کرے بلکہ وقف نامے میں اپنے اِنتفاع کی باقاعدہ شرط لگائے، تو اس کی اجازت ہے، جس کی دلیل حدیثِ معروف ہے: "یکون دلوه فيها كدلاءِ المسلمين"۔[۱]

---

(۱) صحيح البخاری، كتاب المساقات، باب فى الشرب۔

أيضًا فيه كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضًا أو بئرًا واشترط لنفسه مثل دلاء المسلمين۔

وفى جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان "فيجعل دلوه مع دلاء المسلمين"۔

كذا فى النسائى، كتاب الاحباس، باب وقف المساجد۔

وفى مسند احمد بن حنبل (ج:۱ ص:۷۵) فيكون دلوه فيها كدلىء المسلمين۔

اس سے معلوم ہوا کہ وقف کے اَحکام اِنفرادی ہدایا سے مختلف ہیں، اور اس کی وجہ واضح ہے کہ وقف کا موضوع لہٗ ہی موقوف علیہم کو فائدہ پہنچانا ہے، لہٰذا اگر واقف وقف سے فائدہ اُٹھاتا ہے تو وہ وقف کے موضوع لہٗ میں داخل ہونے کی بناء پر اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ چنانچہ وقف کی صورت میں چندہ دینے والا اگر وقف سے فائدہ اُٹھائے تو وقف کے قواعد وضوابط کے مطابق فائدہ اُٹھائے گا۔ اگر وقف کے قواعد وضوابط کے مطابق وہ مستحق قرار نہ پائے تو وہ فائدہ نہیں اُٹھاسکتا۔

نیوتہ میں کوئی وقف نہیں ہوتا اس میں "مہدی لہٗ" کا موضوع لہٗ بھی یہ نہیں ہے کہ وہ دُوسروں کو ہدیہ دے، وہ دو اَفراد کا باہمی معاملہ ہے جس میں ہدیہ کا لوٹانا مشروط یا معروف ہو تو اس میں عقدِ معاوضہ ہونے کے سوا کوئی دُوسرا اِحتمال نہیں ہے۔ جبکہ دُوسری طرف وقف کو چندہ دینا ایک مستقل معاملہ ہے اور وقف کے قواعد کے مطابق چندہ دینے والے کا اِستحقاقِ انتفاع بالکل دُوسرا معاملہ۔ اس لئے وقف کے معاملے کو نیوتہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ضمیمہ ۲

حضرت مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم کے تکافل نظام پر اِشکالات اور جوابات

سلسلہ ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامدًا ومصلیًا

تکافل سے متعلق ذکر کردہ اِشکالات کا جواب دینے سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہمارے ہاں تکافل یعنی اسلامی انشورنس کا جو نظام رائج ہے، وہ تنہا حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی رائے پر قائم نہیں ہوا، بلکہ اس کا تصور آج سے اِکتالیس سال پہلے ۱۳۸۴ھ میں پاکستان کے مستند علمائے کرام اور مفتیانِ عظام پر مشتمل مجلس ''مجلس تحقیق مسائلِ حاضرہ'' نے پیش کیا۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی کتاب ''بیمہ زندگی'' میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

اس متبادل کے صحیح ہونے پر دارالعلوم کے علماء کے علاوہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا مفتی محمد ولی حسن ٹونکویؒ، حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم

کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں۔ (بیمۂ زندگی ص:۲۷)

اس کے بعد آج سے چھ سال قبل دسمبر ۲۰۰۲ء میں جامعہ دارالعلوم کراچی میں پاکستان کے علاوہ بنگلہ دیش اور شام کے اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ کا جو اجتماع ہوا، اس میں بھی اس متبادل کو جائز بلکہ بہتر قرار دیا گیا، نیز اس سے متعلق ابتدائی خاکے پر بھی اتفاق کیا گیا، اس کی وضاحت احقر نے اپنی کتاب ''تکافل - انشورنس کا متبادل اسلامی طریقہ'' کے اندر بھی کی ہے۔

نیز عالمِ اسلام کے بہت سے جید علمائے کرام بھی اس نظام کو دُرست قرار دے چکے ہیں، ان حالات میں یہ کہنا کہ تکافل کا موجودہ نظام مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا وضع کیا ہوا ہے، ایک خلافِ واقعہ بات ہے۔

اس وضاحت کے بعد اَب ہم آپ کے اِشکالات کا جواب تحریر کرتے ہیں۔ موضوع سے متعلق آپ کے اِرسال کردہ پورے مواد کا مطالعہ کرکے اس کا تجزیہ کیا گیا تو بنیادی طور پر درج ذیل اشکالات سامنے آئے، ذیل میں ان اِشکالات کو ذِکر کرکے ان کا جواب تحریر کیا جاتا ہے۔

اِشکالِ اوّل:- آپ ''نقدی کے وقف کا صحیح ہونا'' اور'' واقف کا اپنی زندگی میں وقف سے اِنتفاع کی شرط لگانا'' ان دونوں باتوں کو مُسلّم اور صحیح مانتے ہیں، لیکن نقدی میں وقف علی النفس کی شرط کو غلط سمجھتے ہیں، کیونکہ آپ کی تحقیق کے مطابق اس صورت میں تلفیق لازم آتی ہے، جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

''ہم کہتے ہیں: وقف علی النفس کے قائل اِمام ابو یوسفؒ ہیں جو دَراہم کے وقف کے قائل نہیں، جبکہ دراہم کے وقف کے قائل اِمام زُفرؒ ہیں جو وقف علی النفس کے قائل نہیں، لہٰذا دَراہم کا وقف ایسا حکم ہوا جو دو قولوں کی تلفیق سے حاصل ہوا ہے۔'' (ص:۱۶)

پھر آنجناب نے منقولہ اشیاء کا وقف صحیح ہونے کی درج ذیل صورت بیان فرمائی ہے:

''منقولہ اشیاء میں صرف یہی صورت ممکن ہے کہ آدمی ان کو وجوہِ خیر میں فوری وقف کردے اور شرط کردے کہ وہ خود بھی دُوسروں کے ساتھ فائدہ اُٹھائے گا یا وقف کے منافع کا حق دار ہونے کی وجہ سے دُوسرے حق داروں کے ساتھ شریک ہوگا۔'' (ص:۸، ۹)

جواب:- یہ بات الگ ہے کہ مسئولہ صورت تلفیق کی ہے یا نہیں، جواب میں یہ بات ذِکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ اصل جو مغالطہ ہوا ہے، وہ سمجھنا کافی ہے، جس کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے:

''تکافل علی أساس الوقف'' میں جو مغالطہ لگا ہے، وہ یہ ہے کہ:

نظامِ تکافل میں شرکاءِ فنڈ کو واقفین سمجھا گیا اور ان کے چندوں کو وقف سمجھا گیا، اور یہ سمجھا گیا کہ پالیسی ہولڈرز چندہ دیتے وقت عملاً اِنتفاعِ نفس کی شرط لگاتے ہیں، جس کا مطلب یہ لیا گیا کہ یہ وقف علی النفس ہے جس پر یہ کہا گیا کہ: ''وقف علی النفس کے قائل اِمام ابویوسفؒ ہیں، جو دَراہم کے وقف کے قائل نہیں، جبکہ دراہم کے وقف کے قائل اِمام زُفرؒ ہیں جو وقف علی النفس کے قائل نہیں، لہٰذا دَراہم کا وقف ایسا حکم ہوا جو دو قولوں کی تلفیق سے حاصل ہوا ہے'' حالانکہ یہ محض مغالطہ ہے، یہاں دو چیزیں الگ الگ ہیں:

۱- فنڈ ۲- چندہ

شروع میں شیئر ہولڈرز نے کچھ رقم وقف کرکے ایک فنڈ قائم کیا، اس مرحلے پر یہ وقف الدراھم یا وقف النقود ہے، اور صرف یہی وقف ہے، اس میں واقفین، نہ وقف علی النفس کی کوئی شرط لگاتے ہیں اور نہ ہی اِنتفاع کی کوئی شرط لگاتے ہیں، بلکہ وہ وقف کرکے اس فنڈ کے اِنتفاع سے فارغ ہوگئے، اب اگر ان کو نفع ملتا ہے، وہ صرف اُجرتِ وکالہ یا مضاربہ کی بنیاد پر ملتا ہے، وقف کی وجہ سے ان کو اس وقف فنڈ سے کوئی نفع نہیں ملتا، لہٰذا اس مرحلے پر وقف الدراھم علی النفس کی بحث بے جا ہے۔

جہاں تک ''چندہ'' کا تعلق ہے، تو وہ وقف ہے ہی نہیں، بلکہ وہ مملوکِ وقف ہے،

جس میں علی النفس کی بحث نہیں آتی، کیونکہ یہ وقف ہی نہیں جیسا حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے درج ذیل الفاظ میں اس کی صراحت فرمائی ہے:

ما يتبرع به المشتركون يخرج من ملكهم ويدخل في الصندوق الوقفي وبما انه ليس وقفا وإنما هو مملوك للوقف۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ چندہ دہندگان کو نقصان کی صورت میں مذکورہ فنڈ سے فوائد کس بنیاد پر ملتے ہیں؟ تو اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ شروع میں واقفینِ فنڈ نے وقف کو مطلق نہیں کیا ہے، بلکہ ان کے نزدیک اس وقف سے صرف وہ لوگ منتفع ہوں گے جنہوں نے اس وقف کو چندہ دے کر اس کی رُکنیت حاصل کی ہو، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس وقف فنڈ کو چندہ دے کر اس کا رُکن بنے گا، وہ گویا کہ موقوف علیہ ہو جائے گا، اب اس کو واقفین کی شرط کے مطابق فنڈ سے فوائدِ مقرّرہ ملیں گے، لأن شرط الواقف كنص الشارع۔

جس کی وضاحت حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے درج ذیل الفاظ میں فرمائی ہے:

ما يحصل عليه المشتركون من التعويضات ليس عوضا عما تبرعوا به، وإنما هو عطاء مستقل من صندوق الوقف لدخولهم في جملة الموقوف عليهم حسب شرائط الوقف۔

اس تفصیل سے درج ذیل باتیں واضح ہوگئیں:

۱- شریکِ فنڈ کو فوائد شریک کی کسی شرط کی وجہ سے نہیں مل رہے ہیں، بلکہ وہ فنڈ کو چندہ دے کر فنڈ کا رُکن بن گیا، اب اس کو فوائد واقفین کی شرط کی وجہ سے من جملہ موقوف علیہم میں شامل ہو کر مل رہے ہیں، لہٰذا اس کا ”عطاء مستقل“ ہونا بھی واضح ہو گیا۔

۲- یہ چندہ وقف نہیں، لہٰذا اس میں وقف النقود اور علی النفس اور دونوں

کو ملانے سے لزومِ تلفیق کی بحثِ طویل (جو مذکورہ رسالے میں ہے) بھی سامنے نہیں آئے گی، اور جو وقف ہے وہ اصل فنڈ ہے، اس میں علی النفس کی کوئی شرط ہی نہیں۔

ذکر کردہ اشکال کی بنیاد پر موجودہ تکافلی نظام کو اس وقت ناجائز کہا جا سکتا تھا جب اصل واقفین وقف کرتے وقت ''وقف علی النفس'' کی شرط لگاتے، جبکہ موجودہ صورتِ حال اس سے بالکل مختلف ہے، اور اگر وہ وقف کرتے وقت ''وقف علی النفس'' کے بجائے یہ شرط لگاتے کہ وقف کی وجہ سے وہ خود بھی دُوسروں کے ساتھ فائدہ اُٹھائیں گے تو اس صورت کے جواز کے آپ بھی قائل ہیں، لیکن موجودہ صورت میں تو یہ بھی نہیں ہے، اس لئے موجودہ صورت میں واقفین وقف کرنے کی وجہ سے وقف سے براہِ راست کوئی نفع نہیں اُٹھاتے بلکہ اگر ان کو کوئی نفع ملتا ہے تو وہ صرف اُجرتِ وکالہ یا مضاربہ شیئر کی بنیاد پر ملتا ہے، وقف کی وجہ سے ان کو اس وقف فنڈ سے کچھ نہیں ملتا، بلکہ اس کی اِبتداء متضررین کے لئے اور انتہا قربت کے لئے ہے، جس کی وضاحت حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے اس طرح فرمائی ہے:

تنشیء شرکة التأمین الإسلامی صندوقًا للوقف وتعزل جزءًا معلومًا من راس مالها یکون وقفًا علی المتضررین فی الصندوق حسب لوائح الصندوق وعلی الجهات الخیریة فی النهایة۔

اور یہی بات دسمبر ۲۰۰۲ء جامعہ دارالعلوم کراچی میں ہونے والے ملک بھر کے علماء کے اجلاس میں ان الفاظ کے ساتھ طے ہوئی:

''اس کے اندر سب سے پہلے شیئر ہولڈرز یعنی تکافل کمپنی کے حصہ داران اپنے طور پر اَموالِ غیرمنقولہ یا نقود یا دونوں کو شرعی اُصول وضوابط کے مطابق وقف کریں گے، جنہیں وقف کہا جائے گا، اور ان کے لئے آخری جہت ''قربت'' یعنی فقراء ومساکین پر تصدق

(صدقہ کرنا) ہوئی۔" (مسودہ تکافل کی قراردادیں ص: ۳)

اِشکالِ دوم:- "وقف مخصوص افراد کے لئے ہوسکتا ہے" آپ اسے تسلیم کرتے ہیں، لیکن یہ اختصاص اس بنیاد پر ہونا تسلیم نہیں کہ یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہو جنہوں نے پالیسی حاصل کی ہے، بلکہ مخصوص علاقے کے لئے یا مخصوص رشتہ داروں وغیرہ کے لئے ہونا صحیح ہے۔ آپ کا کہنا یہ ہے کہ اس طرح یہ عقدِ معاوضہ بن جائے گا، جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

"صمدانی صاحب کے یہ الفاظ" اس وقف سے صرف وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو اس وقف کو عطیہ دیں" اس پر واضح دلیل ہے کہ یہ عقدِ معاوضہ ہے۔"

جواب:- اس اعتراض کا اسی مجلس میں جو جواب دِیا گیا تھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ "چندہ تو ہدیہ اور عطیہ ہے، جبکہ پالیسی ہولڈرز کے نقصان کی تلافی وقف کی شرائط کی وجہ سے ہے۔"

اس جواب کی تفصیل اُوپر مذکور ہوئی کہ یہاں دونوں اپنی نوعیت کے اعتبار سے الگ الگ معاملات ہیں، کیونکہ چندہ دہندگان کو نقصان کی تلافی کا فائدہ اس کی کسی شرط کی وجہ سے نہیں مل رہا، بلکہ وہ تو فنڈ کو چندہ دے کر فنڈ کا رُکن بن گیا، اب اس کو یہ فائدہ واقفین کی شرط کی وجہ سے من جملہ موقوف علیہم میں شامل ہونے پر مل رہا ہے، جو کہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے "عطاءِ مستقل" ہے۔ اور واقفین کو اس بات کا اِختیار ہے کہ وقف کے اندر یہ شرط لگائیں کہ اس وقف کے موقوف علیہم وہ لوگ ہوں گے جو اس فنڈ کے رُکن ہوں گے، چونکہ یہ شرط لگانا کسی شرعی اُصول سے متصادم نہیں، اس لئے اسے ناجائز کہنے کی کوئی وجہ یا دلیل موجود نہیں، جیسا کہ عام طور پر مختلف برادریوں میں اس طرح فنڈز بنائے جاتے ہیں لہٰذا اس کو عقدِ معاوضہ کہنا دُرست نہیں، عقدِ معاوضہ اس وقت ہوتا کہ چندہ کمپنی مالکان کو دِیا جاتا، کمپنی مالکان اس چندے کے مالک بنتے اور پھر کمپنی مالکان نقصان کی تلافی کرتے۔

اِشکالِ سوم:- جو کہ دُوسرے اِشکال ہی کی بنیاد پر ہے کہ: ''زیادہ پریمیم دینے والے کے لئے زیادہ نقصان کی تلافی ہونا اور کم پریمیم والے کے لئے کم نقصان کی تلافی ہونا، اسے عقدِ معاوضہ بنادیتی ہے۔''

جواب:- اس کے جواب کی بنیاد بھی وہی ہے جو دُوسرے اِشکال کے جواب میں ذکر کی گئی کہ یہ کم یا زیادہ ملنا وقف کے قواعد کی وجہ سے ہے نہ کہ چندہ دہندگان کے کم یا زیادہ پریمیم دینے کی وجہ سے۔ اور یہی جواب دسمبر ۲۰۰۶ء دارالعلوم میں ہونے والے علمائے کرام کے اِجلاس میں بھی دیا گیا جو احقر نے اپنی کتاب کے صفحہ: ۱۰۴، ۱۰۵ پر بھی ذِکر کیا ہے۔

وضاحت:- احقر کی کتاب ''تکافل'' کے صفحہ: ۱۱۴ پر یہ عبارت ہے:

اُصولی طور پر اس مرحلے پر بھی دو عقد ہوتے ہیں:

۱- امانت کا عقد جس کی وجہ سے پالیسی ہولڈر کی رقم کمپنی کے پاس (یا وقف فنڈ کے پاس) بطورِ امانت آجاتی ہے۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اس سے پہلے تو مؤلف یہ کہہ چکا ہے کہ یہ رقم وقف کی ملکیت ہوتی ہے، اب اسے امانت کہنا کیسے صحیح ہوگا۔ آپ کا یہ اِشکال جنرل تکافل کی حد تک بجا ہے، جس کے لئے عبارت میں تبدیلی کی گئی ہے، جو ذیل میں ہے، لیکن فیملی تکافل کے لحاظ سے مذکورہ عبارت دُرست ہے، کیونکہ فیملی تکافل میں کمپنی فنڈ کی بھی امین ہے، اور پالیسی ہولڈرز کی بھی امین ہے، اس لئے کہ فیملی میں دو فنڈز ہوتے ہیں، وقف فنڈ جسے پی ٹی ایف کہتے ہیں اور انوسٹمنٹ اکاؤنٹ جسے پی آئی اے کہتے ہیں، اس فنڈ میں جو رقوم ہوتی ہیں یا ان پر جو حاصل شدہ نفع ہوتا ہے، وہ پالیسی ہولڈرز ہی کی ملکیت ہوتا ہے، وقف کی ملکیت نہیں ہوتا۔

۱- امانت کا عقد جس کی وجہ سے پالیسی ہولڈرز کی دی ہوئی وقف فنڈ میں موجو رقم کمپنی کے پاس بطور امانت ہوجاتی ہے کیونکہ کمپنی اس فنڈ کی متولی اور امین ہوتی ہے۔

اِشکالِ چہارم:- آپ کا چوتھا اِشکال یہ کہ: ''کمپنی وقف فنڈ کی مضارب نہیں

بن سکتی''، جس کی دلیل آپ نے یہ بیان فرمائی: '' کیونکہ فقہائے کرام نے متولی وقف کو صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مالِ وقف کو اُجرت پر دے، مالِ وقف کو مضاربت پر دینے کی اجازت منقول نہیں۔ نیز آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اس طرح کمپنی خود ہی رَبّ المال اور خود ہی مضارب بنتی ہے۔ (ص:۴۷)

جواب:- یہ بات صحیح ہے کہ فقہائے کرام نے متولی وقف کو صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مالِ وقف کو اُجرت پر دے، مالِ وقف کو مضاربت پر دینے کی اجازت منقول نہیں، لیکن منع بھی تو منقول نہیں۔

آپ کا کہنا یہ ہے کہ مضاربت کو اِجارہ پر قیاس کرنا دُرست نہیں جس کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی کہ: '' شیٔ مستاجر غصب ہو جائے یا متولی وقف خود اُجرت پر لے تو اُجرتِ مثل دینی پڑتی ہے، جبکہ مضاربت میں ایسا نہیں ہوتا۔'' جس کا حاصل یہ ہے کہ اُجرت میں وقف کا نقصان نہیں ہوتا جبکہ مضاربت میں نقصان ہو سکتا ہے۔

یہ فرق اگرچہ قابلِ لحاظ ہے لیکن مضاربت کی صورت میں نقصانِ وقف کا اِحتمال تو اس صورت میں بھی رہتا ہے جہاں مضارب ناظر یا متولی نہ ہو، بلکہ کوئی اور شخص ہو، حالانکہ اس کو فقہائے کرامؒ نے صراحۃً جائز قرار دیا ہے، نیز اس معاملے کو اگر اس نظر سے دیکھا جائے کہ مضاربت اور اجارہ دونوں آمدنی کے ذرائع ہیں جس سے وقف کا فائدہ ہوتا ہے تو جہاں رقم ڈوبنے کا اندیشہ نہ ہو وہاں وقف کی اشیاء و مملوکات سے نفع حاصل کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے، خصوصاً جبکہ وقف یا اس کے مملوکات ایسی چیزیں ہوں کہ انہیں کرایہ پر دینا ممکن نہ ہو، جیسے نقد روپیہ تو ایسی صورت میں مضاربت پر مال دینے کی بدرجہ اُولیٰ گنجائش ہوگی، كما هو مذكور في الشامية:

(قوله ولا من يقبل مضاربة الخ) في البحر عن جامع الفصولين إنما يملك القاضي إقراضه إذا لم يجد ما يشتريه له يكون غلة لليتيم لا لو وجده أو وجد من

یضارب لأنه انفع اھ ای انفع للاقراض وما قیل ان مال المضاربة امانة غیر مضمون، فیکون الاقراض أولی فهو مدفوع بأن المضاربة فیها ربح بخلاف القرض۔

(ج:۴ ص:۴۸۷ مطلب للقاضی إقراض مال الیتیم نحوه)

جہاں تک اس خیال کا تعلق ہے کہ اس سے کمپنی خود ہی رَبّ المال اور خود ہی مضارب بنتی ہے، یہ دُرست نہیں بلکہ اس صورت میں وقف فنڈ کا پول جو کہ شخصِ قانونی ہے، وہ رَبّ المال ہوتا ہے اور کمپنی مضارب ہوتی ہے، لہٰذا جس خرابی کی وجہ سے آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں، تاہم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے اس صورت کے جائز ہونے پر جزم نہیں فرمایا بلکہ صرف اپنی رائے پیش فرمائی ہے، اور اس رائے پر عدمِ اطمینان کی صورت میں دُوسرا متبادل پیش فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت مدظلہم آگے لکھتے ہیں:

ولئن کان هناك شك فی جمع الشرکة بین تولیة الوقف بین المضاربة إلخ۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت نے اَوّلاً اِجارے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی گنجائش سمجھی، تاہم عدمِ اِطمینان کی صورت میں ایسا متبادل پیش فرمایا جس میں مذکورہ خرابی نہیں۔ البتہ یہ واضح رہے کہ آج کل اکثر تکافل کمپنیاں حضرت کے مقالے میں ذِکر کردہ صورتوں کے بجائے "وکالة بالاستثمار" کی بنیاد پر کام کرتی ہیں، جس میں تکافل کمپنی فنڈ کے وکیل کی حیثیت سے تجارت کرتی ہے اور اس کی وجہ سے ایک مخصوص فیس وصول کرتی ہے، لہٰذا ایسی پریکٹس پر تو یہ اِشکال ہی وارد نہیں ہوتا۔

اِشکال:- وقف النقود میں یہ اِشکال ہوسکتا ہے کہ جو پیسہ واقفین نے دیا ہے، وہ پیسہ بعینہ باقی رہنا ناممکن ہے، جبکہ وقف کی صحت کے لئے وقف کے عین کا باقی رہنا ضروری ہے۔

جواب:- اس کا جواب علامہ شامی رحمہ اللہ نے دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نقد اور عام شئی منقول میں فرق ہے، اور وہ یہ کہ نقود تعیین سے متعین نہیں ہوتے، لہٰذا ان کا بدل ان نقود کا قائم مقام سمجھا جائے گا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ عین باقی ہے، کما قال:

قلت: وإن الدراهم لا تتعين بالتعيين فهي وإن كانت لا ينتفع بها مع بقاء عينها لكن بدلها قائم مقامها لعدم تعينها فكأنها باقية إلخ۔

(رد المحتار، كتاب الوقف، مطلب في وقف المنقول قصداً)

نیز فقہائے کرام نے "نقودِ موقوفہ" کو مضاربت پر دینے کی اجازت دی ہے، ظاہر ہے کہ نقود کو مضاربت پر دینے سے ان کا عین باقی نہیں رہے گا، بلکہ ان کا بدل باقی رہے گا جو ان نقود کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔ بطورِ نمونہ درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

في فتح القدير ج:٦ ص:١٩:

وعن الأنصاري وكان من أصحاب فمن وقف الدراهم أو الطعام أو ما يكال أو يوزن أيجوز ذلك؟ قال: نعم، قيل: وكيف؟ قال: يدفع الدراهم مضاربة ثم يتصدق بها في الوجه الذي وقف عليه۔

في المحيط البرهاني كتاب الوقف، الفصل الثالث ج:٨ ص:٥٠٣:

وعن الأنصاري وكان من أصحاب زفر: إذا وقف الدراهم أو الطعام أو ما يكال أو يوزن، أنه يجوز ويدفع الدراهم مضاربة۔

إشكالِ پنجم:- تکافل کمپنیوں کی پالیسی کی ایک شق پر اعتراض کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اس کے مطابق حاصل شدہ پالیسی ختم ہونے کی صورت میں جمع شدہ رقم

واپس مل جاتی ہے، جو جائز نہیں، کیونکہ یہ مملوکِ وقف ہو چکی ہے۔

جواب:- اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ یہ دفعہ ظاہرِ نظر میں شرعی اعتبار سے قابلِ اشکال تھی، اب اس کی عبارت میں تبدیلی کی گئی ہے، بعض صورتوں میں یہ رقم واپس نہیں کی جاتی، اور بعض صورتوں میں کمپنی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے، وقف فنڈ سے نہیں دیتی، اور بعض صورتوں میں وقف کی شرائط کے تحت یہ رقم واپس دی جاتی ہے، اور واقف کی شرط کا قابلِ اعتبار ہونا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم

عصمت اللہ عصمہ اللہ	اعجاز احمد غفر اللہ لہٗ
اُستاذ و رفیق دار الافتاء دار العلوم کراچی	اُستاذ و رفیق دار الافتاء دار العلوم کراچی
۲۰/۳/۱۴۳۰ھ	۲۰/۳/۱۴۳۰ھ

سلسلہ ۲

بخدمت جناب مفتی عصمت اللہ صاحب ومولانا ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تکافل سے متعلق میرے مضمون پر آپ صاحبان نے جو سات صفحوں کا جواب بھیجا ہے، اس کی وصولی کی رسید پیشِ خدمت ہے۔ آپ حضرات کا جواب پڑھ کر مایوسی ہوئی کہ آپ نے یا تو میرا مضمون سمجھا نہیں۔ یا انتہائی بے نیازی سے کام لیا ہے۔ آپ کے جواب میں جو سقم ہیں وہ درج ذیل ہیں:

پہلا سقم

آپ حضرات نے اپنے جواب کے صفحہ ایک پر اشکالِ اوّل کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے:

"آپ .... نقدی میں وقف علی النفس کی شرط کو غلط سمجھتے ہیں کیونکہ آپ کی تحقیق کے مطابق اس صورت میں تلفیق لازم آتی ہے۔"

میں کہتا ہوں

یہ تو ٹھیک ہے کہ میں نقدی بلکہ تمام اشیائے منقولہ میں وقف علی النفس کی شرط کو غلط سمجھتا ہوں۔ لیکن اس کی وجہ لزومِ تلفیق ہے، اس کو میں نے کہیں لکھا، یہ تو تنقیح فتاویٰ حامدیہ میں ہے کہ اشیائے منقولہ کے وقف علی النفس پر شلبی نے اعتراض اُٹھایا ہے کہ اس

میں تلفیق لازم آتی ہے۔ اور طرسوسی نے اس کا جواب دیا کہ وہ حکم جو دو مذہبوں سے مرکب ہو، جائز ہوتا ہے۔ (جدید معاشی مسائل اور مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے دلائل کا جائزہ ص:۱۰۵ تا ۱۰۸)

میں نے تو یہ بتایا تھا کہ مجھے تلفیق کا وجود ہی تسلیم نہیں، میری عبارت یوں ہے:

"(امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ) ان دونوں کے قولوں کو ملائیں تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ غیر منقولات کا وقف علی الفقراء، وعلی النفس جائز ہے اور منقولات ونقدی کا وقف صرف علی الفقراء جائز ہے اس سے تلفیق نہیں بنتی ......" (ص:۵۹ ایضاً)

لہٰذا آپ کا یہ کہنا کہ میں لزومِ تلفیق کی وجہ سے وقف الدراہم علی النفس کو ناجائز کہتا ہوں بالکل بے بنیاد بات ہے۔ عدمِ جواز کے دلائل میں نے اور دیئے ہیں جن سے آپ نے تعرض ہی نہیں کیا۔

دوسرا سقم

آپ حضرات نے اپنے جواب کے صفحہ: ۲ پر لکھا ہے:

"تکافل علی اساس الوقف میں جو (اصل) مغالطہ (مجھے) لگا ہے وہ یہ ہے کہ نظامِ تکافل میں شرکاء فنڈ کو واقفین سمجھا گیا اور ان کے چندوں کو وقف سمجھا گیا اور یہ سمجھا گیا کہ پالیسی ہولڈرز چندہ دیتے وقت عملاً انتفاع نفس کی شرط لگاتے ہیں جس کا مطلب یہ لیا گیا کہ یہ وقف علی النفس ہے......"

میں کہتا ہوں

یہ آپ لوگوں کی محض اپنی اختراع ہے۔ اپنی کتاب (جدید معاشی مسائل) کے صفحہ: ۹۳ تا ۹۷ میں، میں نے خود نظامِ تکافل کی مکمل تفصیل دی ہے۔ اور آپ حضرات نے اپنے اس اختراعی مغالطے کے جواب میں مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی جو عبارت نقل کی ہے، وہ

میں بھی نقل کر چکا ہوں۔ آپ کا ذکر کردہ مغالطہ نہ میں نے سمجھا اور نہ میں نے کہیں اس کا ذِکر کیا، فیا للعجب۔

تیسرا سقم

آپ حضرات نے اپنے جواب کے صفحہ: ۳ پر لکھا ہے:

''ذِکر کردہ اشکال کی بنیاد پر موجودہ تکافلی نظام کو اس وقت ناجائز کہا جاسکتا تھا جب اصل واقفین وقف کرتے وقت وقف علی النفس کی شرط لگاتے جبکہ موجودہ صورتِ حال اس سے بالکل مختلف ہے۔''

میں کہتا ہوں

وقف علی النفس کا لفظ تو اس لئے استعمال کیا ہے کہ مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے اس کو تکافل علی اساس الوقف کے چار قواعد میں سے شمار کیا ہے۔ ورنہ وقف علی النفس ہو یا وقف علی الاولاد ہو یا وقف علی الاغنیاء المتضررین ہو سب کا ایک حکم ہے۔ اور اس کی تو چند سطروں بعد آپ حضرات نے بھی تصریح کی ہے کہ ''اس (یعنی وقف فنڈ) کی ابتداء متضررین کے لئے اور اِنتہاء قربت کے لئے ہے۔''

چوتھا سقم

آپ حضرات نے میری یہ بات تو نقل کی کہ:

''صمدانی صاحب کے یہ الفاظ ''اس وقف سے صرف وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو اس وقف کو عطیہ دیں'' اس پر واضح دلیل ہیں کہ یہ عقدِ معاوضہ ہے۔''

میں کہتا ہوں

اس کی وضاحت میں جو دلائل میں نے دیئے (دیکھئے ص: ۱۱۷ جدید معاشی

مسائل) آپ نے ان سے صرفِ نظر کر کے اپنی بات کا اعادہ کر دیا کہ: ''یہاں دونوں اپنی نوعیت کے اعتبار سے الگ الگ معاملات ہیں......'' حالانکہ آپ کی اسی بات کے معارض کو میں نے دلائل سے ثابت کیا تھا۔

البتہ آپ نے یہاں یہ بات لکھی ہے: ''جیسا کہ عام طور پر مختلف برادریوں میں اس طرح فنڈز بنائے جاتے ہیں۔''

میں کہتا ہوں

دونوں میں بہت سے فرق ہیں:

۱- عام طور پر برادریوں کے فنڈ سے استفادہ مال داروں کے لئے نہیں ہوتا بلکہ غریبوں کے لئے یا جو کسی حادثے میں غربت کے درجے میں آجائیں ان کے لئے ہوتا ہے۔

۲- امدادِ باہمی فنڈ میں یہ نہیں ہوتا کہ جو جتنا زیادہ چندہ دے گا اس کو تدارک اتنا زیادہ ملے گا بلکہ ہر ایک کی ضرورت کے بقدر یا ہر ایک کو مخصوص رقم ملتی ہے، اگرچہ واقعہ میں وہ چندہ کم ہی دیتا ہو۔

۳- تکافل میں فنڈ پہلے سے قائم ہوجاتا ہے، جس کے ساتھ کمپنی کے شرکاء کا مفاد وابستہ ہے، کیونکہ وہ مضارب بن کر یا وکیل بن کر روپیہ کماتے ہیں۔ اس کے برعکس امدادِ باہمی فنڈ کے متولی بھی چندے کو کسی دوسرے کو مضاربت پر دیتے ہیں لیکن خود کوئی کمائی نہیں کرتے۔

۴- امدادِ باہمی میں ارکان اکٹھے ہو کر ہر ایک کے فائدے کا سوچتے ہیں جبکہ تکافل میں وقف فنڈ کا رُکن صرف اپنا فائدہ سوچتا ہے۔ جو بھی تکافل کمپنی میں جاتا ہے اس کو اس سے غرض نہیں ہوتی کہ دوسروں کو کیا مل رہا ہے۔

تنبیہ:- اگر اغنیاء و مال دار محض اپنے فائدے کے لئے تکافل کے طرز پر امدادِ

باہمی کا فنڈ قائم کریں اور تکافل کے طرز پر ہی اس کو چلائیں تو یقیناً وہ بھی دُرست نہ ہوگا۔

پانچواں سقم

آپ حضرات نے اشکالِ سوم کے عنوان کے تحت میری یہ عبارت نقل کی کہ:

"زیادہ پریمیم دینے والے کے لئے زیادہ نقصان کی تلافی ہونا اور کم پریمیم والے کے لئے کم نقصان کی تلافی ہونا اسے عقدِ معاوضہ بنادیتی ہے۔"

میں کہتا ہوں

یہ عبارت بعینہٖ میری نہیں ہے، اور پھر جواب کے طور پر آپ نے اپنے پُرانے دلائل کا اعادہ کیا یا حوالہ دیا۔ علاوہ ازیں آپ حضرات نے جن دلائل کا حوالہ دیا ہے یا جس بات کا اعادہ کیا ہے، انہی پر تو میں نے اپنے اعتراض رکھے تھے، میری کتاب جدید معاشی مسائل صفحہ: ۱۱۸ تا ۱۲۳ میں مندرج میری کسی بات کا جواب آپ نے نہیں دیا۔

چھٹا سقم

(i) اشکالِ چہارم کے تحت آپ نے میری طرف یہ بات تو دُرست منسوب کی ہے کہ کمپنی وقف فنڈ کی مضارب نہیں بن سکتی، لیکن اس کی جو وجہ آپ نے میری طرف منسوب کی ہے وہ آپ حضرات کا محض وہم ہے۔ آپ حضرات میری طرف یہ منسوب کرتے ہیں:

"کیونکہ فقہائے کرام نے متولی وقف کو صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مالِ وقف کو اُجرت پر دے مال مضاربت پر دینے کی اجازت منقول نہیں، نیز آپ یہ سمجھ رہے ہیں اس طرح کمپنی خود ہی رَبّ المال اور خود ہی مضارب بنتی ہے۔"

میں کہتا ہوں

میں نے وہ بات نہیں لکھی جو آپ نے میری طرف منسوب کی ہے، بلکہ میں نے یہ لکھا تھا کہ: ''یہ بات غور طلب ہے کہ فقہاء نے ناظر کے لئے وقف زمین کو (خود) اُجرت پر لینے کے جواز کی تصریح کی اور ناظر کے (خود) مضارب بننے کے جواز کی تصریح نہیں کی۔''

(ii) میرے اعتراض کے جواب میں آپ نے لکھا ہے کہ:

''یہ دُرست نہیں بلکہ اس صورت میں وقف فنڈ کا پول جو کہ شخصِ قانونی ہے وہ ربّ المال ہوتا ہے اور کمپنی مضارب ہوتی ہے لہٰذا جس خرابی کی وجہ سے آپ اسے ناجائز سمجھتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں۔ تاہم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے اس صورت کے جائز ہونے پر جزم نہیں فرمایا۔''

میں کہتا ہوں

الف شخصِ قانونی تو محض اعتباری ہوتا ہے جو نہ بول سکے اور نہ حرکت کر سکے، اس کو قائم رکھنے والے تو کمپنی کے ڈائریکٹر یا شرکاء ہوتے ہیں۔ کوئی معاملہ کرتے ہیں تو کمپنی کے شرکاء یا ڈائریکٹر ہی کرتے ہیں۔ تو کیا کمپنی کے ڈائریکٹر خود اپنے آپ ہی سے معاملہ نہیں کرتے؟

ب یہ بات سوچنے کی ہے کہ مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ نے اس صورت کے جائز ہونے کا جزم کس وجہ سے نہیں کیا؟ آپ حضرات ان سے پوچھ تو سکتے تھے۔

(iii) آپ حضرات لکھتے ہیں:

''یہ واضح رہے کہ آج کل اکثر تکافل کمپنیاں حضرت کے مقالے میں ذکر کردہ صورتوں کے بجائے وکالہ بالاستثمار کی بنیاد پر کام کرتی

ہیں......لہٰذا ایسی ہر کمپنی پر تو یہ اشکال ہی وارد نہیں ہوتا۔"

میں کہتا ہوں

آپ کی اس بات سے معلوم ہوا کہ تکافل کمپنیوں میں اب ماشاء اللہ فقاہت بھی آ گئی ہے، اس لئے وہ مولانا تقی عثمانی مدظلہم کی جزوی طور پر پابند نہیں رہیں۔ علاوہ ازیں یہ خرابی پھر بھی رہی کہ وقف کا متولی خود ہی وکیل بالاجرت بھی ہو اور موکل بھی ہو۔

ساتواں سقم

آخر میں آپ حضرات نے "اشکال" کے عنوان کے تحت یہ لکھا:

"وقف النقود میں یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ جو پیسہ واقفین نے دیا ہے وہ پیسہ بعینہٖ باقی رہنا ناممکن ہو جبکہ وقف کی صحت کے لئے وقف کے عین کا باقی رہنا ضروری ہے۔"

میں کہتا ہوں

میں نے جب کوئی ایسا اشکال کیا ہی نہیں تو آپ حضرات کا اس کو ذکر کرنا محض بے کار رہا۔

عبدالواحد غفرلہٗ

۱۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محترمی ومکرمی جناب ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے کہ مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے

تکافل پر آپ کے اِشکالات کے بارے میں ہم دو حضرات نے جو جوابات لکھے تھے، اس پر آپ کے ذِکر کردہ اُسقام موصول ہوئے۔ نمبروار ان کا جواب ذیل میں عرض ہے:

(۱) آنجناب کی یہ بات دُرست ہے کہ آپ نے مذکورہ صورت میں تلفیق کا قول اِختیار نہیں فرمایا اور جو بات آپ کی طرف منسوب کی گئی وہ آپ کا اپنا قول نہیں تھا، بلکہ دراصل ایک عربی عبارت کا ترجمہ تھا لیکن وہ ترجمہ پیراگراف کی شکل میں نہ ہونے کی وجہ سے ہماری طرف سے آپ کی طرف یہ بات منسوب کرنے میں غلطی ہوگئی۔ البتہ یہ بات دُرست ہے کہ آپ ان دونوں صورتوں کو جمع کرنا ناجائز سمجھتے ہیں، چنانچہ آپ کی کتاب ''جدید معاشی مسائل'' کے صفحہ:۹۸ پر ''پہلی باطل بنیاد'' کے تحت مذکور ہے:

> ''مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کا ذِکر کردہ پہلا قاعدہ کہ ''نقدی کا وقف دُرست ہے'' اور دُوسرا قاعدہ کہ ''واقف اپنی زندگی میں بلاشرکتِ غیرے اپنے وقف سے خود نفع اُٹھا سکتا ہے'' یہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ مُسلَّم ہیں لیکن ان کو جوڑنا دُرست نہیں''۔

ان دونوں کو جوڑنے کے عدمِ جواز کی جو وجہ آپ نے اگلے صفحات میں بیان فرمائی ہے، اس کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ نقود میں وقف علی النفس اِستحساناً ہوگا یا قیاساً ہوگا،

استحسان کی یہاں کوئی دلیل نہیں اور قیاس میں فارق موجود ہے، وہ ہے دوام وعدم دوام۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ مذکورہ دونوں صورتوں کے جمع ہونے کو ناجائز سمجھتے ہیں، البتہ اس ناجائز ہونے کی وجہ تلفیق کے بجائے درج بالا قرار دیتے ہیں، لیکن چونکہ ہم نے جواب میں تلفیق کو بنیاد ہی نہیں بنایا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب دیا ہے، بلکہ حقیقی صورتِ حال کی وضاحت کر کے حکم بیان کیا ہے۔ اس لئے آپ کی طرف تلفیق کی غلط نسبت ہونے کے باوجود نفسِ جواب میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(۲) ہم نے ازالۂ مغالطہ کے عنوان سے جو بحث کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مروجہ تکافلی نظام میں وقف علی النفس کی شرط ہے ہی نہیں (خواہ وہ شیئر ہولڈرز کی طرف سے ہو یا چندہ دہندگان کی طرف سے) جبکہ آپ کی عبارات کو دیکھ کر ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہاں پر ''وقف علی النفس'' کا وجود تسلیم کیا ہے (خواہ وہ شیئر ہولڈرز کی طرف سے ہو یا چندہ دہندگان کی طرف سے) تبھی تو آپ اس کو تکافل کی ''پہلی باطل بنیاد'' قرار دیتے ہیں۔

(۳) آپ نے "وقف النقود" میں "علی الأغنياء المتضررين" کو بھی ناجائز قرار دیا لیکن اس کی کوئی دلیل ہمیں نہیں ملی جبکہ اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

نیز یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ تکافلی نظام میں وقف کی شرائط میں اغنیاء کی کوئی قید مذکور نہیں بلکہ متضرر کوئی بھی ہو سکتا ہے، خواہ وہ غنی ہو یا فقیر۔

(۴) اس کا جواب تفصیل کے ساتھ ہمارے جواب میں ازالۂ مغالطہ کے تحت آ چکا ہے کہ یہاں ممبر کو فنڈ سے جو کچھ مل رہا ہے، وہ شرطِ واقف کی وجہ سے مل رہا ہے، جس کا اس کے چندے سے تعلق نہیں۔

(۵) جب ازالۂ مغالطہ کے تحت ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں عقدِ معاوضہ نہیں پایا جاتا تو اس کی وجہ سے آپ کی کتاب کے صفحہ: ۱۱۸ تا ۱۲۳ کے تمام

اِشکالات باقی نہیں رہتے، لہٰذا ہر جزوی اِشکال کا الگ الگ جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

(۶) آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ:۱۲۶ پر ''عملی خرابیاں'' کے عنوان کے تحت نمبرا میں یہی خرابی لکھی ہے کہ ''کمپنی خود ہی رَبّ المال اور خود ہی مضارب بنتی ہے'' لہٰذا ہمارے جواب میں آپ کی طرف غلط نسبت نہیں کی گئی۔

اس خرابی کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ یہاں ایک ہی شخص مضارب اور رَبّ المال نہیں بن رہا بلکہ وقف جو شخصِ قانونی ہے وہ رَبّ المال ہے اور کمپنی جو اس کی متولّی ہے، وہ مضارب ہے، لہٰذا رَبّ المال اور مضارب کا ایک ہونا لازم نہ آیا۔

تاہم یہ بات قابلِ غور رہتی ہے کہ متولّی خود مضارب بن سکتا ہے تو اس کے بارے میں ہم نے یہ کہا تھا کہ اگرچہ فقہائے کرام کے کلام میں اس کا جواز منقول نہیں لیکن منع بھی تو منقول نہیں۔ اور چونکہ فقہائے کرام کے کلام میں اس بارے میں کوئی صریح عبارت موجود نہیں اس لئے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے اس کے جواز پر جزم نہیں فرمایا بلکہ اسے اجارہ پر قیاس کیا۔

(۷) یہ اِشکال ہم نے آپ کی طرف منسوب نہیں کیا، اس لئے اس کو باقاعدہ مرقم نہیں کیا، بلکہ اسے عمومی ممکنہ اشکال کے طور پر ذِکر کیا گیا۔ والسلام

عصمت اللہ عصمہ اللہ	اعجاز احمد غفر اللہ لہٗ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی	دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۶/۷/۱۴۳۰ھ	۶/۷/۱۴۳۰ھ
	(فتویٰ نمبر ۱۱۸۶/ ۲۲)

***

Waqf Fund.

4.2 The Operator shall have the right to modify / change in, add to, subtract form these, as may be deemed necessary, with due consultation of Shariah Board.
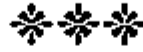
called the 'Distributable Surplus'.

The Distributable Surplus shall be expressed as a single rate (being referred to as the 'Distributable Surplus rate') being computed as the total Distributable Surplus generated in the PTF during the period per unit total net contributions received during the same period.

The net contribution for each Participant would be calculated as follows:

Takaful Contributions received in the PTF
Less: Change in Technical Reserves
Less: Earned portion of Takaful Operator's fee
Less: Incurred Claims

In case the net contribution for the Participant is negative, no surplus would be paid to that Participant in this Scheme. The losses on any Scheme in one Scheme year shall not be carried forward.

In case there is a deficit in the PTF, the Takaful Operator shall donate an interest-free loan to be called Qard-e-Hasna to make good the shortfall in the fund. The loan shall be repaid from the future surpluses generated in the PTF without any excess on the actual amount given to the PTF.

(j) Takaful operator may require such technical reserves to be setup in the PTF, as may be deemed appropriate, that is to say:-

(i) Unearned contributions reserves;
(ii) Incurred but not reported claims' reserve;
(iii) Deficiency reserve;
(iv) Reserve for Qard-e-Hasna to be returned in future; and
(v) Surplus equalization reserve.

4. General

4.1. These Rules shall be governed by the laws in Pakistan applicable form time to time on the Operator and the

calculation for the PTF, under advice from the Appointed Actuary as it considers appropriate. Atleast at the end of each accounting year the Takaful Operator shall evaluate the assets and liabilities of the PTF and determine whether the operation for that particular period had produced a surplus for sharing amongst the participants.

The surplus for each period would be calculated in the following manner:

Balance in Fund brought forward
Add: Takaful Contributions received in the PTF
Add: Investment income earned by investment of the PTF itself
Add: Receipts from retakaful pools as their share of any claims paid out or as shares of surplus earned on retakaful arrangements
Add: Reserves required by preceding year's Actuarial Valuation to be brought forward
Add: Any donation made by the Takaful Operator

Less: Incurred Claims
Less: Takaful Operator's Fees
Less: Repayment of Qard-e-Hasna
Less: Takaful Operator's share in Investment income earned by investment of the PTF itself
Less: Amounts paid out to retakaful pools as retakaful contributions
Less: Any donation paid by the PTF on the advice of the Shariah Board
Less: Reserves required by actuarial valuation to be carried forward

The Takaful Operator may hold a portion of the surplus as a contingency reserve. The basis of this would be defined and reviewed by the Appointed Actuary each year in consultation with the Shariah Board. The rest of the surplus would be

make arrangements with the Islamic banks operating in Pakistan to directly finance under musharika, murabaha, ijara (lease), salam, istisna contracts approved by the Commission.

(g) Takaful Operator shall appoint a Shariah Compliance Auditor who will conduct its audit for each accounting period, which shall be conducted before the close of accounts and annual audit to make the adjustments advised by the Shariah compliance auditor.

(h) The Operator shall not accept any risk in respect of any general business unless and until the contribution payable is received by the Takaful operator or is guaranteed to be paid by such person.

Provided, where the contribution payable, as aforesaid is received by any person, including a Takaful agent or a Takaful broker, on behalf of the Operator, such receipt shall be deemed to be receipt by the Takaful operator for the purposes aforesaid and the onus of proving that the contribution payable was received by a person, including a Takaful broker, who was not authorized to receive such contribution shall lie on the Operator.

Provided further, any benefit, which may become due to a participant on account of the cancellation of a policy or alteration in its terms and conditions or for any other reason shall be paid by the Operator, from the PTF, directly to the participant and a proper receipt shall be obtained by the Operator from the participant and such payment shall under no circumstançes be paid or credited to any other person, including a Takaful broker.

(i) Atleast at the end of each accounting year the Operator shall evaluate the assets and liabilities of the PTF and determine whether the operation for that particular period had produced a surplus for sharing amongst the participants.

The Takaful Operator would periodically perform surplus

(ii) The Shariah Board of the Operator shall take into consideration factors such as the proportion of income of the investee company from interest bearing accounts or non-Shariah based activities, the debt to equity ratio and cash or cash equivalents of the investee company; and

(iii) The investment decision shall be based on fundamental value of the companies instead of short-term speculations.

(d) Investments in redeemable capital.- The Operator may also make its portfolio investments through various mutual funds operating under the Shariah principles and approved by the Commission. Before making any investment therein, the Operator shall have the procedures and practices being followed by such funds scrutinized by its Shariah Board.

(e) Investments in redeemable capital.-The Operator may invest their funds in Shariah compliant instruments like Musharika Certificates, Term Finance Certificates (TFCs), Participation Term Certificates (PTCs) etc. However, in case of investment in redeemable capital it shall be necessary that the certificates are issued in compliance with the Islamic injunctions and the scheme of their issue be examined by the Shariah Board of the Takaful Operator. The basic conditions as laid down earlier for investments in the common stock of joint stock companies should also be followed.

(f) Placement of excess funds with banks and Islamic financial institutions.- The Operator may invest a portion of their funds in liquid or short notice deposits schemes of Islamic banks and their branches or other Islamic financial institutions, placements in PLS saving accounts of Islamic banks and placement in current accounts of traditional banks without any return thereon.

(g) Financing under Islamic modes through the Islamic banks and financial institutions.-The Operators may

and the Appointed Actuary;

(f) The Takaful Operator shall be required to invest his available funds in the PTF in the modes and products that adhere to principles established by the Shariah and all such modes and products shall be approved by the Shariah Board of the Takaful Operator. The following guidelines shall be followed for investments of the funds in the PTF, namely:-

(a) Investment in Shariah compliant Government securities.-Any Shariah compliant Government instrument such as Islamic bonds (Sukuks) and securities.

(b) Investments in immoveable property.-The Operator shall be allowed to invest in immoveable property subject to the following conditions, namely:-

(i) the use and intended use of the property should be in compliance with the Islamic principles; and

(ii) return on rented property may be in the form of fixed rent but in case of delayed payments penalty may be charged and the penalty amount shall be given to charity.

(c) Investment in Joint Stock Companies.-The Operator may invest its funds in joint stock companies. However, investments in non-Shariah compliant preferred stocks, debentures and interest based redeemable capital securities are not allowed. For investments in the common stocks of joint stock companies, the following guidelines should be followed in consultation with the Shariah Board, namely:-

(i) The main business of the investee company must not violate Shariah. Therefore, it is not permissible to acquire the shares, debentures or certificates of the companies providing financial services like conventional banks or the companies involved in business prohibited by Shariah like alcohol production, gambling or night club activities, etc;-

words importing the singular shall include the plural, and vice versa, and words importing the masculine gender shall include feminine, and words importing persons shall include bodies corporate.

3. Operator's Obligations

(a) There shall be paid into the PTF all receipts of the Operator properly attributable to the business to which the PTF relates (including the income of the PTF), and the assets comprised in the PTF shall be applicable only to meet such part of the PTF's liabilities and expenses as is properly so attributable.

(b) The risk related component of contributions and Operator's fees shall be credited to the PTF and from which benefits shall be paid out.

(c) The Operator shall assess, classify, and determine risk prudently in accordance with sound Actuarial Guidelines and Shariah Principles.

(d) The Operator shall be entitled to appoint intermediaries for soliciting subscribers or participants or members and to perform such functions necessary and incidental thereto.

(e) The Operator shall perform all functions necessary for the operations of the PTF, including but not limited to:

(i) Receiving contributions from the Participants;

(ii) Utilizing these contributions for the benefits of all the Participants;

(iii) Acting as Modarib or Wakeel in order to manage the funds in the best interest of the PTF;

(iv) The Operator shall define, design, implement, manage, administer, run, control, govern, modify Takaful Schemes for the benefits of all the Participants, whether existing or prospective, with the approval of Shariah Board

entitled as against to Participant Takaful Fund to the benefits of the Scheme, legal heirs of a deceased participant;

(x) Participant membership documents (PMD) means the documents detailing the benefits and obligations of the Participant.

(xi) Qard-e-Hasna means an interest-free loan to the PTF from the Shareholders' Fund, when the PTF is in deficit and insufficient to meet their current liabilities.

(xii) Participant Takaful Fund (PTF) means Operator's Fund established under the Waqf Settlement Deed.

(xiii) Settlor means the Takaful Operator. The term Settlor or Operator or Trustee may be used interchangeably.

(xiv) Shariah Board means Shariah Advisory Board of the Operator.

(xv) Shareholders' Fund means the Shareholders' Fund being maintained as per the Statutory requirements and shall consist of the paid-up capital and undistributed profits to the Shareholders.

(xvi) Supplementary Rules means sub-rules or other rules made under the Waqf Settlement Deed.

(xvii) Takaful Rules means Takaful Rules, 2005.

(xviii) Waqf Fund means fund established by the Operator in accordance with the requirements of Takaful Rules, 2005. Waqf Fund or Participant Takaful Fund may be used interchangeably.

(xix) Waqf Deed means Waqf Settlement Deed made by the Settlor to establish Waqf Fund.

Unless the context otherwise requires, words or expressions contained in these rules shall have the same meaning as in the Companies Ordinance, 1984, Insurance Ordinance, 2000, Takaful Rules, 2005 and Waqf Deed; and

WAQF RULES

1. Short title. - These shall be called Waqf Rules

2. Definitions. - In these Rules, unless there is anything repugnant in the subject or context, -

(i) Accounting Year means financial year of the Operator, i.e., 12 months commencing from January 1 till December 31.

(ii) Board of Directors means board of directors of the Operator;

(iii) Commission means Securities and Exchange Commission of Pakistan;

(iv) Contribution means Takaful charge or instalment payable by a participant;

(v) Companies Ordinance means the Companies Ordinance, 1984;

(vi) Deficit means the shortfall in the PTF, that is excess of payments over receipts and after accrual of all expenses and income in accordance with generally accepted accounting principles and applicable law for the time being in force;

(vii) Ordinance means the Insurance Ordinance (XXXIX of 2000);

(viii) Operator and Trustee means the Operator working in its capacity as Wakeel thereby operating the PTF. The terms Operator or Trustee may be used interchangeably;

(ix) Participant includes, where Takaful Scheme has been assigned, the assignee for the time being and, where he is

Settlor shall be empowered to execute such number of Supplementary Deed as may be deemed necessary for legal and operational reasons. However, all such deeds shall be executed with the approval of the Shariah Board.

IN WITNESS HEREOF the Waqf Deed is executed hereunto respectively the day and year first here-in-above written.

surplus even after paying the liabilities and Qard-e-Hasna, it would either be distributed to the Participants or given to the charity as advised by the Shariah Board and the Appointed Actuary.

(ii) However, in the above clause, if the Operator has created sub-funds, the surplus (before Qard-e-Hasna) in any sub-fund would first be used to offset deficit in any other sub-fund, if any.

(iii) If the Actuarial Valuation shows that the PTF is not sufficient to pay the Participants' liabilities, the deficit would be funded by the Operator from the deposit made by the Operator under Rule 21 of the Takaful Rules. In case the deficit is still there, the remaining amount would be funded by the Takaful Operator from the Paid-up Capital.

7.2 The cede amount would be transferred, with the approval of the Shariah Board, to another PTF, formed for similar or any other purpose. However, the shareholders of the Operator shall not be entitled to any of the aforesaid amounts.

8. General

8.1 This deed shall be governed by the laws in Pakistan applicable form time to time on the Operator and the Waqf Fund.

8.2 Notwithstanding anything contained herein, the Operator shall ensure due compliance with all applicable laws for the time being in force and Shariah Principles. **In the case of any conflict, the law of Pakistan shall prevail.**

8.3 This Deed shall be irrevocable and shall not be altered or amended in any manner, whatsoever.

8.4 Notwithstanding the irrevocability of this Deed, the

(viii) Any Surplus distributed by the Re-takaful Operators

6.2 The outgo from the PTF shall consist of the following, but not limited to, namely:-

(i) Claims Paid

(ii) Contributions paid to Re-takaful Operator/ Re-insurer;

(iii) Takaful Operator's fees;

(iv) Takaful Operator's share in investment income of the PTF;

(v) Surplus distributed to the Participants; and

(vi) Return of Qard-e-Hasna to the Shareholders' Fund.

(vii) Any amount given to Charity

7. Dissolution

In the event of winding up, the following procedure would be followed:

7.1 The Actuarial Valuation would be carried out as at the date of the winding up of business for the PTF. The Valuation would be carried out as per the basis which the Appointed Actuary deem appropriate for this purpose.

(i) If after discharging the entire Participant's liability there is a surplus, it would first be used to repay any remaining payment of Qard-e-Hasna. If the surplus is not sufficient to repay the entire Qard-e-Hasna, it would be repaid to the extent that there is a surplus in the PTF. If there is a

exact portion of surplus to be used for the payment of Qard-e-Hasna would be defined by the Appointed Actuary and the Shariah Board at the time of surplus in the PTF.

5.5 The Operator shall have a right to make deductions from the PTF as are enunciated in the clause 6.2 of this Deed.

5.6 Notwithstanding anything contained herein, the Operator shall have such rights as may be deemed necessary, under the applicable laws for the time being in force, in accordance with Shariah guidelines.

6. The income of and outgo from the PTF

6.1 The income of the PTF shall consist of the following, but not limited to, namely:-

(i) Risk Contributions received from the Participants and the Takaful Operator's Fee;

(ii) Claims received from the Re-takaful Operators;

(iii) Surplus share received form the Re-takaful Operators;

(iv) Investment profits generated by the investment of funds and other reserves attributable to the Participants in the PTF;

(v) Qard-e-Hasna by the Shareholders' Fund to the PTF (in case of a deficit);

(vi) Commission received from Re-takaful Operators; and

(vii) Any donation made by the Operator.

approval of products, documentation, as well as approval of all operational practices and investment of funds.

4.12 The PTF, established for any class of business shall, notwithstanding that the Operator at any time ceases to carry on that class of business in Pakistan, continue to be maintained by the Operator so long as it is required to maintain proper books and records for schemes belonging to that class under the law for the time being in force and applicable to the PTF.

5. Operator's Rights

5.1 The Operator shall be entitled to receive Takaful Operator's Fee. The Operator shall have the right to make such adjustments in Takaful Operator's Fees as may be appropriate for each Participant. The Operator shall ensure that any adjustment to the Takaful Contributions is made from the Takaful Operator's fees and not from the risk contribution, which should be appropriate to the risk being put in the PTF.

5.2 The Operator, in the capacity of Modarib or Wakeel, shall be entitled to set the profit sharing ratio on the investment management of the PTF based on the advice of the Shariah Board and the Appointed Actuary. The Operator might choose to keep different profit sharing ratios for different sub-funds after approval from the Shariah Board and the Appointed Actuary.

5.3 The Operator shall be entitled to make such Supplementary Rules or Sub-Rules for each class of Takaful business as may be deemed necessary. The same shall be approved by its Shariah Board and thereafter be filed with the Commission.

5.4 The Operator shall have a first right of return in respect of the amount provided as Qard-e-Hasna to PTF. The

4.5 The Operator shall bear all the administrative and management expenses of the PTF, except those enumerated under clause 6.2 of this Deed, in consideration of defined Takaful Operator's Fee.

4.6 Atleast at the end of each accounting year the Operator shall evaluate the assets and liabilities of the PTF either on an overall basis or for each sub-fund created as per clause 4.1 and determine whether the operations for that particular period had produced a surplus for sharing amongst the Participants under advice of the Appointed Actuary and the Shariah Board. The mechanism of surplus determination as well as surplus distribution would be defined in the PTF Rules as well as in the PMD.

4.7 In case there is a deficit in any PTF, the Operator shall donate an interest-free loan to be called Qard-e-Hasna to make good the shortfall in that Fund. The loan shall be repaid from the future surpluses generated in the PTF without any excess on the actual amount given to the PTF.

4.8 The Operator shall invest the available funds in the PTF in the modes and products that adhere to principles established by the Shariah and all such modes and products shall be approved by the Shariah Board of the Operator.

4.9 Subject to the provisions of the Ordinance, the Operator shall maintain statutory reserves as its Appointed Actuary may require, in the PTF.

4.10 The Operator shall ensure that the Re-takaful / Re-insurance arrangements are consistent with the sound Takaful principles and are as per the guidelines provided by its Shariah Board.

4.11 The Operator shall appoint a Shariah Board of not less than three members which shall be responsible for the

received from the Participants by way of subscriptions, contributions, donations, gifts, etc.; and

3.3 Income or incomes derived from investments etc. made by the PTF except for the ceding amount (referred to as above) all the balance amounts may be utilized for offsetting the PTF's liabilities of payments of benefits to the members of the Fund.

4. Operator's Obligations

The following shall be considered as the role of the Operator:

4.1 The management of the PTF. The Operator may create further sub-funds within the Waqf Fund after approval from the Shariah Board and the Appointed Actuary. The risk contributions and Takaful Operators' fee and the liabilities related to each sub-fund would be transferred to their respective sub-fund.

4.2 The Operator shall define the PTF Rules, which shall be in accordance with generally accepted principles; applicable law for the time being in force; norms of the Takaful business and guidelines of its Shariah Board.

4.3 The Operator shall act as Wakeel of the PTF (other than investments of PTF). For the investment management of the PTF the Operator shall act either as Wakeel or Modarib after approval from the Shariah Board and the Appointed Actuary.

4.4 The Operator shall, on the basis of set rules and regulations to be defined in the PTF Rules and in the PMD, pay benefits of the Participants from the same Fund as per its rules.

gender shall include feminine, and words importing persons shall include corporate entities.

2. Objectives and Purposes of Participants Takaful Fund

The objects and purposes of the PTF are as follows:

2.1 To receive contributions, donations, gifts, charities, subscriptions etc., from the Participants and others;

2.2 To provide relief to the Participants against benefits defined as per the PTF Rules, the PMD and any Takaful Supplementary Benefit Document(s);

2.3 To give charities in consultation with the Shariah Board;

2.4 To invest monies of the PTF in and subscribe for, take, acquire, trade or deal in, instruments approved by the Shariah Board such as shares, stocks, sukuks, securities or instruments of redeemable capital of any other company, institution, mutual fund, corporation or body corporate or any other manner;

2.5 To do all such other things/acts/objects as are incidental or conducive to the attainment of the above objects or any of them.

3. Assets of the PTF

The PTF shall comprise of any or all of the following:

3.1 The cede amount donated from the Shareholders' Fund to the PTF;

3.2 The risk contributions and the Takaful Operator's fee

the Participant;

(xi) **Qard-e-Hasna** means an interest-free loan to the PTF from the Shareholders' Fund, when the PTF is in deficit and insufficient to meet their current liabilities

(xii) **Waqf Rules** means rules made under this Deed.

(xiii) **Re-takaful** means an arrangement consistent with sound Takaful principles for Re-takaful / re-insurance of liabilities in respect of risks accepted or to be accepted by the Operator in the course of his carrying on Takaful business and includes ceding risks from Takaful pool(s) managed by the Operator to one or more re-Takaful pool(s) managed by any other one or more Re-takaful operator(s) or Re-insurers having Takaful Pool, in line with Takaful principles;

(xiv) **Shariah Board** means Shariah Advisory Board of the Operator.

(xv) **Shareholders' Fund** means the Shareholders' Fund being maintained as per the Statutory requirements and shall consist of the paid-up capital and undistributed profits to the Shareholders.

(xvi) **Supplementary Rules** means sub-rules or other rules to be made under this Deed as deemed necessary for legal and operational reasons.

(xvii) **Takaful Rules** means Takaful Rules, 2005.

Unless the context otherwise requires, words or expressions contained in this Deed shall have the same meaning as in the Companies Ordinance, 1984, Insurance Ordinance, 2000 and Takaful Rules; and words importing the singular shall include the plural, and vice versa, and words importing the masculine

(i) **Accounting Year** means financial year of the Operator, that is, the twelve (12) months commencing from January 1 till December 31;

(ii) **Board of Directors** means board of directors of the Operator;

(iii) **Commission** means Securities and Exchange Commission of Pakistan

(iv) **Contribution** means Takaful charge or instalment payable by the Participant;

(v) **Companies** Ordinance means the Companies Ordinance, 1984;

(vi) **Deficit** means the shortfall in the PTF, that is, excess of payments over receipts and after accrual of all expenses and income in accordance with generally accepted accounting principles and applicable law for the time being in force;

(vii) **Ordinance** means the Insurance Ordinance (XXXIX of 2000);

(viii) **Operator and Trustee** means Operator working in its capacities of Wakeel and Modarib, as the case may be, thereby operating the PTF. The terms Operator or Trustee may be used interchangeably;

(ix) **Participant** includes, where Takaful Scheme has been assigned, the assignee for the time being and, where he is entitled as against to Participants Takaful Fund to the benefits of the Scheme, legal heirs of a deceased Participant;

(x) **Participant's Membership Documents (PMD)** means the documents detailing the benefits and obligations of

WAQF DEED

The Takaful Operator hereinafter shall be called as Settler, or Operator, or Trustee, which expression shall, unless repugnant to the context or the meaning thereof, mean and include its survivor(s).

WHEREAS:

1. The Settlor is competent and legally authorized through its Memorandum of Association to and is desirous of establishing a Waqf Fund for the purpose of achieving the objectives and functions given herein below;

2. The Settlor has decided to and hereby establishes an irrevocable Fund called Participant Takaful Fund (PTF) which shall be a separate and independent entity being capable of having title to ownership of, and possession of assets whether in the form of moneys, movable and immovable properties, and/or in any other tangible or intangible form legally possible and permissible along with the compliance with the Shariah Principles;

3. The Settlor has set apart, for example, Rupees Five hundred thousand only (Rs. 500,000) and hereby cede the same to the PTF being the Waqf money; and

4. The Settlor has also undertaken to accept the responsibility of managing and operating the said PTF on the terms and conditions appearing in this Deed and in the Waqf Rules and in any other Supplementary Deed(s) made hereunder, on the basis of a predefined fee (the "Takaful Operator's fee").

1. **Definitions**. - In this Deed, unless there is anything repugnant in the subject or context, -

CLAUSE 38 -MIS-STATEMENT OF AGE, SEX OR OCCUPATION

If, due to an error or oversight, the age, sex or occupation of the Participant has been misstated to the Takaful Operator, the Takaful Operator shall make an equitable adjustment to the Takaful Contributions or Takaful Benefits in respect of such a Participant.

CLAUSE 34 -ALTERATION TO TAKAFUL BENEFITS

Takaful Benefits can be increased/added at any time after the Commencement of the Membership subject to underwriting and an additional Takaful Contribution for the increased / additional benefits would be deducted from the PIA each month from the date the alteration gets effective.
Benefits can be decreased/ deleted at any time after the Commencement of the Membership and accordingly deductions for the Takaful Contributions will be reduced.
The alteration will be effective from the next Membership anniversary.

CLAUSE 35 -SUICIDE CLAUSE

Only units available in PIA shall be paid and Takaful Operator shall not be liable to pay full benefits under this Membership if the Participant's death is the result of his/her:

Suicide, regardless of his / her mental condition, within the first 12 months from the Commencement Date, Issue Date, reinstatement date, alteration date whichever comes later

CLAUSE 36 -TAKAFUL SUPPLEMENTARY BENEFITS

Any Takaful Supplementary Benefit stated in the PSS and attached hereto is incorporated in and forms part of this PMD and is subject to its terms and Conditions. These benefits are conditional on the Membership being in force but they may be cancelled and deleted from the PMD and the PSS at any time.

CLAUSE 37_TERMINATION OF THE MEMBERSHIP AND TAKAFUL SUPPLEMENTARY BENEFITS

All Takaful benefits shall terminate upon termination of the Membership. Claims incurred after the date of termination will not be payable

held as contingency reserves. However, a portion of surplus may be distributed among the Participants which will be called as Distributable Surplus.

The Distributable Surplus shall be expressed as a single rate (being referred to as the 'Distributable Surplus rate') being computed as the total Distributable Surplus generated in the IFTPF during the period per unit total net Contributions received in the IFTPF.

The Distributable surplus would be distributed amongst the Participants in a defined manner in relation to the cumulative net Contribution to the IFTPF

Although the surplus for each year would be determined for each Participant, the actual distribution of surplus may be done only to those Participants leaving the pool during the year by way of withdrawal, death or maturity of the Membership using the cumulative surplus position at the last valuation date and the cumulative Contribution to the IFTPF. This would be done by using the share of cumulative surplus determined at the last valuation date and using an approximate basis which will be advised by the Appointed Actuary for the period since the last valuation date. The undistributed part of the surplus would be carried within the IFTPF.

If a Participant wishes to donate his share of surplus for social or charitable purposes, this shall be done by the Takaful Operator upon receiving written instructions.

CLAUSE 33 - TAKAFUL OPERATOR'S SHARE IN THE PROFIT ARISING ON INVESTMENT OF FUNDS OF IFTPF

The Takaful Operator shall act as Mudarib in order to manage the funds in the best interest of the IFTPF. For this purpose, the Takaful Operator shall be entitled to a share of 40% in the investment income.

Actuary. At least at the end of each accounting year the Takaful Operator shall evaluate the assets and liabilities of the IFTPF and determine whether the operation for that particular period had produced a surplus/ deficit.

The calculation of surplus/ deficit would be carried out in the following manner:

Balance in the Fund brought forward

Add:	Takaful Contributions received in the IFTPF
Add:	Investment income earned by investment of the IFTPF itself
Add:	Receipts from retakaful pools as their share of any claims paid out or as shares of surplus earned on retakaful arrangements
Add	Reserves required by preceding year's Actuarial Valuation to be brought forward
Add:	Any donation made by the Takaful Operator
Less:	Incurred Claims
Less:	Takaful Operator's Fees
Less:	Repayment of Qard-e-Hasan
Less:	Takaful Operator's share in Investment income earned by investment of the IFTPF itself
Less:	Amounts paid out to retakaful pools as Retakaful Contributions
Less:	Any donation paid by the Takaful Fund on the advice of the Shariah Board
Less:	Reserves required by actuarial valuation to be carried forward

In case there is a deficit in the IFTPF, the Takaful Operator may advance an interest-free loan to be called Qard-e-Hasan to make good the shortfall in the fund. This loan shall be repaid from the future surpluses generated in the IFTPF without any excess on the actual amount given to the IFTPF.

The surplus, if any, shall be owned by the IFTPF and will be

of the applicant's state of health and occupation and may impose suitable additional conditions or limit the amount of benefits applied for, if the Participant is subject to unusual risks at the Commencement Date or Reinstatement Date, whichever is later, as per the authority granted to the Takaful Operator in the Waqf rules of the IFTPF.

CLAUSE 31 -DEATH BENEFIT

In case of death of any Participant, the requisite Sum Covered would be paid out of the IFTPF. This amount, along with the amount accrued in the PIA, would then be payable to the Beneficiaries of the Participant.

The Sum Covered is equal to:

Face Value
Less: the Cash Value in PIA
Less: Partial Withdrawal
Add: Contribution Top-Ups

The benefit payable in case of death would be the equal to the Sum Covered. However, for Paid up Memberships no such benefit will be payable. For determining the Sum Covered, the actual Contribution top-ups would be used rather than its increased value.

The surplus, if any, may be payable from the IFTPF, as mentioned in clause 32 below.

Where the Beneficiary is a minor, the Death Benefit would be paid to the legal guardian of the Beneficiary. The payment of benefit to any such source shall be a full and valid discharge to us.

CLAUSE 32 -SURPLUS IN THE INDIVIDUAL FAMILY TAKAFUL PARTICIPANTS' FUND

The Takaful Operator would periodically perform surplus calculation for the IFTPF, under the advice of the Appointed

exceed Rs. 500 per switch (as per Clause 23)

CLAUSE 29 -A WORD OF ADVICE

It is important to remember that as with most investments, the value of your PIA is not guaranteed and can go down as well as up. All investments of the Fund shall be in adherence to the Islamic Shariah. It is possible that adherence to the Islamic Shariah may cause the Fund to perform differently from funds with similar objectives, but that are not subject to the requirements of the Islamic Shariah.

PART III- INDIVIDUAL FAMILY TAKAFUL PARTICIPANTS' FUND

Takaful Operator has established a fund namely Individual Family Takaful Participants' Fund (IFTPF) which is being operated by Operator as per the Waqf Rules.

The Participant is acknowledged as a beneficiary of the benefits declared by the IFTPF from time to time under the bylaws of the IFTPF, in the manner and to the extent as stated hereunder:

CLAUSE 30 -TAKAFUL CONTRIBUTIONS

Takaful Contributions are based on the applicable Sum Covered and are dependent on certain factors such as age attained, sex, residence, occupation, nationality, smoker/non-smoker status, Takaful Operator Fees and such other factors, as more fully described in the Waqf Rules of the IFTPF, for the duration of the Membership. Takaful Contributions are taken by deduction of Units from Your PIA.

The Takaful Contributions would be deposited into the IFTPF. The Takaful Operator fee of 25% would be taken out by the Takaful Operator from the IFTPF to cover its expenses for underwriting, administration and general management of the IFTPF.

The Takaful Operator needs to be satisfied about the suitability

Wakalat-ul-Istismar Fee:

Fixed Fee: (Referred to as Admin Fee) will be deducted on monthly basis per Membership by cancellation of units from PIA. This charge will be increased by 8% per annum.

Variable Fee 1: (Referred to as Allocation Fee) will be deducted from the Contribution equal to a percentage of the Contribution as specified in the PSS.

Variable Fee 2: (Referred to as Investment Management Fee) will be deducted at every Pricing Date being 1.5% per annum of the net asset value of the investments at the Pricing Date. This fee will be deducted by cancellation of units from PIA.

Charges against Additional Facilities:

The following charges are for the additional facilities that apply only if a Participant opts for any of those:

Modal Charge: An additional charge of Rs.200 per Contribution would be levied on Memberships with Contribution payment mode other than annual. This charge would be deducted each time the modal Contribution is made and would be increased by 8% per annum.

To-up Charge: A top-up Charge would be levied being 5% of each Top-up Contribution payment made by the Participant at any time during the Membership.

Other Charges: The Takaful Operator reserves the right to levy a charge in the following circumstances:

- setting up a second regular Partial Withdrawal (as mentioned in Clause 25)
- changing a regular Partial Withdrawal facility (as mentioned in Clause 25)
- a charge of Rs. 1,000 would be deducted for any Partial Withdrawal after first 4 Partial Withdrawals during a Membership year. (as per Clause 25)
- After 3 fund switches in any year, the Company reserves the right to impose a switch charge which shall not

CLAUSE 25 -PARTIAL WITHDRAWALS

Partial Withdrawals from the PIA can be made on an ad-hoc or regular basis. Regular Partial Withdrawals may be taken monthly, quarterly, half-yearly or yearly, provided the Residual Value of PIA is at least Rs. 25,000 or 20% of value of PIA, whichever is higher. Partial Withdrawals can only be taken after completion of twelve months and no charge is imposed for the set up of the first regular Partial Withdrawal.

Partial Withdrawals are allowed, however, after 4 withdrawals in a single Membership year, a Partial Withdrawal fee of Rs. 1,000 would be charged.

The minimum Partial Withdrawal amount is Rs. 15,000. This can be varied by the Company from time to time. If the balance of the fund with the Plan is insufficient to make a payment on the selected date for a regular Partial Withdrawal, the Partial Withdrawal will not be made and regular Partial Withdrawals on the Membership will cease.

CLAUSE 26 -MATURITY BENEFIT

At maturity of the Membership, the entire Cash Value in the PIA would be given to Participant as the Maturity Benefit. Once the Cash Value has been paid we will not accept any further Contributions nor will we pay any further benefits. The Membership will terminate.

CLAUSE 27 -INCOME OPTION

Upon maturity of the Membership, the Participant may request the maturity proceeds to be provided in the form of a stream of regular payments. The number of regular payments would be subject to approval by the Takaful Operator.

CLAUSE 28 -MEMBERSHIP FEE AND CHARGES TO BE DEDUCTED FROM THE PIA

The following fee/ charges will be deducted as mentioned in the PSS:

The Takaful Operator may close any of the Funds at any time. The Takaful Operator will inform you in writing 30 days before the intended closure date of any Fund. The value of the units in the closed Fund will be used to acquire units in another Fund chosen by the Participant.

Each Regular Contribution and Top-up Contribution, after deduction of Investment Management Fee and Top-up Charge respectively, is used to acquire units in the PIA in one or more Funds. The unit price of each of these funds will be based on the Net Asset Value of each fund.

Each Unit of a Fund will have only one price both for allocation of units and for unit realization. The Unit Price is determined each time the assets of the Fund are valued, which may be at the discretion of the Takaful Operator, say, on the first day of each month, or weekly.

CLAUSE 24 -WITHDRAWAL

You may withdraw the entire Cash Value by making a written request at any time before the Membership expires. The Takaful Operator will pay the Cash Value of the Membership once we have received proof that you are the person legally entitled to the benefits payable. The implication of terminating the Membership would be as follows:

- The PIA part of the Contributions will be encashed. The Cash Value will be equal to the net asset value (NAV) of total number of units allocated to your investment account. The units are redeemed with reference to the price of the relevant Fund(s) at the next pricing date following the receipt of the letter requesting for Withdrawal.

No Withdrawal Charge would be levied upon early termination of Membership before expiration of the Membership Term. Once the entire Cash Value has been paid we will not accept any further Contributions nor will we pay any further benefits. The Membership will terminate.

in any place or country or travel or place of death of the Participant.

CLAUSE 21 -NOTICES

There is no obligation on the part of the Takaful Operator to issue Contribution Notices, Lapse Notices or other reminders, although the Takaful Operator will issue those as a matter of courtesy.

CLAUSE 22 -CURRENCY

All payments by the Participant or the Takaful Operator will be made in the currency specified on the PSS.

PART II- PARTICIPANTS' INVESTMENT ACCOUNT (PIA)

The Participant Investment Account (PIA) is an investment management arrangement between Participant and Takaful Operator, wherein Takaful Operator is the manager (Wakeel) of the account. The PIA is managed on the principles of Wakalat-ul-Istismar. The Takaful Operator manages the investments on behalf of the Participant in lieu of pre-determined fee. At the issue date of the Membership, the Takaful Operator shall notionally create the PIA of the Membership which would take effect from the Commencement Date.

CLAUSE 23 -THE FUNDS

The Takaful Operator shall maintain a number of separately identifiable Funds approved under the Shariah principles. The number and types of Funds available may be changed at any time at the discretion of the Takaful Operator. The Participant will have the option to transfer part or all of the units from one fund to another and the switch charge shall be applicable as mentioned in Clause 28.

after the date of the loss for which the claim is made. Failure to furnish notice or proof of loss within the time limits required above shall not invalidate or reduce any claim if it shall be shown not to have been reasonably possible to give such notice or proof and that notice and proof were given as soon as was reasonably possible.

Examinations:
The Participant, or its Beneficiaries in case of death claim, shall provide the Takaful Operator, or its medical representative, at their own expense, with all information and all evidence necessary to determine whether any claim is payable.

Payment of Claim:
Evidence of age of the Participant satisfactory to the Takaful Operator will be required before any claim is paid.

Any payment for loss of life of the deceased Participant is payable to the beneficiary.

Legal Proceedings:
No action at law or equity shall be brought to recover under this Membership prior to the expiration of sixty (60) days after proof of claim has been furnished in accordance with the requirements of this Plan, nor shall any such action be brought at all unless commenced within the limitation period according to Law.

CLAUSE 19 -ASSIGNMENT
The Participant may, through assignment, transfer the rights and privileges of the Membership. In such cases, the Membership rights and privileges of the Participant may be exercised by the new assignee only if written evidence of change satisfactory to the Takaful Operator has been filed at itsoffice of issue.

CLAUSE 20 -RESIDENCE, OCCUPATION OR TRAVEL

The Membership is not subject to any limitation as to residence

Takaful Operator will be sent to the Participant at the address stated in the Application form or the last recorded address.

CLAUSE 15-PLACE OF PAYMENT

All amounts payable to or by the Takaful Operator shall be paid at the office of issue, mentioned in the PSS.

CLAUSE 16 -APPLICABLE LAW

This Plan shall be interpreted in accordance with the laws of the Islamic Republic of Pakistan subject to principles of Islamic Shariah as interpreted by the Shariah Supervisory Board of the Takaful Operator.

CLAUSE 17 -CHANGES IN EXISTING REGULATIONS

In the event of any change in regulations or imposition of any duty after the Commencement Date in relation either to Takaful Operator or the benefits under this Plan in respect of which, in the opinion of the Appointed Actuary, a deduction should be permitted but which is not so permitted by this PMD; such modification of the PMD shall be made by us, and notified to the Participants, as we shall consider necessary to take account of such change.

CLAUSE 18 -CLAIMS

Notice of Claim:
Written notice of an occurrence upon which a claim under this Plan may be based must be given to the Takaful Operator within ninety (90) days of such occurrence. Notice given by, or on behalf of, the claimant to the Takaful Operator with particulars sufficient to identify the Participant, shall be deemed to be notice to the Takaful Operator.

Proof of Loss:
The Takaful Operator, upon receipt of such notice, will furnish forms for filing proof of loss. The forms must be completed and returned to the Takaful Operator within ninety (90) days

CLAUSE 10 -STATUTORY FUND

For the purpose of section 16 (2) of the Insurance Ordinance, 2000 and rule 8 (3) of Takaful Rules 2005 this Plan and all attached Supplementary Benefits shall be referable to the IFTPF.

CLAUSE 11 -FREE LOOK PERIOD

The Participant may cancel the Membership if he is not satisfied with any terms and conditions of the Plan. The Takaful Operator will refund the Contribution paid if the Participant has submitted a written request within fourteen (14) days of issue of the Membership. We reserve the right to deduct expenses incurred on medical examination of the Participant in connection with the issuance of the Membership.

CLAUSE 12 -CONTESTABILITY

The Membership shall be rendered null and void by any false declaration or non-disclosure of any material fact. (A material fact is one which affects the judgment of the Takaful Operator in deciding whether to accept the Membership or not and if it decides to accept, the terms on which it would do so). This Membership shall be incontestable after it has been in force for two (2) years from its Commencement Date or date of reinstatement except in the case of fraudulent misrepresentation in which case the value of the units available in PIA will be paid to the Participant.

CLAUSE 13-CHANGES IN BENEFICIARY

At any time while the Membership is in force, the Participant may change the Beneficiary by applying in writing to the Takaful Operator. The Takaful Operator shall record such change by endorsement.

CLAUSE 14-RESIDENCE

The Participant must inform the Takaful Operator in writing of any change in his/her residence. All correspondence from the

CLAUSE 8 -NON-PAYMENT OF REGULAR CONTRIBUTIONS

If any Regular Contribution is not paid within the grace period, then:

i. If the Membership has no Cash Value, it will end immediately without any payment.

ii. If there is a Cash Value, the Membership will continue to be inforce for the Sum Covered from the due date of first unpaid contribution. The Sum Covered shall be maintained by cancelling units from the PIA to meet all the fees and charges (including Takaful Contributions) at the beginning of each Membership month, commencing from the due date of first unpaid contribution. At the beginning of each month, if the Cash Value is insufficient to meet any of the fee/charge for that month then the Membership would lapse.

iii. The Membership can be converted to paid-up at the written request of the Participant as long as the Cash Value is greater than or equal to the Residual Value.

CLAUSE 9 -REINSTATEMENT

The Participant may apply to the Takaful Operator in writing to reinstate the Membership within six months from the date it lapsed. The Participant shall submit a declaration stating that there has been no deterioration in the health or financial circumstances of the Participant.

If more than six (6) months but less than two (2) years have elapsed, the Membership can only be reinstated after the underwriting. The Takaful Operator's normal underwriting rules prevalent at that time will apply.

Membership cannot be reinstated after more than two (2) years have passed from the date it lapsed.

Paid up cases can be reinstated only after the underwriting

In all cases the Participant would need to pay any outstanding contribution from the date of reinstatement.

Clause 28. The minimum amount of any top-up Contribution which could be accepted will be at the discretion of the Takaful Operator.

CLAUSE 6-INDEXATION OF CONTRIBUTIONS AND/OR FACE VALUE

To safeguard against inflation, the Contribution and/ or Face Value may be increased by a fixed percentage at each Membership anniversary and can be 5%, 10% or 15% at the option of the Participant as specified in the PSS. The indexation rates of both Contribution and Face Value are independent of each other, such that the Participant may choose one and not the other, and/or chose different percentages for both.

If the Participant decides to discontinue the indexation option at any Membership Anniversary, he will need to inform us in writing fifteen (15) days before the Membership Anniversary, and the future indexation of Contributions and/or Face Value will then stop.

If the Participant desires to start/resume indexation of Contributions and/or Face Value, he will need to inform us in writing fifteen (15) days before the Membership Anniversary, and the same would be applicable from the next Membership Anniversary, subject to meeting the Takaful Operator's normal Underwriting rules prevalent at that time.

The Takaful Contribution which is based on the Sum Covered would be revised accordingly each time the Face Value is adjusted.

CLAUSE 7 -FAMILY INCREASE OPTION

On the next Membership Anniversary following marriage of the Participant and upon each child birth (maximum of two) an extra one-off indexation in Contributions / Face Value will be allowed equal to the indexation rate, subject to submission of evidence acceptable to the Takaful Operator.

Takaful Operator in writing. The following benefit will be paid based on the happening of the Events Covered:

o Death- The Sum Covered as well as the surplus, if any, will be paid from the IFTPF if applicable. In addition, the Cash Value will be paid from the PIA.

o Withdrawal- The Cash Value will be paid from the PIA. In addition, surplus, if any, will be paid from the IFTPF.

o Maturity- The Cash Value will be paid from the PIA. In addition, surplus, if any, will be paid from the IFTPF.

CLAUSE 3-REGULAR CONTRIBUTIONS

Regular Contributions under this Plan are payable as specified in the PSS. The Contributions are expressed as payable annually, semi-annually, quarterly or monthly. The first Contribution is payable on the Commencement Date and subsequent Contributions are due on the Renewal Date in each subsequent year, half-year, quarter or month, as the case may be. The interval of payment may be changed only at any Contribution date, with appropriate adjustments, to provide for payment annually, semi annually, quarterly or monthly.

CLAUSE 4 -CONTRIBUTION PAYMENTS AND GRACE PERIOD

Contributions under this Plan are payable by the Participant at such office or offices of the Takaful Operator as designated by the Takaful Operator in writing to the Participant from time to time.

A 31-day Grace Period shall be allowed for the payment of each Contribution after the first, during which time the Membership continues to be in force.

CLAUSE 5 -CONTRIBUTION TOP-UPS

The Participant has the option to make additional top-ups (single Contribution payments) at any time during the Membership. These additional Contributions will be allocated to Your PIA after deduction of a Top-up Charge as mentioned in

document(s) executed between the Participant and the Takaful Operator, together constitute the "Plan".
All statements made by the Participant shall, in the absence of fraud, be deemed as representations and not warranties and no statement shall either be used to void the Membership or in defense of a claim under it.

Words importing the singular number include the plural number and vice versa and words of the masculine gender shall include the feminine unless the context otherwise requires.

The PSS may be amended at any time during the Membership term, at any Contribution payment date upon written request made by the Participant and agreed to in writing by the Takaful Operator.

No person or entity is authorized to modify this Membership on his/ her own, to extend time for payment of Contribution, to waive any lapse or forfeiture, to waive any of the Takaful Operator's right or requirements, to bind the Takaful Operator by making any promise, accepting any representation or information not contained in the Application for this Membership. However, the Takaful Operator shall be bound by any promise or representation given in writing to the Participant on the Takaful Operator's letterhead and the stamp of the Takaful Operator on it.

PART I- GENERAL CONDITIONS

CLAUSE 1 -BASIS OF THE MEMBERSHIP

The Takaful Operator's Shariah Board shall decide the principles and provisions of the Islamic Shariah applicable to this Membership.

CLAUSE 2 -PLAN BENEFITS

This would be the amount to be paid against the Events Covered as proposed by the Participant and accepted by the

SHARE 'n CARE PLAN
Participant's Membership Document (PMD)
GENERAL PROVISIONS

INTRODUCTION

The 'Share 'n Care Plan' (the "Plan") is a Membership issued to the Participant to provide a cash benefit at the happening of the Events Covered. Based on an application by the Participant, the Membership is issued by the "Takaful Operator" and administered in accordance with the rulings of the Shariah Board.

The Plan consists of two parts:

o The Participants' Investment Account which will be managed by the Takaful Operator on the principles of Wakalat-ul-Istismar as described in Part II of this PMD.

o The Individual Family Takaful Participants' Fund, an established Waqf governed by the Islamic concept of Waqf which will be managed by the Takaful Operator as a Wakeel, as described in Part III of this PMD.

The Membership shall not be effective until receipt of the first Contribution (and realization of cheques, drafts or such other instruments, if not paid in cash) as shown in the PSS, due and payable on the Commencement Date and after the Proposal has been approved and the PMD has been issued by the Takaful Operator.

With respect to any date referred to in the Plan, 00:01 hours standard time in Pakistan shall be deemed to be the effective time.

This PMD, the Waqf Rules, the Takaful Supplementary Benefit document(s), the Application Form (including the Proposal Form), the PSS and any endorsements and documents that evidence the basis for, and any future changes in the aforesaid

that was first issued with the PMD and any revision thereof from time to time.

Pricing Date : the date on which the unit price will be determined.

Residual Value: the amount left in the PIA after any partial withdrawal.

Shariah Board: means a Shariah Supervisory Board constituted by the Takaful Operator under the Takaful Rules, 2005.

Sum Covered : means the amount of Takaful Benefits applicable, and is payable from the IFTPF as mentioned in Clause 31.

Takaful Contribution m : means the periodic Contributions paid into the IFTPF for the Takaful Death Benefit as well as the Takaful Supplementary Benefit (if any) to be distributed amongst the Participants of the IFTPF based on the Waqf Rules.

Takaful Operator's Fees : means the fees required to cover expenses of underwriting, administration and general management of the IFTPF.

Valuation Date : the date on which the assets and liabilities of the IFTPF will be determined

We / us / the Takaful Operator : means the Takaful company,

You / Your: means the Participant

Waqf Deed: means the Deed of Waqf Settlement establishing the irrevocable Waqf Fund called Operator's Waqf Fund.

Waqf Rules: means the Rules made under the Waqf Deed related to the IFTPF. The Waqf Deed and the Waqf Rules shall collectively be called as Waqf Rules in this PMD.

Commencement Date: means the effective date of the Membership as mentioned in the PSS

Contribution Top-ups : means single contribution payments made by the Participant, at any time during the Membership, in addition to regular Contributions.

Events Covered : means the events on happening of which Plan Benefit would be payable. These events include the death of the Individual by any cause, withdrawal or maturity of the Membership without any prejudice to the exclusions mentioned in this PMD. For Takaful Supplementary benefits, events covered would be defined in separate documents which may be attached.

Face Value : means the Death Benefit and any other Takaful Supplementary Benefit as set out in the PSS

Individual Family Takaful Fund: means the statutory collective fund under the Operator's Waqf Takaful Participants' Fund into which all Individual Family Takaful Contributions are pooled

Issue Date : the date at which the Membership is issued

Maturity Date : The date of the normal expiry of the Membership

Membership Fees and charges : means the fees/ charges as outlined in Clause 28.

Paid Up : means a Membership into which no further Contributions are received and no further Takaful Coverage is provided as set out in Clause 8

Participant's Investment Account : means the investment account of the Participants as described in Part II of this PMD

Participant's Specific Schedule : means the Schedule which states the Membership details specific to a particular Participant

Therefore this PMD witnesses that this Membership shall at all times and under all circumstances be subject to the Conditions and Stipulations printed hereon and Waqf Rules of IFTPF, which constitute the basis of this Membership, and are to be considered as incorporated in and forming part of this PMD.

SHARE 'n CARE PLAN
Participant's Membership Document (PMD)
General Provisions

Definitions:

Wherever the words in italics below appear in this document, they shall have the following meanings:

Age : Age of the Participant on his/her nearest birthday at the time of the commencement of the Membership.

Appointed Actuary : the actuary required to be appointed by the Takaful Operator pursuant to the provisions of section 26 of the Insurance Ordinance 2000

Authorized : An officer of the Takaful Operator who has been empowered by the Takaful Representative
Operator to collect Contributions due towards it. The Authorized Representative
needs to have an authority letter given by the Takaful Operator to collect contributions

Beneficiary : The individual nominated by the Participant who is to receive the Benefits under this Membership, under Section 72 of Insurance Ordinance 2000

Cash Value : means the net asset value of all the Units allocated to the PIA

(Registered and Supervised by the Securities and Exchange Commission of Pakistan)

SHARE 'n CARE SAVINGS PLAN
Participant's Membership Document (PMD)
General Provisions

Preamble:

This is to acknowledge that the applicant (hereinafter called the 'Participant'), having submitted the application form along with the associated documents and acceptance to pay the Contribution, as more fully described in the Participant's Specific Schedule (hereinafter referred to as the "PSS") attached hereto:

i. Is accepted as per the PSS for the Membership of the Share 'n Care Savings Plan (hereinafter called the 'Plan') offered by the Takaful Operator. This Membership declares the Participant as a member of:

a. The Participants' Investment Account (hereinafter referred to as the 'PIA') as described in Part II of this PMD

b. The Individual Family Takaful Participants' Fund (hereinafter referred to as the 'IFTPF') as described in Part III of this PMD

ii. Being a member of the PIA and the IFTPF, the Participant is acknowledged as a beneficiary of the benefits declared from time to time under the terms and conditions mentioned in this PMD.

Conditions Precedent:

i. No payment in respect of any Contribution shall be deemed to be payment to the Takaful Operator unless a printed form of receipt for the same, signed by an official of the Takaful Operator, shall have been given to the Participant.

ii. Notwithstanding anything to the above, cover under this PMD shall not commence until the Contribution, as stated in the PSS hereof, has been paid or guaranteed to be paid in the manner as stated in the PSS or as expressly agreed and stated therein.

WAQF DEED

WAQF RULES

SHARE 'n' CARE

SAVINGS PLAN